اعداد

مرکز احیاء تراث آلِ البیت

اللہ کے نام سے
شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان،
بہت رحم کرنے والا ہے

اقوالِ شیعہ
تصویری ثبوت کے ساتھ
إعداد
مرکز إحیاء تراث آل البیت

اقوالِ شیعہ

تصویری ثبوت کے ساتھ

إعداد

مرکز إحیاء تراث آل البیت

طابع:......... .... الف نون پرنٹرز، کراچی

اشاعت:....... .... 2020ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمدللّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبه ومن ولاہ وبعد!

قارئین! اس کتاب کی پہلی طبع کے بعد ہمارے بعض بھائیوں نے سوال کیا کہ اس کتاب کے متعلق اپنا پورا قصہ ذکر کریں کہ اس میں بحث اور اسے مکمل کرنے میں کتنا وقت صرف ہوا۔ چنانچہ اس کتاب کے نتیجے میں مختلف ردِّعمل سامنے آئے، کچھ نے اسے پسند کیا، کچھ نے چند ملحوظات کا اظہار کیا جس سے ہم نے استفادہ بھی کیا اور بعض کو ہم نے کسی دوسری نظر سے دیکھا۔

تاہم ہم اس شخص کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے کتاب کے حوالے سے رابطہ کیا اور اس کے متعلق گفت گو کی، شکریہ یا توجیہ بیان کی یا نقد کیا، ہم اللہ تعالیٰ کے اِذن سے تمام کو استفادہ اور اہتمام کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں جس کسی نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کیوں کہ ہر مؤمن کا، حق کو پہنچنا ہی مقصود ومطلوب ہوتا ہے۔

پہلی طباعت تو بڑی جلدی سے ختم ہوگئی تھی ہم نے سوچا کہ دوبارہ کتاب طبع کی جائے اور سابقہ طباعت میں بعض عنوان جو واضح نہیں تھے موجودہ ایڈیشن میں ان کی توضیح کر دی ہے اور بعض اہم مفید باتوں کا اضافہ کیا ہے اسی طرح ایسی بعض ابحاث کا اضافہ کیا ہے جس کا اکثر قارئین کی طرف سے مطالبہ ہو رہا تھا اور وہ ساتویں فصل ہے۔ ''آئمہ اربعہ کے متعلق شیعہ کے عقائد'' جو

اہل السنہ والجماعۃ کے ہاں امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔

اس کتاب کے حوالے سے بات یہ ہے کہ یہ چیز سالوں پہلے شروع ہوئی تھی کہ جب ہم کتب شیعہ کے بارے میں بعض منقولات کا مطالعہ کر رہے تھے تو ہمیں تعجب ہوا پھر ہمیں طمع ہوا کہ ہم بذات خود ان منقول مصادر کی اصل کو دیکھیں اس کے بعد ہم نے بعض شیعہ کے مدارس سے رابطہ کیا۔ تاکہ ہم بعض مصادر کو حاصل کر لیں، کئی بار رابطے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ان مصادر میں سے بڑے بڑے مصادر تو ان کے کبار علماء کے پاس ہیں کیوں کہ ان کتب میں بعض عقائد اور احکام ایسے ہیں جن سے وہ خود (شیعہ) جاہل ہیں اور انھیں سمجھا بھی نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ہم نے بعض مراجعات کے لیے بڑے بڑے علماء اور مراکز سے رابطہ کرنے کی بڑی کوشش کی، مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا، ہماری ایک عرصہ کی مشقت ومحنت اور کئی سال کے بعد جا کر ہمیں شیعہ کے ایک اہم مکتبہ کا سراغ ملا جس میں شیعہ کی بہت اہم کتب ہیں۔ جب مطالعہ شروع کیا، ہم چند گھنٹے مطالعہ کرتے تو ہمارے گمان سے بڑھ کر معاملہ (خراب) ہمیں دیکھائی دیا۔ چنانچہ ہم نے عرصہ دراز مطالعہ کرنے کے بعد ان نصوص کی تصاویر بنائیں اور ہمارے پاس ہزاروں تصاویر جمع ہو گئیں۔ بلا مبالغہ اگر ہم بعض کتب کی مکمل تصاویر بنا لیتے تو ہمارے لیے تمام کے تمام بطور دستاویز بن جاتا۔ جیسے "انوار النعمانیہ" اور "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" اور "النصب والنواصب" وغیرہم کتب ہیں۔

پھر انٹرنیٹ وغیرہ پر جو ہمارے بعض مناقشات ہوئے اور بعض شیعوں نے ہمارے اکثر حوالوں کا انکار کیا تو اس کے بعد ہم نے مناسب سمجھا کہ کتاب میں حقائق جمع کیے جائیں بعد ازاں پہلی طبع چھپی جو ایک سو چوالیس (۱۴۴) صفحات پر مشتمل تھی۔ اس میں تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) وثیقے تھے لیکن جو مواد ہمارے پاس تھا اس اعتبار سے کتاب میں بہت کم مواد ہے۔

قارئین کرام! آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم تشہیر چاہتے ہیں کیا کتبِ شیعہ میں بعض رسوا کن چیزوں کے اظہار سے کوئی تشفی چاہتے ہیں یا افراط و مضلات کا تتبع کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے اس سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ تاہم ہمارا مقصود و مطلوب یہ ہے کہ ہمارے غیور نوجوان و بھائی ان چیزوں پر مطلع ہوں جو شیعوں کے معتمد مراجع میں موجود ہیں۔ تاکہ انھیں حقیقت کا علم ہو، اگر قاری شیعہ ہو تو جب یہ کتاب پڑھے تو وہ اپنے کبار و صغار علماء سے مطالبہ کریں کہ ان کتب کی تصحیح و تنقیح ہونی چاہیے اور جو ان کتب میں گمراہیاں موجود ہیں، جنھیں شریعت، عقل اور منطق بھی قبول نہیں کرتی ان کی اصلاح کریں اور شیعہ علماء بعض ان اسباب پر مطلع ہوں جن کی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ کے نوجوان ان کی کتابوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو امت اسلامیہ کے بارے میں غیرت رکھتا ہے اور انھیں جمع کرنے کی رغبت رکھتا ہے اور متفق دیکھنا چاہتا ہے وہ ان کتب کی تصحیح اور ان مصادر کی تنقیح سے ابتدا کرے جس نے امت کو جدا جدا کر دیا ہے، اور فرقہ پر مبنی نعروں کو ایجاد کیا ہے۔ اس کتاب میں اس طرح کے کئی نمونے موجود ہیں۔

چنانچہ علماء شیعہ میں سے اگر کوئی کہے کہ ہماری کتب میں موجود یہ روایات ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہیں یہ ہمارے ہاں ضعیف ہیں، ہم انھیں قبول نہیں کرتے۔ تو ہم عرض کریں گے ہم نے جو ان کتب سے وثیقہ ذکر کیے ہیں وہ دو چیزوں سے خالی نہیں ہیں یا تو یہ ائمہ سے روایات ہیں۔ یا ان کتب کے اصحاب کا کلام ہے۔ اگر ائمہ کی روایات ہیں تو ٹھیک ہے اس میں صحیح و ضعیف ہوسکتی ہیں۔ لیکن تمھارا ان کتب کے بارے میں کیا خیال ہے جن میں روایات ذکر ہوئی ہیں اور ان کا ضعف بیان نہیں کیا گیا، بلکہ اس پر تعلیق لگائی ہے۔ اور شرح کی ہے اور عقلی طور پر اس کے اثبات کی پوری کوشش کی ہے اگرچہ وہ قرآن وسنت کے صریح خلاف ہو؟ وہ قرآن مجید کی ایسی تاویل کے مطابق تاویل کی کوشش کرتا ہے جو اس کی بات کے موافق ہو اگرچہ روایت عقل اور لغت عرب کے

موافق نہ بھی ہو اور سب سے کم حالت یہ ہے کہ جس اثر کو وہ ذکر کرتا ہے اس کا ضعف بیان نہیں کرتا۔ کیا صاحب کتاب اس پر موافق نہیں ہوگا؟ وگرنہ احادیث کی چھان پھٹک کہاں گئی؟ اور صحیح و ضعیف کی تمیز؟ ہم شیعہ کو دعوت دیتے ہیں کہ ایسی روایات کو چھوڑ دیں جو قرآن وسنت اور عقل سلیم کے موافق نہیں ہیں اور جو اکثر ان کتب کی روایات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اور ہم انھیں اس بات کی طرف بلاتے ہیں کہ وہ کوئی بہادری والا قدم اٹھائیں جیسے اہل السنہ نے کہا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مروی خاص احادیث صحیحہ کی کتب لکھی ہیں اور خاص کر وہ روایات بھی نکالی ہیں جو موضوع و منکر قسم کی ہیں اور وہ کتب بھی لکھی ہیں جو ضعیف روایات پر مشتمل ہیں اس طرح بری الذمہ ہوتے ہے اور کتاب وسنت کا دفاع ہوتا ہے۔

قارئین کرام! تمھارا ان روایات اور کتب کے متعلق کیا موقف ہے جن میں رطب و یابس جمع ہے، جن میں صحیح روایات بہت کم ہیں؟ تمھارا اس شخص کے بارے میں کیا موقف ہے جس نے ان روایات کو ذکر کیا ہے اور انھیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؟ یہ تو جانب روایت کے متعلق پہلا معاملہ ہے۔

اب رہی دوسری جہت کہ ان کتب میں موجود روایات، صاحب کتاب کا کلام ہے۔ اور آئمہ سے روایات نہیں لی گئیں تو اس پر تو گفت گو بہت لمبی ہو جائے گی چنانچہ اس بات کا خلاصہ ہم چند نکات کی صورت میں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ یہ منقولات کتابوں کی مؤلفین کی آراء کو واضح کرتی ہیں جو شیعوں کے ہاں معتبر علماء اما ی و جعفری مذہب کی زبان میں بات کرتے ہیں۔ یہ شیعوں کے ہاں معتبر علماء ہیں۔

۲۔ تمہارا ایسی کتب کے متعلق کیا موقف ہے؟ جن پر اعتماد کیا جاتا ہے، جن سے دلیل دی جاتی ہے، ہر شیعہ عالم اس سے دلیل پکڑتا ہے چنانچہ تمہارا ان مؤلفین اور ان کتب سے دلیل لینے

والوں کے بارے میں کیا موقف ہے؟

۳۔ ان کتابوں کے مؤلفین نے بڑی عظمت پائی ہے۔ مثلاً طبرسی ہے۔

جس نے اپنی کتاب کا نام رکھا ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کلام رب الارباب" یہ قرآن مجید میں تحریف کو ثابت کرنے پر لکھی گئی ہے۔ پھر جب اس کتاب کا رد لکھا گیا۔ تو شیعوں نے اس کتاب کا دفاع کیا ہے، اسے طبع کرنے کے بعد اس کا معارضہ کیا گیا، اللہ کا واسطہ ہے! بتاؤ اس شخص کے ساتھ کیا کیا گیا!

کیا اسے مرتد سمجھ کر قتل کیا گیا؟ کیا اسے گرفتار کیا گیا؟ کیا شیعوں نے اس کے ساتھ اس طرح جھگڑا کیا ہے جس طرح اس نے دین سے دشمنی کی ہے جواب تو معلوم ہی ہے کہ نہیں۔ بلکہ اس کی عزت و توقیر کی گئی۔ اور مقدس ترین جگہ میں اسے دفن کیا گیا اور اس کی بعض کتب شیعوں کے ہاں حدیثی طور پر معتبر سمجھی گئیں۔

آخری بات یہ ہے کہ ہم آپ کی اس طرف بھی توجہ دلائے جائیں کہ جو وثیقے ہم نے ذکر کیے ہیں۔ یہ چند ایک وثیقے ہیں۔ اور جو بھی وثیقہ یہاں ذکر کیا گیا ہے اس جیسے بے شمار اور بھی وثیقے موجود ہیں ہم نے طوالت کے خوف سے انھیں ذکر نہیں کیا، یہ تو تب ہے کہ جب پڑھنے والا شیعہ قاری ہو لیکن اگر پڑھنے والا کوئی اہل السنہ کا شخص ہو تو اسے وصیت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے تقویٰ کو لازم پکڑے، ہدایت کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور دعوت الی اللہ میں ان وثیقوں سے فائدہ اٹھائے اور نیز اہل شیعہ سے احسن انداز میں گفت گو کرنے کے لیے بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور ان وثیقوں کو بر سبیل استہزاء و مذاق پر کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے، بلکہ آل شیعہ کو بتایا جائے کہ ان کے عقائد اور ان کی کتب میں کتنا بڑا خطر پایا جاتا ہے، کتنی ہولناکیاں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ روایات گردش زمانہ کے ساتھ چلی آ رہی ہیں اور ان کے ائمہ میں سے جو بھی

روایت ہے وہ ان کے ہاں دین ہے۔ کیوں کہ ان کے ہاں ائمہ معصوم ہیں اور ان کے اقوال حجت ہیں تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ ان روایات سے احتجاج کیسے ممکن ہے کہ جن کی صحت کا ہی علم نہیں اور اگر کوئی شیعہ آپ سے مناقشہ کرے کہ علماء صحیح وضعیف کو پہچانتے ہیں اور اجتہاد میں باب مفتوح ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم اسے بتاؤ کہ یہ کلام صرف دل کو تسلی دینے کے لیے ہے اور اس سے نرمی سے ذکر کرو کہ وہ ایسی باتیں بیان کرے جو ان کے علماء نے صحیح کہی ہیں۔ چاہے وہ اس زمانے میں ہوں یا اس سے پہلے۔ اگر صحیح ہیں تو لے آؤ؟ یا آپ کا خیال ہے کہ ان روایات کے صحیح اور ضعیف کہنے سے، مناقشے اور مناظرے کے وقت ان روایات کے ساتھ الزام سے خلاصی پانے کے لیے حجت بن گئی ہے۔

اور عوام کے سوال اور استفسار سے جان چھوڑانے کی دلیل بن گئی ہے؟

ہم جانتے ہیں کہ اکثر شیعہ جو کہ عہدوں پر فائز نہیں ہیں اور معلومات عامہ رکھتے ہیں وہ ان منحرف عقائد پر مشتمل کتابوں کو نہیں پڑھتے جو ہمارے رب کی کتاب قرآن مجید اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہیں چنانچہ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے وقایت اور ہدایت ہے جو ان کتب اور ان کے مؤلفین سے دھوکے میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہم اپنے لیے اور ان کے لیے رشد و ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

پہلی فصل

قرآن کریم بہت بڑی ذمہ داری

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو نازل فرمایا اور اسے (لوگوں کے لیے) ہدایت، شفا، نور اور ضیاء بنایا ہے اور ہمارے نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کتاب حکیم کو جن وانس پر پڑھتے اور دنیا کی فضا میں اسے دہراتے تھے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کھلواڑ بنانے والوں کے ہاتھوں سے اپنی کتاب مبین کی حفاظت فرمائی۔ لہٰذا باطل اس کے آگے سے اور نہ پیچھے سے نہ کوئی اضافہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کمی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيۡزٌ۝ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ۝﴾ (فصلت: ۴۲،۴۱)

''اور بلاشبہ یہ یقیناً ایک باعزت کتاب ہے۔ اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری گئی ہے۔''

اس میں تعجب کیا ہے کیوں کہ قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ تو فرقان کی آیات ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے روشن بنا کر بھیجا ہے اس کے ذریعے سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے سپرد کی ہے تو ممکن نہیں ہے کہ اس میں تحریف یا تصحیت یا زیادتی وغیرہ کی جا سکے یہ محال ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ و مامون ہے۔

جیسا کہ اللہ کا دین قیامت تک باقی رہے گا، اسی کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس کی وحی محفوظ رہے تا کہ اس امت کے آخری لوگوں تک حجت قائم ہو جائے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اپنے اصحاب کو قرآن پر ابھارتے، اس کی حفاظت کا حکم دیتے تھے، کثرت سے اس کے الفاظ کی تلاوت کا شوق دلاتے اور اس سے ہدایت لینے کی وصیت فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! یقیناً میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں، ہرگز گمراہ نہ ہوں گے جب تک اسے تھامے رکھو گے ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور میرے اہل بیت۔''

یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے ہم بھی یہی ہمیشہ سے عقیدہ رکھتے آئے ہیں۔ چھوٹے بڑے سبھی قرآن کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے ذریعے سے کانوں اور دلوں سے لذت اٹھاتے رہے ہیں جیسے یہ ابھی ابھی نازل ہوا ہے۔

اہل السنہ اس قرآن کی حفاظت میں ہمیشہ ننگی تلواریں بن کر رہے ہیں، جو اس سے دشمنی کرتا ہے اس کے دشمن بن کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک جو یہ گمان کرے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے یا کمی وبیشی ہوئی ہے تو وہ کافر ہے، کیوں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا ہے۔ یہ تو

اہل السنہ کا معاملہ ہے۔ چنانچہ شیعہ کے درمیان قرآن کا معاملہ کمزور کیوں ہے؟ ان میں قرآن مجید کے حافظ کم کیوں ہیں؟ بلکہ حوزہ سے جو عالم ہو کر نکلتا ہے وہ اجتہاد کا درجہ پا لیتا ہے لیکن اس کے باوجود قرآن مجید کے تھوڑے سے حصے کے سوا اسے کچھ یاد نہیں ہوتا۔

پھر ان کی اکثریت ایسے لوگوں کی کیوں ہے جو قرآن کی تحریف کے قائل ہیں؟ یا کم از کم ان کا یہ قول ہوتا ہے کہ اسے غلطی لگ گئی ہے یا شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اے مسلمان بھائی! کتاب اللہ کو پڑھ، اس کو حفظ کر اور اس میں تدبر و غور و فکر کر پھر تو اس میں رشد و ہدایت پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹)

”بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

اور فرمایا:

﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (المائدۃ: ۱۶)

”جس کے ساتھ اللہ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیچھے چلیں، سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے اور انھیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور انھیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

یہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اس نے اپنی کتاب کے متعلق فرمایا۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ شیعہ کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام (قرآن مجید) کے متعلق کیا قول ہے؟ آیئے غور و فکر کریں۔

فصل الخطاب في اثبات تحريف كتاب رب الأرباب — حسين بن محمد النوري الطبرسي — ايران — طبعة حجرية

[illegible]

هل يقول مسلم بأن في القرآن آيات سخيفة ؟ !

(الوثيقة للطبرسي وهو من أكبر علماء الشيعة)

شیعہ کے کبار علماء میں سے ایک بہت بڑے عالم

حسین بن محمد النوری الطبرسی اپنی کتاب

"فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب"

(یہ کتاب قرآن مجید میں تحریف کرنے کے لیے لکھی گئی ہے)

میں قرآن مجید میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: ۸۲)

"اور اگر وہ (قرآن) غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔"

یہ اختلاف جیسا کہ معنوی اختلاف یعنی معنی کے تناقض پر صادق آتا ہے کہ ایک جگہ پر ایک کیفیت کا اثبات ہے تو دوسری جگہ اثبات کی نفی اسی طرح یہ نظم کے اختلاف پر بھی صادق آتا ہے جس طرح قرآن پاک بعض فقروں میں بڑی فصیح بلاغت ہے جو اعجاز کی حد تک پہنچتی ہے اور اس کی بعض جگہوں پر گھٹیا عبارت ہے اور اختلاف وضاحت کے درجوں پر بھی صادق آتا ہے کہ بعض جگہ پر فصاحت اعلیٰ درجے کی ہے اور بعض جگہ انتہائی ادنی (گھٹیا) درجے کی ہے۔"

صاحب کتاب کہتے ہیں:

"کیا کوئی مسلمان قرآن کے متعلق یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اس کی آیات بے ہودہ، لچر قسم کی آیات ہیں؟"

وفيه عنه عليه السلام أنّ في القرآن ما مضى وما يحدث وما هو كائن ، كانت فيه أسماء الرجال فالقيت وإنّما اسم الواحد منه في وجوه لا تحصى يعرف ذلك الوصاة .

وفيه عنه (ع) : إنّ القرآن قد طُرح منه آي كثيرة ولم يزد فيه إلاّ حروف ، وقد أخطأت به الكتبة وتوهمتها الرجال .

والحاصل فالأخبار من طريق أهل البيت (ع) أيضاً كثيرة إن لم تكن متواترة على أنّ القرآن الذي بأيدينا ليس هو القرآن بتمامه كما أُنزل على محمد (ص) بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله ومنه ما هو مُحرَّف ومُغيَّر وأنّه قد حُذِف منه أشياء كثيرة منها اسم عليّ (ع) في كثير من المواضع ومنها لفظة آل محمد (ع) ومنها أسماء المنافقين ومنها غير ذلك وأنّه ليس على الترتيب المرضي عند الله وعند رسول الله (ص) كما في تفسير عليّ بن إبراهيم .

أما ما كان خلاف ما أنزل الله فهو قوله تعالى : كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ، فقال أبو عبد الله (ع) لقارىء هذه الآية : خير أُمة تقتلون أمير المؤمنين والحسين بن عليّ (ع) فقيل له :

كيف نزلت يا ابن رسول الله فقال : إنّما نزلت خير أئمةٍ أخرجت للناس ، ألا ترى مدح الله لهم في آخر الآية تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله .

ومثله أنّه قرىء على أبي عبد الله (ع) الذين يقولون ربّنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرّة أعين واجعلنا للمتقين إماماً ، فقال أبو عبد الله (ع) : لقد سألوا الله عظيماً أن يجعلهم للمتقين إماماً ،

فقيل له يا ابن رسول الله كيف نزلت ؟ فقال إنّما نزلت واجعل لنا من المتقين إماماً .

وقوله تعالى : له معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من أمر الله .

عدنان البحرانی

اپنی کتاب ”مشارق الشموس الدرية“ میں
قرآن مجید میں تحریف کے متعلق بات کرتے ہوئے کہتا ہے:

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل بیت کے طریق (سند) سے بہت سی احادیث اس مسئلے میں وارد ہوئی ہیں اگر چہ وہ متواتر نہیں ہیں کہ ”جو قرآن ہمارے سامنے ہے وہ مکمل قرآن نہیں ہے۔ جو جیسا کہ محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ اس میں سے بعض حصہ منزل من اللہ کے خلاف ہے، بعض تحریف شدہ ہے اور بعض کو بالکل بدل دیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اس میں سے بہت سی اشیاء کو حذف کر دیا گیا ہے جیسے بہت سی جگہوں سے علی رضی اللہ عنہ کے نام کو حذف کر دیا گیا، آل محمد کے نام بھی حذف شدہ ہیں، بعض منافقوں کے نام حذف کر دیئے گئے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ حذف کر دیا گیا، اور پھر اس کی ترتیب بھی وہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں تھی۔ جیسا کہ علی بن ابراہیم کی تفسیر میں موجود ہے۔“

صاحب کتاب کہتا ہے:

جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹)
”بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔“

القـــول

في البداء والمشية

أقول : في معنى البداء ما يقوله المسلمون بأجمعهم في النسخ وأمثاله : من الإفقار بعد الإغناء والإمراض بعد الإعفاء والإماتة بعد الإحياء ، وما يذهب إليه أهل العدل خاصة من الزيادة في الآجال والأرزاق والنقصان منها بالأعمال ، فأما إطلاق لفظ البداء فإنّما صرت إليه بالسمع الوارد عن الوسائط بين العباد وبين الله عز وجل ، ولو لم يرد به سمع أعلم صحته ما استجزت إطلاقه كما أنّه لو لم يرد عليّ سمع بأنّ الله تعالى يغضب ويرضى ويحب ويعجب لما أطلقت ذلك عليه سبحانه ، ولكنّه لما جاء السمع به صرت إليه على المعاني التي لا تأباها العقول ، وليس بيني وبين كافة المسلمين في هذا الباب خلاف ، وإنّما خالف من خالفهم في اللفظ دون ما سواه ، وقد أوضحت من علتي في إطلاقه بما يقصر معه الكلام ، وهذا مذهب الإمامية بأسرها ، وكل من فارقها في المذهب ينكره على ما وصفت من الإسم دون المعنى ولا يرضاه .

أقول : إنّ الأخبار قد جاءت مستفيضة عن أئمة الهدى من آل محمد (ص) باختلاف القرآن وما أحدثه بعض الظالمين فيه من الحذف والنقصان ، فأما القول في التأليف فالموجود يقضي فيه بتقديم المتأخر وتأخير المتقدّم ومن عرف الناسخ والمنسوخ والمكي والمدني لم يرتب بما ذكرناه .

وأما النقصان فإنّ العقول لا تحيله ولا تمنع من وقوعه ، وقد امتحنت مقالة من ادعاه وكلّمت عليه المعتزلة وغيرهم طويلاً فلم أظفر منهم بحجة

تأمل قوله : (مستفيضة) بتحريف القرآن !
فهل الشيعة متمسكون بالثقل الاكبر بناء على هذا الكلام ؟

الشیخ المفید

اپنی کتاب "اوائل المقالات" میں
قرآن مجید کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے عنوان قائم کرتا ہے:

"قرآن مجید کی تالیف اور اس میں بعض لوگوں کی طرف سے زیادتی اور کمی کے متعلق تذکرہ"

"میں کہتا ہوں کہ آل محمد ائمہ ہدیٰ سے ایسی روایات کثرت سے مروی ہیں جن میں قرآن مجید کے اختلاف کا تذکرہ موجود ہے اور اس چیز کا بھی بیان ہے جو بعض ظالموں نے اس میں کمی کر کے کئی چیزیں حذف کر دیں اور" قرآن مجید کی موجودہ جو ترتیب ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس میں بعض چیزوں میں تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے، چنانچہ جو شخص ناسخ و منسوخ، مکی اور مدنی سورتوں کو جانتا ہے وہ ہماری ذکر کردہ بات میں شک نہیں کرے گا۔ اب رہی قرآن پاک میں کمی کی بات تو عقلی طور پر یہ محال نہیں ہے اور نہ ہی اس کے واقع ہونے پر کوئی چیز مانع ہے، میں نے ایسے لوگوں سے بھی کلام کیا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں (کہ ایسا ہونا ممکن نہیں کہ قرآن مجید میں کوئی تحریف و تبدیلی ہو سکے) اور معتزلہ وغیرہ سے بھی طویل گفت گو ہوئی ہے مگر ان کی طرف سے مجھے کوئی دلیل نہیں ملی۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

شیعہ عالم کی اس بات پر غور کریں کہ جو یہ کہہ رہا ہے کہ
قرآن کی تحریف میں اخبار واقع ہوئی ہیں تو کیا شیعہ اس کلام کی بنیاد پر بڑی شناعت کو
قبول کریں گے؟

الأخبار ، فاللازم ، تحليلها سنداً ودلالة لا رمي القائل به بالخرافة .

من هم القائلون بالتحريف وما هي أدلتهم؟

أن جماعة من المحدثين وحفظة الأخبار استظهروا التحريف بالنقيصة من الأخبار ، ولذلك ذهبوا الى التحريف بالنقصان .

وأولهم فيما أعلم علي بن ابراهيم في تفسيره ، فقد ورد فيه قال أبو الحسن علي بن ابراهيم الهاشمي القمي : « فالقرآن منه ناسخ ومنسوخ . . . ومنه منقطع ومنه معطوف ومنه حرف مكان حرف ومنه محرف ومنه على خلاف ما أنزل الله عز وجل ، ـ الى أن قال ـ: وأما ما هو محرف منه فهو قوله : ﴿ لكن الله يشهد بما أنزل إليك ﴾ في علي ، كذا أنزلت . ﴿ أنزله بعلمه والملائكة يشهدون ﴾[1] ، وقوله : ﴿ يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك ﴾ في علي ﴿ فإن لم تفعل فما بلغت رسالته ﴾[2] . وقوله : ﴿ إن الذين كفروا وظلموا ﴾ آل محمد حقهم ﴿ لم يكن الله ليغفر لهم ﴾[3] ﴿ وسيعلم الذين ظلموا ﴾ آل محمد حقهم ﴿ أيّ منقلب ينقلبون ﴾[4] ، وقوله : ﴿ ولو ترى ﴾ الذين ظلموا آل محمد حقهم ﴿ في غمرات الموت ﴾[5] ، ومثله كثير نذكره في مواضعه[6] ، انتهى المقصود من كلامه ، ويظهر ذلك من الكليني حيث روى الأحاديث الظاهرة في ذلك ولم يعلق شيئاً عليها ، وذهب السيد الجزائري الى التحريف في شرحيه على التهذيبين وأطال البحث في ذلك في رسالة سماها ـ منبع الحياة ـ.

---

(١) سورة النساء ، الآية : ١٦٦ .
(٢) سورة المائدة ، الآية : ٧٠ .
(٣) سورة النساء ، الآية : ١٦٧
(٤) سورة الشعراء ، الآية : ٢٢٧ .
(٥) سورة الأنعام ، الآية : ٩٣ وهي ﴿ ولو ترى إذ الظالمون في غمرات الموت ﴾ .
(٦) تفسير القمي : ج١ ص٩ ـ ١٠ ـ ١١ .

يعترف آية الله العظمى الاصفهاني بأن
امام المفسرين القمي وامام المحدثين الكليني عقيدتهم القول بتحريف القرآن

علامہ فانی الاصفہانی

اپنی کتاب "آراء حول القرآن" میں

تحریف قرآن کے بارے میں کہتا ہے:

پانچواں سوال: قرآن مجید کی تحریف کے کون قائل ہیں اور ان کے دلائل کیا ہیں؟

جواب: محدثین کی ایک جماعت اور حفاظ حدیث نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ قرآن مجید میں اخبار کی تنقیص کے ساتھ تحریف ہوئی ہے اسی لیے تو وہ اس طرف گئے ہیں کہ قرآن میں تحریف کمی کے ذریعے ہوئی ہے۔

ان میں پہلا مفسر میرے علم کے مطابق علی بن ابراہیم ہے جو اپنی تفسیر میں کہتا ہے کہ ابوالحسن علی بن ابراہیم الہاشمی القمی کہتا ہے: قرآن مجید میں کچھ ناسخ ہے اور منسوخ ہے۔ کچھ منقطع ہے اور کچھ معطوف ہے کسی جگہ پر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ہے اور کسی جگہ تحریف ہوئی ہے اور کہیں اس کے خلاف ہے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے: قرآن پاک کے وہ مقام جہاں تحریف ہوئی ہے درج ذیل ہیں:

۱۔ ﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ﴾

"لیکن اللہ شہادت دیتا ہے اس کے متعلق جو اس نے تیری طرف نازل کیا ہے۔"

اصل میں (فی علی) تھا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو نازل کیا ہے۔

﴿اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ﴾ (النساء: ١٦٦)

"کہ اس نے اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے شہادت دیتے ہیں۔"

۲۔ اور فرمان الٰہی:

"اے رسول! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔"

اصل میں تھا (فی علی) کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے جو نازل کیا ہے۔ (اسے پہنچا دے)

﴿وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدة: ٦٧)

"پھر اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔"

۳۔ اور فرمان الٰہی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا﴾

"بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور ظلم کیا۔"

اصل میں (آل محمد ﷺ) تھا کہ جنھوں نے آل محمد ﷺ کے حق میں ظلم کیا۔

﴿لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ﴾ (النساء: ١٦٨)

"اللہ کبھی ایسا نہیں کہ انھیں بخش دے۔"

۴۔ اور فرمایا:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا﴾

"اور عنقریب وہ لوگ جان لیں گے جنھوں نے ظلم کیا۔"

اصل میں تھا (آل محمد حقهم) "وہ لوگ جنھوں نے" آل محمد ﷺ کے حق میں (ظلم کیا)۔

﴿اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ (الشعراء: ۲۲۷)

"وہ لوٹنے کی کون سی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔"

۵۔ اور فرمان الٰہی:

﴿وَ لَوْ تَرٰٓى﴾ ''اور اگر دیکھے۔''

اصل میں تھا (الذين ظلموا آل محمد ﷺ) ''وہ لوگ جنھوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا۔ (اگر تو انھیں دیکھ لے)

﴿فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ﴾ (الانعام: ٩٣)

''موت کی سختیوں میں۔''

اس طرح کی دیگر اور مثالیں جنھیں ہم کسی اور جگہ ذکر کریں گے۔

کلینی سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے اس تحریف کے بارے میں احادیث ظاہرہ روایت کی ہیں اور ان پر کچھ تعلیق نہیں لگائی۔ اور سید جزائری اپنی ''تھذیب'' کتاب کی شروحات میں اس موقف کی طرف گئے ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ اور ان کا ایک رسالہ ہے ''منبع الحياة'' اس میں بڑی تفصیل سے لمبی بحث کی ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''آیۃ اللہ العظمیٰ الاصفہانی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امام المفسرین القمی اور امام المحدثین الکلینی کا قرآن کی تحریف والا عقیدہ ہے''

هذا امامهم المقدم علامتهم المبجل : البحراني ، يذكر وبكل صراحة
ان القرآن الموجود الان (محرف ومبدل) ويجادل ويناقش من يقول بخلافه !!

شیخ یوسف البحرانی صاحب الحدائق
اپنی کتاب "الدر النجفیه" میں
کہتا ہے:

"ان اخبار میں (قرآن مجید کی تحریف پر) صریح اور واضح دلالت کسی پر مخفی نہیں ہے اگر ان اخبار کی کثرت اور منتشر کے ہوتے ہوئے بھی ان میں طعن کرنا ممکن ہوتا تو ساری شریعت میں طعن کرنا بھی ممکن ہوتا ہے جیسے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اصول الاسانید، طرق الرواۃ، مشائخ اور نقل کرنے والے تو ایک ہی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان ائمہ جور سے حسن ظن رکھا جائے گا کہ انھوں نے امانت کبریٰ میں خیانت نہیں کی اس کے باوجود کہ انھوں نے دوسری امانتوں میں خیانت کی ہے جو کہ اس سے بھی زیادہ دین کے لیے سخت نقصان دہ چیز ہے اور پھر اس کے معارض کوئی روایات نہیں ہیں سوائے صرف خالی دعووں کے جو کہ دلیل سے عاری ہیں صرف قیل وقال والے دعوے ہیں تو اس لیے معتمد یہی ہے کہ قرآن کریم کی تحریف پر دلالت کرنے والے آثار صحیح ہیں۔"

صاحب کتاب کہتے ہیں:

"یہ ان کے متقدم اور بہت بڑے ایک امام ہیں۔ جس کی بڑی تکریم کی جاتی ہے جو بڑی وضاحت کے ساتھ یہ ذکر کر رہا ہے کہ موجودہ قرآن تحریف شدہ اور بدلا ہوا ہے اور جو شخص اس بات کا قائل نہیں ہے اس سے جھگڑا کرتا ہے اور مناقشہ کرتا ہے۔"

مرآة العقول للمجلسي دار الكتب الإسلامية الثانية ١٤٠٤ هـ

قراءة أُبي .

٢٨ ـ عليّ بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى انّ هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي انّ الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظنّي ان الاخبار في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر .

فان قيل : انّه يوجب رفع الاعتماد على القرآن لانّه إذا ثبت تحريفه ففي كلّ آية يحتمل ذلك و تجويزهم عليهم السلام على قراءة هذا القرآن و العمل به متواتر معلوم اذ لم ينقل من أحد من الاصحاب ان أحداً من ائمتنا اعطاه قرآنا أو علمه قراءة ، و هذا ظاهر لمن تتبع الاخبار ، و لعمري كيف يجترؤن على التكلفات الركيكة في تلك الأخبار مثل ما قيل في هذا الخبر ان الايات الزايدة عبارة عن الاخبار القدسية أو كانت التجزية بالايات اكثر و في خبر لم يكن ان الاسماء كانت مكتوبة على الهامش على سبيل التفسير والله تعالى يعلم و قال السيّد حيدر الاملي في تفسيره اكثر القراء ذهبوا إلى انّ سور القرآن بأسرها مائة و أربعة عشر سورة و إلى انّ آياته ستة الاف و ستمائة و ست و ستون اية و الى انّ كلماته سبعة و سبعون الفا و اربعمائة و سبع و ثلاثون كلمة ، و الى ان حروفه ثلاثمائة الاف و اثنان و عشرون الفا و ستمائة و سبعون حرفا و الى ان فتحاته ثلاثة و تسعون الفا و مائتان و ثلاثة و اربعون فتحة ، و الى ان ضمّاته اربعون الفا و ثمان مائة و أربع ضمّات و الى ان كسراته تسع و ثلاثون الفاً و خمسمائة و ستة و ثمانون كسرة ، و الى ان تشديداته تسعة عشر الفا و مائتان و ثلاثة و خمسون تشديدة ، و الى ان مدّاته الف و سبعمأة و أحد و سبعون مدّة و الى انّ همزاته ثلاثة الاف و مائتان و ثلاث و سبعون همزة

محدث الشيعة ومحققهم ؛ المجلسي

يصحح روايات التحريف ! في شرحه على الكافي اصح كتاب عند الشيعة

شیعہ عالم مجلسی

اپنی کتاب "مرآۃ العقول" میں

کہتا ہے:

"**اٹھائیسویں حدیث:**.... یہ خبر بلاشبہ صحیح ہے۔ چنانچہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ حدیث اور اس طرح کی دیگر اخبار صحیحہ قرآن مجید کے نقص اور تبدیل ہونے میں واضح ہیں اور میرے نزدیک اس باب میں اخبار، معنی کے اعتبار سے متواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور ان اخبار کو رد کرنا اس بات کو واجب کرتا ہے کہ اخبار سے بالکل اعتماد نہ کیا جائے بلکہ میرے گمان کے مطابق اس باب میں مروی شدہ اخبار، امامت کے متعلق وارد شدہ اخبار سے (مرتبہ میں) کم نہیں ہیں۔"

صاحب کتاب کہتے ہیں:

"شیعہ حضرات کا محدث اور محقق مجلسی قرآن مجید کی تحریف پر دلالت کرنے والی روایات کو "الکافی" کی شرح میں جو کہ شیعہ کے ہاں سب سے صحیح کتاب ہے۔ صحیح قرار دے رہا ہے۔"

الثقل الأكبر القرآن الكريم

المصدر الأول

مفاتيح الجنان | لعباس القمي | دار ومكتبة الرسول الأكرم | بيروت | الأولى ١٤١٨ هـ

لم يمت حتى يدرك القائم (عج) وإن قاله مئة مرة قضى الله له ستين حاجة: ثلاثين من حاجات الدنيا وثلاثين من حاجات الآخرة.

الرابع: أن يقرأ سورة الرحمٰن بعد فريضة الصبح فيقول بعد: فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ: لا بِشَيءٍ مِن آلائِكَ رَبِّ أُكَذِّب.

الخامس: قال الشيخ الطوسي رحمه الله: من المسنون بعد فريضة الصبح يوم الجمعة أن يقرأ التوحيد مئة مرة، ويصلي على محمد وآل محمد مئة مرة، ويستغفر مئة مرة، ويقرأ سور النساء وهود والكهف والصّافات والرحمٰن.

السادس: أن يقرأ سورة الأحقاف والمؤمنون، فعن الصادق (ع) أنه قال: «من قرأ كل ليلة من ليالي الجمعة أو كل يوم من أيامها سورة الأحقاف لم يصبه الله بروعة في الحياة الدنيا، وآمنه من فزع يوم القيامة إن شاء الله». وقال أيضاً: «من قرأ سورة المؤمنون ختم الله له بالسعادة إذا كان يدمن قراءتها في كل جمعة وكان منزله الفردوس الأعلى مع النبيين والمرسلين».

السابع: أن يقرأ سورة قل يا أيها الكافرون قبل طلوع الشمس عشر مرات، ثم يدعو ليستجاب دعاؤه، وروي أن الإمام زين العابدين عليه السّلام كان إذا أصبح الصباح يوم الجمعة أخذ في قراءة آية الكرسي إلى الظهر، ثم إذا فرغ من الصلاة أخذ في قراءة سورة إنا أنزلناه، واعلم أن لقراءة آية الكرسي على التنزيل[1] في يوم الجمعة فضلاً كثيراً.

الثامن: أن يغتسل وتلك من (وكيدها) آكد السنن... فيروى عن النبي صلّى الله عليه وآله قال لعلي عليه السّلام: «يا علي اغتسل في كل جمعة ولو أنك تشتري الماء بقوت يومك وتطويه، فإنه ليس شيء من التطوع أعظم منه». وعن الصادق صلوات الله وسلامه عليه أنه قال: «من اغتسل يوم الجمعة فقال: أشهد

فهل هذه آية الكرسي التي أنزلها الله ؟ كما يقول هذا (على التنزيل) أم أن قرآنهم ليس هو قرآن المسلمين الذي أنزله الله على نبيه محمد صلى الله عليه وآله وسلم !!

شیعہ عالم عباس قمی

اپنی کتاب "مفاتیح الجنان" میں

کہتا ہے:

"علامہ مجلسی نے کہا:

علی بن ابراہیم اور کلینی کی روایت کے مطابق قرآن مجید میں آیۃ الکرسی اس طرح تھی:

((اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات و ما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری عالم الغیب و الشھادۃ الرحمن الرحیم من ذا الذی ـــــ ھم فیھا خلدون))

صاحب کتاب کہتے ہیں:

"کیا یہ وہ آیۃ الکرسی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے؟ جیسا کہ یہ مجلسی کہہ رہا ہے یا ان کا قرآن مسلمانوں والا قرآن نہیں ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔"

تفسير الصافي . محمد الفيض الكاشاني . دار الكتب الإسلامية . طهران . الأولى ١٤١٩ هـ

سبحانه: ﴿وَنَسُواْ حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُواْ بِهِ وَلاَ تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ﴾[1]. وذلك أنّهم ضربوا بعض القرآن ببعض، واحتجّوا بالمنسوخ، وهم يظنّون أنّه الناسخ، واحتجّوا بالمتشابه، وهم يرون أنّه المحكم، واحتجّوا بالخاص، وهم يقدّرون أنّه العام، واحتجّوا بأوّل الآية وتركوا السبب في تأويلها ولم ينظروا إلى ما يفتح الكلام وإلى ما يختمه، ولم يعرفوا موارده ومصادره، إذ لم يأخذوه عن أهله فضلّوا، وأضلّوا.

واعلموا رحمكم الله، أنّه من لم يعرف من كتاب الله عزّ وجلّ الناسخ من المنسوخ، والخاصّ من العامّ، والمحكم من المتشابه، والرخص من العزائم، والمكّي والمدني، وأسباب التنزيل، والمبهم، من القرآن في ألفاظه المنقطعة والمؤلّفة، وما فيه من علم القضاء والقدر، والتقديم والتأخير، والمبيّن والعميق، والظاهر والباطن، والإبتداء من الإنتهاء، والسؤال والجواب، والقطع والوصل والمستثنى منه والجار فيه، والصفة لما قبل، ممّا يدلّ على ما بعد والمؤكّد منه، والمفصّل، وعزائمه ورخصه، ومواضع فرائضه وأحكامه، ومعنى حلاله وحرامه الذي هلك فيه الملحدون، والموصول من الألفاظ، والمحمول على ما قبله وعلى ما بعده فليس بعالم بالقرآن ولا هو من أهله ومتى ما ادّعى معرفة هذه الأقسام مدّع بغير دليل فهو كاذب مرتاب مفتر على الله الكذب ورسوله ومأواه جهنّم وبئس المصير[2].

روى علي بن إبراهيم القمّي في تفسيره بإسناده عن أبي عبدالله ﷺ قال: إنّ رسول الله ﷺ قال لعلي ﷺ: يا علي إنّ القرآن خلف فراشي في الصحف والحرير والقراطيس فخذوه واجمعوه ولا تضيّعوه كما ضيّعت اليهود التوراة، فانطلق علي ﷺ فجمعه في ثوب أصفر، ثمّ ختم

---

(١) المائدة: ١٣.

(٢) بحار الأنوار: ج ٩٢، ص ٣، باب ما ورد في أصناف آيات القرآن. نقلاً عن كتاب النعماني في تفسير القرآن.

قال الله جل وعلا عن كتابه في كتابه
لايأتيه الباطل من بين يديه ولامن خلفه

محمد الفیض الکاشانی

اپنی کتاب "تفسیر الصافی" میں

کہتا ہے:

"چھٹا مقدمہ

"اس میں قرآن مجید کو جمع کرنا، تحریف، زیادتی، کمی اور اس میں تاویل کے حوالے سے مسائل بیان ہوئے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے متعلق فرمایا ہے:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (فصلت: ٤٢)

"اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔"

الاصول من الكافي للكليني — دار الكتب الإسلامية — طهران — الطبعة الثالثة ١٣٨٨ هـ

عمر الحلبي، عن أبي بصير قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فقلت له : جعلت فداك إنّي أسألك عن مسألة ، ههنا أحدٌ يسمع كلامي[1] ؟ قال : فرفع أبو عبدالله عليه السلام ستراً بينه وبين بيت آخر فاطّلع فيه ثمّ قال: يا أبا محمّد سل عمّا بدا لك ، قال : قلت : جعلت فداك إنّ شيعتك يتحدّثون أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله علّم عليّاً عليه السلام باباً يفتح له منه ألف باب ؟ قال : فقال: يا أبا محمّد علّم رسول الله صلى الله عليه وآله عليّاً عليه السلام ألف باب يفتح من كلّ باب ألف باب قال : قلت : هذا والله العلم قال : فنكت ساعة في الأرض ثمّ قال: إنّه لعلم وما هو بذاك .

قال : ثمّ قال : يا أبا محمّد ! وإنّ عندنا الجامعة وما يدريهم ما الجامعة ؟ قال : قلت: جعلت فداك وما الجامعة ؟ قال : صحيفة طولها سبعون ذراعاً بذراع رسول الله صلى الله عليه وآله وإملائه[2] من فلق فيه وخطّ عليّ بيمينه ، فيها كلّ حلال وحرام وكلّ شيء يحتاج الناس إليه حتّى الأرش في الخدش وضرب بيده إليّ فقال : تأذن لي[3] يا أبا محمّد ؟ قال : قلت : جعلت فداك إنّما أنا لك فاصنع ما شئت ، قال : فغمزني بيده وقال : حتّى أرش هذا ــ كأنّه مغضب ــ قال : قلت : هذا والله العلم[4] قال : إنّه لعلم وليس بذاك .

ثمّ سكت ساعة ، ثمّ قال : وإنّ عندنا الجفر وما يدريهم ما الجفر؟ قال قلت : وما الجفر؟ قال : وعاء من أدم فيه علم النبيّين والوصيّين ، وعلم العلماء الّذين مضوا من بني إسرائيل ، قال قلت : إنّ هذا هو العلم ، قال : إنّه لعلم وليس بذاك .

ثمّ سكت ساعة ثمّ قال : وإنّ عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام وما يدريهم ما مصحف فاطمة عليها السلام ؟ قال: قلت : وما مصحف فاطمة عليها السلام ؟ قال : مصحف فيه مثل قرآنكم هذا ثلاث مرّات، والله ما فيه من قرآنكم حرفٌ واحدٌ ، قال : قلت : هذا والله العلم قال : إنّه لعلم وما هو بذاك .

(١) استفهام نبه به على أن مسؤوله امر ينبغي صونه من الاجنبي . (في)

(٢) على المصدر والاضافة والضمير للرسول عطف على الظرف مسامحة أو في الكلام سلف أي كتب باملائه . من فلق فيه أي شق فمه . (في)

(٣) تأذن لي أي لي غمزي اياك بيدي حتى تجد الوجع في بدنك . والارش الدية . (في)

(٤) يحتمل الاستفهام والحكم وليس بذاك أي ليس بالعلم الخاص الذي هو أشرف علومنا (في)

عند الشيعة هذا المصحف الذي هو ثلاثة اضعاف قران المسلمين ، ليس فيه حرف مما في القران !!

کلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

کہتا ہے:

"جعفر صادق سے ایک لمبی روایت ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

پھر (جعفر صادق نے) کہا: یقیناً ہمارے پاس تو فاطمہ علیہا السلام کا ایک صحیفہ ہے اور انھیں کیا معلوم کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صحیفہ کیا چیز ہے؟ راوی نے کہا میں نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صحیفہ کیا ہے؟

انھوں نے کہا: اس مصحف میں تمھارے قرآن کی طرح تین قرآن ہیں۔

اللہ کی قسم! اس مصحف میں تمھارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ راوی نے کہا: میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہی علم ہے۔ جعفر صادق نے کہا بے شک یہی (علم) ہے۔ وہ علم نہیں ہے (یعنی جو قرآن تمھارے پاس ہے وہ علم نہیں ہے۔)"

صاحب کتاب کہتے ہیں:

"شیعہ کے ہاں یہ مصحف مسلمانوں کے قرآن سے تین گنا بڑا ہے جس میں مسلمانوں کے قرآن میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے۔"

الزام الناصب في اثبات الحجة الغائب — علي الحائري — الأعلمي للمطبوعات — بيروت — الرابعة ١٣٩٧هـ

كتاب الله سبحانه أمرني رسول الله (ص) أن أعرضه اليكم لقيام الحجة عليكم يوم العرض بين يدي الله تعالى فقال له فرعون هده الامة ونمرودها لسنا محتاجين الى قرآنك فقال لقد أخبرني حبيبي محمد (ص) بقولك هذا وانما أردت بذلك القاء الحجة عليكم فرجع امير المؤمنين (ع) به الى منزله وهو يقول لا اله الا أنت وحدك لا شريك لك لاراد لما سبق في عملك ولا مانع لما اقتضته حكمتك فكن أنت الشاهد لي عليهم يوم العرض عليك فنادى ابن ابي قحافة بالمسلمين وقال لهم كل من عنده قرآن من آية أو سورة فليأت بها فجاءه أبو عبيدة ابن الجراح وعثمان وسعد ابن ابي وقاص ومعاوية ابن ابي سفيان وعبدالرحمن بن عوف وطلحة بن عبدالله وابو سعيد الخدري وحسان ابن ثابت وجماعات المسلمين وجمعوا هذا القرآن وأسقطوا ما كان فيه من المثالب التي صدرت منهم بعد وفاة سيد المرسلين فلهذا ترى الآيات غيرمرتبطة والقرآن الذي جمعه امير المؤمنين (ع) بخطه محفوظ عند صاحب الامر (ع) فيه كل شيء حتى ارش الخدش وأما هذا القرآن فلا شك ولا شبهة وانما كلام الله سبحانه هكذا صدر عن صاحب الامر (ع) قال الشيخ الفاضل علي ابن فاضل ونقلت عن السيد شمس الدين حفظه الله مسائل كثيرة تنوف على تسعين مسألة وهي عندي جمعتها في مجلد وسميتها بالفوائد الشمسية ولا أطلع عليها الا الخاصة من المؤمنين وستراه انشاء الله فلما كانت الجمعة الثانية وهي الوسطى من جمع الشهر وفرغنا من الصلاة وجلس السيد سلمه الله في مجلس الافادة للمؤمنين واذا انا اسمع هرجا ومرجا وجزلة عظيمة خارج المسجد فسألت من السيد عما سمعته فقال لي ان امراء عسكرنا يركبون في كل جمعة من وسط كل شهر وينتظرون الفرج فاستأذنته في النظر اليهم فاذن

هكذا يصر علماء الشيعة على ان القرآن الذي بين ايدي المسلمين اليوم ليس هو الذي أنزله الله على نبيه صلى الله عليه وسلم ، والدليل ان الآيات في مصحف المسلمين اليوم غير مرتبطة !!

علی الحائری

اپنی کتاب "الزام الناصب فی اثبات الحجة الغائب" میں

کہتا ہے:

"(ان صحابہ کرام کا تذکرہ کرتا ہے جنھوں نے قرآن کو جمع کیا) کہ اس کے بعد ابوعبیدہ بن جراح، عثمان، سعد بن ابی وقاص، معاویہ بن ابی سفیان، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبداللہ، ابوسعید خدری اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہم) آئے اور مسلمانوں کے کچھ اور لوگ کہ جنھوں نے قرآن کو جمع کیا اور انھوں نے قرآن مجید سے وہ عیوب اور خرابیاں۔ جو سید المرسلین کی وفات کے بعد ان صحابہ سے صادر ہوئی تھیں کو ساقط کر دیا، چنانچہ اسی لیے آپ قرآن کی آیات کو غیر مرتب دیکھتے ہیں اور وہ قرآن جسے امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) نے اپنے خط سے جمع کیا جو صاحب الامر (امام غائب) کا پاس محفوظ ہے اس میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حتی کہ زخموں کی دیت بھی اور اس قرآن میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے اسی طرح صاحب الامر سے صادر ہوا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

دیکھیں علماء شیعہ کس طرح اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا جو قرآن ہے یہ وہ قرآن نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو قرآن ہے اس کی آیات غیر مرتب ہیں۔"

نور الأنوار في شرح الصحيفة السجادية — نعمة الله الجزائري — دار المحجة البيضاء — بيروت — الأولى ١٤٢٠ هـ

أن الأمم يوم القيامة يجحدون تبليغ الأنبياء، فيطالب الله تعالى بشاهد التبليغ، فيؤتى بهذه الأمة فيشهدون لهم بالتبليغ، فتقول لهم الأمم من أين عرفتم هذا، فيقولون علمنا ذلك بإخبار الله في كتابه الناطق بلسان نبيه الصادق، فيؤتى بالنبي ﷺ فيشهد بعدالة أمته، ويجوز أن يكون الضمير راجعاً إليهم عليهم السلام بل هو الظاهر، لما روي عن الصادق عليه السلام في تفسير قوله تعالى: ﴿فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيداً﴾ أنها نزلت في أمة محمد ﷺ خاصة، في كل قرن منهم إمام شاهد عليهم، ومحمد شاهد علينا، ويؤيده في أن قراءة أهل البيت عليهم السلام أئمة مكان أمة، وكان الصادق عليه السلام يبالغ في إنكار هذه القراءة ويقول كيف يكون هذه الأمة وسطاً وعدلاً وأحسن الأمم وهم قتلوا ابن رسول الله عليه السلام، ليس هكذا نزلت بل هي أئمة وقد حرفت، وليس هو أول قارورة كسرت في الإسلام، كيف لا وقد سئل عليه السلام عن الربط بين الجزاء والشرط في قوله تعالى ﴿وإن خفتم ألا تقسطوا في اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع﴾ إذ الربط منتفٍ ظاهراً، فقال عليه السلام قد سقط بينهما أكثر من ثلث القرآن وأخبارنا متواترة بوقوع التحريف والسقط منه بحيث لا يسعنا إنكاره، والعجب العجيب من الصدوق وأمين الإسلام الطبرسي والمرتضى في بعض كتبه كيف أنكروه وزعموا أن ما أنزله الله تعالى هو هذا المكتوب، مع أن فيه رد متواتر الأخبار وما قيل من طرفهم أنه يلزم عليه ارتفاع الوثوق بالآيات الأحكامية، وينتفي جواز الاستدلال بها لمكان جواز التحريف عليها، فجوابه أنهم عليهم السلام أمرونا في هذه الأعصار بتلاوة القرآن والعمل بما تضمنته آياته، لأنه زمن هدنة فإذا قامت دولتهم وظهر القرآن كما أنزل، الذي ألفه أمير المؤمنين عليه السلام بعد وفاة رسول الله ﷺ وشده في ردائه وأتى إلى أبي بكر وعمر وهما في المسجد في جماعة من الناس فعرضه عليهم فقالوا لا حاجة لنا في قرآنك ولا فيك، عندنا من القرآن ما يكفينا، فقال لن تروه بعد اليوم حتى يقوم قائمنا، فعند ذلك يكون ذلك القرآن هو المتداول بين الناس، مع أن ما وقع من التحريف في الآيات الأحكامية أظهروه عليهم السلام، فيقوم الظن بأن ما لم يعرفونا تحريفه لم يكن فيه تحريف، ومن هذا يظهر عدم تحقق تواتر القراءات السبعة كما لا يخفى، وقد بسطنا الكلام فيه في شرح تهذيب الحديث بما لا مزيد عليه، ولنرجع هنا إلى سابق كلامنا فنقول على تقدير صحة قراءة الأمة يكونون عليهم السلام هم المراد منها، لما روي عن الباقر عليه السلام أنه قال نحن

ولايزال الاصرار على القول بتحريف القران من علماء الشيعة ، ضاربين بآيات القران الكريم عرض الحائط !

نعمة اللہ الجزائری

اپنی کتاب "نور الأنوار فی شرح الصحیفة السجادیة" میں کہتا ہے:

"جعفر صادق سے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے قرآن مجید کی آیات اس طرح نازل نہیں ہوئیں بلکہ ان میں تحریف کر دی گئی ہے۔

آگے چل کر مزید ان سے نقل کرتا ہے:

"جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اس قرآن سے تو ثلث قرآن گر چکا ہے (یعنی ساقط ہو چکا ہے) اور ہمارے پاس اخبار متواترہ ہیں کہ قرآن مجید میں تحریف اور اس سے (بہت کچھ) ساقط ہوا ہے کہ جس کا انکار کرنا ہمارے استطاعت سے باہر ہے۔ اور بڑا تعجب ہے کہ امین الاسلام، الطبرسی، اور مرتضیٰ سے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں اس کا انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ وہی قرآن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے حالاں کہ اس طرح تو اخبار متواترہ کا رد لازم آئے گا۔"

آگے چل کر کہتا ہے:

"یہ جو قرآن ہے جو لوگوں میں متداول ہے باوجود اس کے کہ اس کی احکام کی آیات میں تحریف واقع ہو چکی ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ علماء کی طرف سے قرآن مجید کی آیات کو دیوار پر مارتے ہوئے ابھی تک قرآن مجید کے محرف ہونے کا عقیدہ باقی ہے!"

....

فنقول: روى أصحابنا ومشايخنا في كتب الاصول من الحديث وغيرها أخباراً كثيرة بلغت حدّ التواتر في أنّ القرآن قد عرض له التحريف وكثير من النقصان وبعض الزيادة.

منها: ما روي عن السادة الأطهار عليهم أفضل الصلوات في قوله تعالى ﴿كنتم خير أمّة أُخرجت للناس﴾ [(١)] قالوا: كيف تكون هذه الأمّة خير أُمّة وقد قتلوا الحسين بن علي عليه السلام، وانّما نزلت كنتم خير أئمّة [(٢)]. يعني بهم أهل البيت عليهم السلام. ومثل ما روي بالأسانيد الكثيرة عنهم عليهم السلام في قوله عزّ شأنه «يا أيها الرسول بلّغ ما أُنزل اليك في علي» الآية [(٣)].

ومنها: ما روي عن مولانا أمير المؤمنين عليه السلام لمّا سئل عن الارتباط بين الكلامين في قوله تعالى ﴿فان خفتم ألا تقسطوا في اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع﴾ [(٤)] فقال عليه السلام: قد سقط ما بين الكلامين أكثر من ثلث القرآن [(٥)].

الى غير ذلك من الأخبار التي لو أُحصيت لكانت كتاباً كبير الحجم، وقد نقلها

← من مذهبنا، وهو الذي نصره المرتضى رحمه الله تعالى، وهو الظاهر من الروايات.
غير أنّه رويت روايات كثيرة من جهة الخاصّة والعامّة بنقصان كثير من أي القرآن، ونقل شيء منه من موضع الى موضع، طريقها الآحاد التي لا توجب علماً ولا عملاً، والأولى الاعراض عنها وترك التشاغل بها؛ لأنّه لا يمكن تأويلها. ولو صحّت لما كان ذلك طعناً على ما هو موجود بين الدفّتين، فانّ ذلك معلوم صحّته لا يعترضه أحد من الأمّة ولا يدفعه.
فهذه كلمات هؤلاء الفطاحل من علماء الشيعة التي تدور مدارهم نقل المذهب الصحيح من الفقه والحديث والاصول والكلام والتفسير وغيرها، وقد كتب بعض معاصرينا كتباً مستقلّة في مسألة عدم وقوع التحريف في القرآن المجيد، فراجع اليها.

(١) آل عمران: ١١٠. (٢) تفسير القمّي ١: ١١٠.
(٣) تفسير نور الثقلين ١: ٦٥٤ و ٦٥٨. والآية في سورة المائدة: ٦٧.
(٤) النساء: ٣. (٥) نور الثقلين ١: ٤٣٨ ح ٣٤.

بلغت اقوال علماء الشيعة حد التواتر في القول بتحريف القرآن
باعتراف هذا العالم الشيعي

نعمة الله الجزائری

اپنی کتاب "نور البراهین" میں کہتا ہے:

"چنانچہ ہم کہتے ہیں: ہمارے اصحاب اور مشائخ نے اصول حدیث وغیرہ کتب میں بہت سی ایسی روایات بیان کی ہیں جو متواتر کی حد تک پہنچتی ہیں کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی ہے، بہت زیادہ کمی کی گئی ہے اور بعض جگہ اضافہ ہوا ہے۔ ان میں ایک روایت وہ ہے جسے سادات علیہ السلام نے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

انھوں نے کہا: یہ امت بہتر کیسے ہوسکتی ہے کہ جنھوں نے حسن بن علی علیہ السلام کو قتل کیا بلکہ یہ آیت ((کنتم خیر أئمه)) یعنی ان ائمہ سے مراد اہل بیت ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی آیات ہیں جیسے: ((يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ فِى علی)) ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سے جب اس آیت ﴿وَ إِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (النساء: ۳) کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان دو باتوں میں کیا ربط ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ان دو باتوں کے درمیان ایک تہائی سے زیادہ قرآن ساقط کیا گیا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اس شیعہ عالم کے اعتراف کے مطابق قرآن مجید کی تحریف کے متعلق علماء شیعہ کے اقوال تواتر کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔

صحته وفساده أو يتمسك في إثباته بما في بعض الروايات من وجود أسماء جملة من المنافقين في مصحف علي ﷺ وهل يقاس ذلك بذكر أبي لهب المعلن بشركه، ومعاداته للنبي ﷺ مع علم النبي بأنه يموت على شركه. نعم لا بعد في ذكر النبي ﷺ أسماء المنافقين لبعض خواصه كأمير المؤمنين ﷺ وغيره في مجالسه الخاصة.

وحاصل ما تقدم : أن وجود الزيادات في مصحف علي ﷺ وإن كان صحيحاً، إلا أن هذه الزيادات ليست من القرآن، ومما أمر رسول الله ﷺ بتبليغه إلى الامة، فإن الإلتزام بزيادة مصحفه بهذا النوع من الزيادة قول بلا دليل، مضافاً إلى أنه باطل قطعاً. ويدل على بطلانه جميع ما تقدم من الأدلة القاطعة على عدم التحريف في القرآن.

الشبهة الثالثة :

إن الروايات المتواترة عن أهل البيت ﷺ قد دلت على تحريف القرآن فلابد من القول به.

والجواب:

مرجع الشيعة المعاصر (الخوئي) يقول بالتحريف !
فهل لازلتم تتولون : عقيدة التحريف عند المتقدمين ؟

ابو القاسم الخوئی

اپنی کتاب "التبیان فی تفسیر القرآن" میں

کہتا ہے:

"**تیسرا شبہ :**......اہل بیت سے متواتر روایات ہیں جو قرآن مجید کی تحریف پر دلالت کرتی ہیں تو ضروری ہے کہ تم بھی اس کے قائل ہو۔

جواب :......ان روایات میں متنازع معنی کے مطابق قرآن میں وقوعِ تحریف پر دلالت نہیں ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ اکثر روایات ضعیف سند سے مروی ہیں اور احمد بن محمد السیاری کی کتاب سے نقل شدہ ہیں کہ جس پر علماء رجال متفق ہیں کہ یہ فاسد مذہب تھا تناسخ کا قائل تھا اور کچھ روایات علی بن احمد الکوفی سے مروی ہیں کہ جسے علماء رجال نے کذاب کہا ہے اور یہ فاسد مذہب تھا۔ مگر ان روایات کی کثرت اس بات میں قطعیت پیدا کر دیتی ہے کہ بعض روایات ائمہ معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں اس سے کم پر دل مطمئن نہیں ہوتا اور ان میں بعض روایات کے طریق معتبر بھی ہیں لہٰذا ہم خصوصی طور ہر یہ روایت کی سند پر کلام نہیں کر سکتے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"معاصر شیعہ کا مرجع الخوئی ہے جو تحریف کا قائل ہے

[illegible]

النص الاخير القرآن الكريم

مصابيح الانوار · السيد عبدالله شبر · مؤسسة النور للمطبوعات · بيروت · الثانية · ١٤٠٧هـ

عشر سورة ، والى أن آياته ستة آلاف وستمائة وستة وستون آية ، والى أن كلماته سبع وسبعون الف وأربعمائة وسبع وثلاثون كلمة ، والى أن حروفه ثلثمائة الف واثنان وعشرون الف وستمائة وسبعون حرفاً ، والى أن فتحاته ثلاث وتسعون الف ومائتان وثلاث وأربعون فتحة ، والى أن ضماته أربعون الف وثمان مائة وأربع ضمات ، والى أن كسراته تسع وثلاثون الفا وخمسمائة وستة وثمانون كسرة ، والى أن تشديداته تسعة عشر الف ومائتان وثلاث وخمسون تشديدة ، والى أن مداته الف وسبعمائة وأحدى وسبعون مدة ، وايضا يخالف مارواه باسنادها عن الأصبغ ابن نباتة قال : سمعت أمير المؤمنين يقول : نزل القرآن اثلاثاً : ثلث فينا وفي عدونا ، وثلث سنن وأمثال ، وثلث فرايض وأحكام ، وما رواه العياشي باسناده عن خثيمة عن أبي جعفر عليه السلام قال : القرآن نزل اثلاثاً ، ثلث فينا وفي أحبائنا ، وثلث في أعدائنا وعدو من كان قبلنا ، وثلث سنة ومثل ولو أن الآية اذا نزلت في قوم ثم مات اولئك القوم ماتت الآية لما بقي من القرآن شيء ، ولكن القرآن يجري أوله على آخره ما دامت السموات والارض ، ولكل قوم آية يتلونها من خير أو شر ، ويمكن رفع التنافي بالنسبة الى الاولى بان القرآن الذي أنزل على النبي « ص » اكثر مما في ايدينا اليوم وقد أسقط منه شيء كثير كما دلت عليه الأخبار المتظافرة التي كادت أن تكون متواترة ، وقد أوضحنا ذلك في كتابنا (منية المحصلين في حقية طريقة المجتهدين) وبالنسبة الى الثاني بان بناء هذا التقسيم ليس على التسوية الحقيقية ، ولا على التفريق من جميع الوجوه فلا بأس باختلافه بالتثليث والتربيع ولا بزيادة بعض الاقسام على الثلث والربع أو نقص عنها ولا دخول بعضها في بعض والله العالم .

الحديث ١٥٤

ما رويناه بالاسانيد عن الصدوق في الخصال باسناده عن عيسى بن عبد الله الهاشمي عن أبيه عن آبائه قال : قال رسول الله « ص » : أتاني آت من الله

وهذا العالم الشيعي (عبدالله شبر)

يقر بتواتر القول بتحريف القران عند الشيعة

سید عبد اللہ شبر

اپنی کتاب "مصابیح الأنوار" میں کہتا ہے:

"ہر قوم کی ایک آیت ہوتی ہے جسے وہ خیر اور شر سے تلاوت کرتے ہیں اور دونوں میں جو تنافی ہے اس کو رفع کرنا اس طرح ممکن ہے کہ جو قرآن نبی ﷺ پر نازل ہوا ہے اس میں سے اکثر چیزیں ساقط ہوگئی ہیں جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جیسا کہ اس پر کثیر تعداد میں اخبار دلالت کرتی ہیں قریب ہے کہ وہ متواتر کی حد تک ہوں۔ اور اس کی وضاحت ہم نے اپنی کتاب "منية المحصلين فی حقية طريقة المجتهدين" میں کردی ہے۔

اور دوسری نسبت سے اس تنافی کو رفع کرنا اس طرح ممکن ہے کہ یہ تقسیم حقیقی تسویہ کی بنیاد پر نہیں ہے اور نہ ہی تمام وجوہ کے اعتبار سے تفریق پر بنیاد ہے، لہٰذا تثلیث اور تربیع کے ساتھ اختلاف میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی بعض اقسام کو قلت امور ربع پر زیادتی یا کمی کرنے میں کوئی حرج ہے اور نہ ہی بعض آیات کو بعض میں داخل کرنے میں کوئی حرج ہے۔ (درحقیقت صاحب مصابیح نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن تین حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ ہمارے بارے میں، ایک حصہ سنن اور امثال اور ایک حصہ فرائض اور احکام پر مشتمل ہے۔)"

صاحب کتاب کہتا ہے

"یہ شیعہ عالم (عبد اللہ شبر) شیعہ کے ہاں قرآن کے محرف ہونے والا قول کے متواتر ہونے کا اقرار کرتا ہے۔"

﴿و﴾ ان ﴿أنبیائه﴾ الذین عددهم مائة ألف نبی وأربعة وعشرون ألف نبی . والجمیع ﴿حججه﴾ علی الخلق لئلا یکون علی الله للناس حجة بعد الرسل.

﴿و﴾ کذلک یجب ﴿التصدیق بکتابه﴾ الذی هو القرآن وهو کلام الله للاعجاز بآیة منه ﴿الصادق﴾ حیث لایجوز علیه الکذب لامتناع الکذب علیه تعالی بقبحه عقلا وهو لایفعل القبیح ـ ﴿العزیز الذی لایأتیه الباطل من بین یدیه ولامن خلفه﴾ وهذا لاینافی تطرق التغییر لما بین یدینا من القرآن وهو ما بین الدفتین لان ذلک الوصف باعتباره فی نفسه(۱)

(۱) قد اختلف علمائنا الابرار رضوان الله علیهم فی هذه المسألة فمنهم من جعل الحفظ لاجل ومنهم من جعله فی نفسه من غیر تقیید ومنهم من جعله کذلک فی غیر الالفاظ ومنهم من لم یسلم فیه الحفظ لا فی المعانی ولا المبانی وانما هو حجة الله علی العباد والوزر الملقی علی الامة لما جاء الاخذ به والتسلیم له بنص من المعصومین ﷺ وان کان قد وقع فیه التحریف !!! . کما فی قولهم ﷺ المنقول فی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر ﷺ قال : لولا انه زید فی کتاب الله ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی ولو قد قام قائمنا فنطق صدقه القرآن . وما ورد فی حدیث عن ابی عبدالله ﷺ : قد طرح منه آی کثیرة ولم یزد فیه الا حروف قد أخطأت به الکتبة وتوهمتها الرجال . وما جاء فی الکافی عن محمد بن سلیمان عن بعض اصحابه عن ابی الحسن ﷺ قال : قلت له : جعلت فداک انا نسمع الآیات فی القرآن لیس هی عندنا کما نسمعها ولانحسن

وهل یختلف المسلمون فی الثقل الاکبر ؟؟

حسین الجرانی اپنی کتاب "الأنوار الوفية فی العقائد الرضوية" میں کہتا ہے:

"میں قرآن مجید کی آیت ﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (فصلت: ٤٢) "اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔" کے تحت کہتا ہے: یہ آیت کریمہ ہمارے پاس موجود قرآن مجید جو دو گتوں کی صورت میں ہے اس میں تغیر و تبدل کے منافی نہیں ہے کیوں کہ یہ قرآن کا وصف اس کے فی نفسہ کے اعتبار سے ہے۔

(پھر اس پر حاشیہ لکھتا ہے:) ہمارے علماء ابرار نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: (کہ مذکورہ بالا آیت میں باطل کے نہ آنے سے مراد) کہ ایک مدت تک اس کا حفظ کرنا ہے، بعض نے کہا: بغیر کسی قید کے فی نفسہ (حفاظت) مراد ہے، بعض نے کہا: الفاظ کے علاوہ (مفہوم کی حفاظت مراد) ہے اور بعض نے تو اس کے معانی اور الفاظ کے حفظ کو ہی تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حجت قائم کرنا اور امت پر بوجھ ڈالنا ہے کیوں کہ ائمہ معصومین علیہ السلام سے جو نصوص وارد ہوئی ہیں ان سے یہی استدلال کیا گیا ہے اگرچہ ان میں تحریف بھی واقع ہو چکی ہے۔ جیسا کہ تفسیر عیاشی میں جعفر علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے کہا: اگر کتاب اللہ میں کمی بیشی نہ کی جاتی تو اہل دانش پر ہمارا حق مخفی نہ رہتا اور اگر ہمارا قائم مقام (مہدی) آجائے اور وہ بات کرے تو قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے: بہت سی آیات قرآن مجید سے نکال باہر کی گئی ہیں اور اس میں چند حروف بڑھا دیے ہیں کہ جنھیں لکھنے والوں نے خطا کی اور لوگوں نے اسے قرآن سمجھ لیا ہے اور "الکافی" میں محمد بن سلیمان نے ابوالحسن علیہ السلام ایک ساتھی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں ہم قرآن میں بہت سی آیات ایسی سنتے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہیں جیسے ہم سننے میں اچھا نہیں جانتے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "کیا مسلمان اس گراں قدر کتاب (قرآن مجید) کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں؟؟"

الثقل الاكبر القرآن الكريم
القرآن في كلام الامام الخميني ط / مركز الامام الخميني الثقافي بيروت لبنان
84 القرآن في كلام الإمام الخميني
والاقتصادية والعسكرية والثقافية والحرب والسلام في القرآن الكريم، ليصبح معلوماً أن هذا الكتاب مصدر كل شيء، من العرفان والفلسفة حتى الأدب والسياسة لكي لا يقول الجهلة. إن العرفان والفلسفة من صنع الخيال والوهم. والرياضة والسير والسلوك من أعمال الدراويش. أو ما دخل الإسلام بالسياسة والحكومة وإدارة البلاد. وإن هذا عمل السلاطين ورؤساء الجمهوريات وأهل الدنيا. أو أن الإسلام دين صلح ومسالمة ويتبرىء حتى من حرب الظالمين، وقد حلبوا للقرآن ما جلبته الكنيسة الجاهلة والسياسيين الماكرين لدين المسيح العظيم.
أيتها الحوزات العلمية وجامعات أهل التحقيق قوموا وانقذوا القرآن الكريم من شر الجاهلين المتنسكين والعلماء المتهتكين الذين هاجموا ويهاجمون القرآن عمداً وعن علم فإنني أقول بشكل جدي وليس (للتعارف العادي) أني أتأسف لعمري الذي ذهب هباءً في طريق الضلال والجهالة. وأنتم يا أبناء الإسلام الشجعان أيقظوا الحوزات والجامعات للالتفات إلى شؤون القرآن وأبعاده المختلفة جداً. واجعلوا تدريس القرآن في كل فروعه مد نظركم وهدفكم الأعلى. لئلا لا قدر الله أن تندموا في آخر عمركم عندما يهاجمكم ضعف الشيخوخة على أعمالكم وتتأسفوا على أيام الشباب، كالكاتب نفسه.
هذا امام الشيعة الاكبر (الخميني) يعترف بعدم اهتمامه بالقرآن في حياته ، وانه اضاع عمره في الجهل والضلال فهل من هذا حاله امام ؟!

خمینی نے

اپنی کتاب "القرآن فی کلام الامام الخمینی" میں

یہ بیان ہے:

" جامعات اور اہل جامعات کو مخاطب کرتے ہوئے خمینی کہتا ہے: "تم قرآن پاک کو جاہلوں اور ان رسوا کن علماء کی شر سے بچاؤ جنھوں نے عمداً قرآن مجید میں اعتراض کیے ہیں، چنانچہ میں اپنے علم اور پوری سنجیدگی کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں اپنی اس عمر پر افسوس کرتا ہوں جو ضلالت اور جہالت میں ضائع ہوگئی تم تو اسلام کے بہادر بیٹے ہو۔ تم جامعات اور مدارس کو بیدار کرو کہ وہ قرآن کے شؤون کی طرف التفات کریں اور اپنی تمام فروع میں قرآن کی تدریس کو جاری کرو، اسی کو مدنظر رکھو اور اپنا ہدف بنالو تاکہ کہیں اللہ یہ مقدر نہ کردے کہ تمھیں آخری عمر میں ندامت اٹھانی پڑے جب بڑھاپے کی کمزوری تمھیں آلے اور تم اپنے ان اعمال پر افسوس کرو جو تم نے جوانی میں کیے ہیں جس طرح یہ لکھنے والا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ شیعہ کا بڑا امام خمینی ہے یہ اعتراف کر رہا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں قرآن پر توجہ نہیں دی اور اس نے اپنی عمر جہالت اور ضلالت میں ضائع کردی ہے تو کیا جس کا یہ حال ہو وہ امام ہوسکتا ہے؟"

دوسری فصل

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

جو کہ سب سے بڑا گناہ اور بڑی نافرمانی ہے

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ اللہ وحدہ کی عبادت کی دعوت دیں۔

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

(النحل: ٣٦)

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

اور جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: ٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اسی لیے قبر میں سب سے پہلے یہی سوال ہوگا من ربك؟ تیرا رب کون ہے؟ ما دینك؟ تیرا دین کیا ہے؟ من نبیك؟ تیرا نبی کون ہے؟ کیا اس کے بعد یہ کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کسی نبی یا امام کے لیے پیدا کیا ہے یا اس لیے پیدا کیا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا اقرار کرے یا یہ کہے کہ ساری کائنات علی رضی اللہ عنہ کے لیے پیدا ہوئی ہے۔

اسی لیے عبادات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے لائق نہیں ہیں جیسے دعا، مدد مانگنا، استغاثہ، نذر و نیاز، جانور ذبح کرنا، طواف اور توکل و بھروسا کرنا سب کچھ اللہ کے لیے خاص ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾﴾ (الانعام: ۱۶۲،۱۶۳)

”کہہ دے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں حکم ماننے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔“

یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور کریں۔

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ﴾ (الفرقان: ۵۸)

”اور اس زندہ پر بھروسا کر جو نہیں مرے گا اور اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔“

اور فرمان الٰہی ہے:

﴿هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ (غافر: ۶۵)

”وہی زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سو اسے پکارو، اس حال میں کہ اسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہو۔“

چناں چہ ہمیں اس زندہ پر بھروسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس پر موت نہیں آئے گی اور جسے موت آتی ہو دلوں کو اس کے ساتھ کیسے جوڑا جا سکتا ہے؟ مشرکین خالق کو پہچانتے تھے اور اس کا اقرار بھی کرتے تھے۔ فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ﴾ (الزخرف: ۸۷)

''اور اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔''

لیکن جب عبادت کا وقت آتا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور ساتھ انھوں نے غیر اللہ کی بھی عبادت کی۔

چناں چہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مشرکین اپنے معبودوں کی عبادت سے متعلق کہتے تھے:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰ﴾ (الزمر: ۳)

''ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

عبادت میں سے دعا کرنا بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وحدہ لا شریك له کو ہی پکارنے اور دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تو مشرکین کی حجت تھی کہ وہ انھیں شفاعت کی وجہ سے پکارتے ہیں تو اس نے انھیں نفع نہ دیا۔

اسی لیے جو شخص غیر اللہ سے دعا کرے، یا غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرے یا کسی قبر کا طواف کرے وغیرہ تو وہ شرک میں واقع ہو چکا ہے۔ یعنی اس نے عبادت کے امور میں اللہ کے ساتھ غیر کو شریک کیا ہے۔ اور شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے اگرچہ نماز ہو یا حج ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عمل۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الزمر: ٦٥)

''بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا۔''

چنانچہ واضح ہوا کہ شرک ہر عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔

مزید فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(النساء: ١١٦)

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے۔''

لہٰذا توحید کو مضبوطی سے تھام لو اور شرک سے بچ جاؤ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس سے محفوظ رکھے۔ لیکن آپ کو یہ دستاویز پڑھ کے تعجب ہو گا کہ یہ توحید کے مخالف ہے۔

پھر آپ خود ہی فیصلہ کرنا کہ حق پر کون ہے؟

٢٤ ـ باب معنى العين والاذن و اللسان

١ ـ أبي رحمه‌الله ، قال : حدّثنا سعد بن عبدالله ، قال : حدّثنا أحمد بن محمّد ابن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان بن عثمان ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أبا عبدالله عليه‌السلام يقول : إنّ لله عزّوجلّ خلقاً من رحمته خلقهم من نوره ورحمته من رحمته لرحمته [١] فهم عين الله الناظرة ، واُذنه السامعة ولسانه الناطق في خلقه بإذنه ، واُمناؤه على ما أنزل من عذر أو نذر أو حجّة ، فبهم يمحو السيّئات ، وبهم يدفع الضيم ، وبهم ينزل الرّحمة ، وبهم يحيي ميتاً ، وبهم يميت حيّاً ، وبهم يبتلي خلقه ، وبهم يقضي في خلقه قضيّته . قلت : جعلت فداك ... قال : الأوصياء .

٢٥ ـ باب معنى قوله عزوجل :

« وقالت اليهود يدالله مغلولة غلت أيديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان » .

١ ـ أبي رحمه‌الله قال : حدّثنا سعد بن عبدالله ، قال : حدّثنا أحمد بن أبي عبدالله البرقيّ ، عن أبيه ، عن عليّ بن نعمان ، عن إسحاق بن عمّار ، عمّن سمعه عن أبي عبدالله عليه‌السلام أنّه قال في قول الله عزّوجلّ : « وقالت اليهود يدالله مغلولة » : لم يعنوا أنّه هكذا ، ولكنّهم قالوا : قد فرغ من الأمر ، فلا يزيد ولا ينقص ، فقال الله جلّ جلاله تكذيباً لقولهم : « غلّت أيديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء » [٢] ألم تسمع الله عزّوجلّ يقول : « يمحو الله ما يشاء ويثبت و

---

(١) في نسخة (ج) و (د) « ان لله عزوجل خلقاً خلقهم من نوره ـ الخ » وفي نسخة (ب) و (د) « ان لله عزوجل خلقاً خلقهم من نوره و رحمة من رحمته لرحمته » و رحمة بالتنوين عطف على خلقاً .

(٢) المائدة : ٦٤ .

محمد علی الصدوق نے

اپنی کتاب "التوحید" میں باب قائم کیا ہے:

"آنکھ، کان اور زبان کے معنی کے متعلق بیان"

جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یقیناً اللہ عزوجل نے اپنی رحمت سے ایک مخلوق پیدا کی انھیں اپنے نور اور اپنی رحمت سے اپنی رحمت کے لیے پیدا فرمایا۔ تو وہ (مخلوق) اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہے، سننے والے کان ہیں اور اس کی مخلوق میں بولنے والی زبان ہے جو اس کے اذن سے بولتی ہے اور اس کی مخلوق اللہ کے نازل کردہ عذر یا نذر یا حجت پر امین ہے انھیں کے ذریعے وہ برائیاں مٹاتا ہے اور عذاب دور کرتا ہے اور انھیں کی وجہ سے رحمت کو نازل کرتا، مردوں کو زندہ کرتا ہے، زندوں کو مارتا ہے اور انھیں کے ذریعے سے اپنی مخلوق کو آزماتا ہے اور اپنی مخلوق میں فیصلے کرتا ہے۔ میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ اوصیاء (شیعوں کے امام ہیں)۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا﴾ (الفرقان: ۲)

"وہ ذات کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے نہ کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک رہا ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پورا اندازہ۔"

وعيسى يكون ـ على ما ذكروه ـ مدعياً للألوهية داعياً إلى الشرك فالله مخطيء في جعل مثل هذا المدعي للألوهية الداعي إلى الشرك نبياً فإذا كان كلام هذه الشرذمة من نجد ووحوش الصحراء صحيحاً فالجوهر مهما بلغ فاسد .

وهناك شواهد أخرى من كلام القرآن أعرضنا عن ذكرها .

قد يقال إن الشرك طلب الحاجة من الأموات لأنه لا نفع ولا ضرر من نبي أو إمام ميتين إن هما إلا كالجمادات .

والجواب عن هذا التوهم :

أولاً : لم تبيّنوا لنا معنى الشرك والكفر حتى نعتبر كل ما نريده حسب رأيكم شركاً وبعد أن اتضح أن الشرك هو طلب شيء من أحد غير الله باعتبار أنه رب . وما عدا ذلك فليس شركاً . لا فرق في ذلك بين الحي والميت حتى أن طلب الحاجة من الحجر والمدر ليس شركاً وإن كان عملاً لغواً باطلاً .

ثانيا : نحن نستمد من أرواح الأنبياء والأئمة المقدسة التي منحها الله القدرة . وقد ثبت بالبراهين القطعية والأدلة العقلية المحكمة في الفلسفة العليا أن الروح باقية بعد الموت وإحاطة الأرواح الكاملة بهذا العالم هي بعد الموت أرقى . ويعتقد الفلاسفة باستحالة تلف الروح وهي من مسلّمات الفلسفة الثابتة من أول ظهور الفلسفة لدى العلماء وأعاظم الفلاسفة قبل الإسلام وبعد الإسلام . وتسالمت عليها جميع الملل من اليهود والنصارى والمسلمين واعتبرتها من ضروريات أديانها وبديهياتها بل إن بقاء الروح وإحاطتها مسلم عند الفلاسفة الروحيين والإلهيين الأوروبيين أيضاً أيضاً ، وحيث إن هذا المختصر لا يسع ذلك لأن المسألة تحتاج إلى كتاب لما لها من توابع . فلن تدخل في البحث والتحليل لكن نكتفي بنقل آراء بعض الفلاسفة الكبار ممن يعتمد على أقوالهم . ومن يرى نفسه من أهل البرهان فليراجع كتبهم ليظهر له صحة الأمر .

كشف الأسرار

والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون

خمینی نے اپنی کتاب
"کشف الاسرار" میں کہا:

"مُردوں سے طلبِ حاجت کا مسئلہ:

یہ کہا جاتا ہے کہ مُردوں سے کسی حاجت کا مطالبہ کرنا شرک ہے کیوں کہ کسی نبی یا فوت شدہ امام سے نہ نفع پہنچتا ہے اور نہ ضرر کیوں کہ وہ جمادات کی طرح ہیں۔

اس وہم کا جواب:

ا۔ تم نے ہمارے سامنے شرک اور کفر کے معنی کو واضح نہیں کیا حتی کہ آپ جس کو بھی شرک قرار دیں ہم اسے شرک خیال کر لیں۔ اس کے بعد یہ بات واضح ہے کہ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے بھی اسے رب سمجھتے ہوئے کوئی چیز طلب کرنا۔ (یہ شرک ہوتا ہے) اور اس کے علاوہ کوئی شرک نہیں ہے، نہ ہی اس میں زندہ اور مُردہ کے درمیان کوئی فرق ہے یہاں تک کہ کسی پتھر اور مٹی کے ڈھیلے سے حاجت طلب کرنا بھی شرک نہیں ہے اگرچہ یہ عمل لغو اور باطل ہوگا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ۱۰۸)

"اور وہ لوگ جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔"

الامان من اخطار الأسفار والأزمان ـ رضي الدين الحسيني ـ مؤسسة النور للمطبوعات ـ الثانية ١٤٠٨هـ
سبحان الذي خلق العرش والكرسي واستوى عليه ، وأسألك أن تصرف عن صاحب كتابي هذا كل سوء ومحذور فهو عبدك وابن عبدك وابن أمتك وعبدك وأنت مولاه فقه اللهم الاسواء كلها واقمع عنه أبصار الظالمين والسنة المعاندين والمريدين له السوء والضر وادفع عنه كل محذور ومخوف وأي عبد من عبيدك أو أمة من آمائك أو سلطان مارد أو شيطان أو شيطانة أو جني أو جنية أو غول أو غولة أراد صاحب كتابي هذا بظلم أو ضر أو مكر أو كيد أو خديعة أو نكاية أو سعاية أو فساد أو غرق أو اصطدام أو عطب أو مغالبة أو غدر أو قهر أو هتك ستر أو اقتذاو أو آفة أو عاهة أو قتل أو حرق أو انتقام أو قطع أو سحر أو مسخ أو مرض أو سقم أو برص أو بؤس أو فاقة أو
٦٣
هذه الطلاسم واعمال الشعوذة ، لايخلو منها كتاب اذكار ودعوات عند الشيعة

رضی الدین الحسینی

اپنی کتاب ”الامان من اخطار الاسفار والازمان“

میں......

شعبدہ بازی اور مختلف طلاسم کے تعویز ذکر کرنے کے بعد اس کتاب کو پڑھنے والے اور تعویز کا مطالعہ کرنے والے کے متعلق دعا کرتا ہے۔ (جب کہ اس کتاب میں ہر قسم کا شرک بھر دیا گیا ہے۔)

صاحب کتاب کہتا ہے:

”شیعہ کے ہاں اذکار اور دعاؤں پر مشتمل جتنی کتب ہیں کوئی بھی کتاب ان طلاسم اور شعبدہ بازی سے خالی نہیں ہے۔“

شرح الزيارة الجامعة الكبيرة — أحمد الأحسائي — دار المفيد — بيروت — الأولى ١٤٢٠هـ

من قبل الإيجاد روح القدس وهو ذوقه الباكورة وفي بعض الأخبار أنه أول غصن من شجرة الخلد فهم أصل ذلك الفيض فمن الكرم الذي به كانوا هم تكرموا على روح القدس بوجوده وبما أودع فيه حين قال الله له. أقبل. فأقبل ثم قال له. أدبر فأدبر فأفاض روح القدس من الكرم الذي حملوه على جميع الموجودات بوجوداتها فخرج كل شيء يحمد الله على نعمه ويشكره على آلائه وهم عليهم السلام آلاؤه ونعمه وإحسانه على جميع من دونهم وهو تأويل قوله تعالى: ﴿وإن من شيء إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم إنه كان حليماً﴾ على من قصّر في ولايتهم غير معاند ولا مستكبر غفوراً لمن تاب واتبع سبيله.

وفي الزيارة الجامعة الصغيرة يسبّح الله بأسمائه جميع خلقه والسلام على أرواحكم وأجسادكم والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته. فقولنا سابقاً أعلاها في الامكان الراجح إن ما وراء ذلك من الكرم الذاتي يتعالى عن البيان والنسبة إلى المكان وما دون ما في الامكان الراجح من الكرم فهم صلوات الله عليهم أصوله وإلى ما لوّحنا إليه في هذه الاشارات الإشارة بقول علي عليه السلام: «أنا فرع من فروع الربوبية». وقد قلت في قصيدة في مرثية الحسين عليه السلام بيتاً. سبب ذكره هنا وهو:

فراحتا الدهر من فضفاض جودهم مملوءتان وما للفيض تعطيل

أي إنّ راحتي الدهر من جودهم الفياض على قابليات الممكنات بواسطة الدهر أو أن المراد بالدهر أهلوه مملوءتان وفيض جودهم على القابليات لا تعطيل له أبد الأبدين ودهر الداهرين وصلى الله على محمد وآله الأكرمين الطيبين الطاهرين.

قال عليه السلام:

«وقادة الأمم»

القادة: جمع قائد وهو الجاذب للشيء إلى غاية والجار إليه.

وفي الحديث عن علي عليه السلام: «قريش قادة ذادة أي يقودون الجيوش».

هل يخرج مثل هذا الكلام من الامام علي رضوان الله عليه ؟؟

احمد الاحسائی

اپنی کتاب ”شرح الذیارة الجامعة الکبیرة“ میں

علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

”آپ نے فرمایا:

”میں ربوبیت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں۔“

صاحب کتاب کہتا ہے:

”کیا امام علی رضی اللہ عنہ سے ایسا کلام صادر ہو سکتا ہے؟“

مستدرك الوسائل للطبرسي مؤسسة آل البيت لإحياء التراث بيروت الثانية ١٤٠٨ هـ
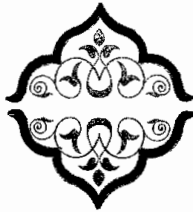
نصر ، عن هشام بن سالم ، عن سعد بن طريف ، عن أبي جعفر (عليه السلام) ؛ أنّه قال في حديث : « لا يفعل الخروج في شهر رمضان لزيارة الائمة (عليهم السلام) وعيد » الخبر .

[١٢١٩٢] ١ ـ علي بن ابراهيم في تفسيره : عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عثمان بن عيسى وحمّاد بن عثمان ، عن ابي عبد الله (عليه السلام) ـ في حديث طويل في قصّة فدك ـ قال في آخره : « ودخلت فاطمة (عليها السلام) المسجد ، وطافت بقبر ابيها وهي تبكي وتقول : إنا فقدناك فقد الأرض وابلها » الخبر .

ورواه احمد بن ابي طالب الطبرسي في الاحتجاج : عن حمّاد بن عثمان ، عنه (عليه السلام) ، مثله[١] .

[١٢١٩٣] ٢ ـ الشيخ محمد بن المشهدي في المزار ، والسيد علي بن طاووس في المصباح ، قالا : زيارة مرويّة عن الأئمة (عليهم السلام) : « إذا أردت ذلك ـ إلى أن قال[١] (عليه السلام) ـ ثم قبله وقل : بأبي وامي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاّ ان نطوف حول مشاهدكم ، ونعزّي فيها أرواحكم » الزيارة .

قلت : جعل الشيخ عنوان الباب عدم جواز الطواف ، ولم يذكر فيه الا الصادقي وغيره : لا تشرب وانت قائم ، ولا تطف بقبر ، ولا تبل في ماء نقيع . . . إلى آخر الحديث ، والمراد بالطواف الحدث في هذه الأخبار ،

الباب ٧٢

١ ـ تفسير علي بن إبراهيم ج ٢ ص ١٥٧ .

(١) الإحتجاج ص ١٠٦ .

٢ ـ المزار للمشهدي ص ٣٩٩ ، ومصباح الزائر ص ١٧١ ، وعنهما في البحار ج ١٠٢ ص ١٦٢ .

(١) مزار المشهدي ص ٤١٢ ومصباح الزائر ص ١٧٣

طبرسی نے

اپنی کتاب "مستدرك و سائل" میں

باب قائم کیا ہے:

"قبروں کے گرد طواف کرنے کے جواز کا بیان:

جعفر صادق رحمہ اللہ سے ذکر کرتا ہے کہ وہ قصہ فدک بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

"فاطمہ علیہا السلام مسجد میں داخل ہوئیں اور اپنے باپ کی قبر کا طواف کیا اور وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں بے شک ہم نے آپ کو گم پایا جیسے زمین نے بارش کو گم پایا۔"

اسی طرح دوسری روایت نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

"بعض ائمہ علیہ السلام نے فرمایا:

جب تم قبروں کی زیارت کرو تو تم کہو اے آل مصطفیٰ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہم اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ ہم آپ کے مزاروں کے طواف کریں اور تمھاری روحوں کو تسلی دیں۔"

مستدرك الوسائل　للطبرسي　مؤسسة آل البيت لإحياء التراث　بيروت　الثانية ١٤٠٨ هـ

بقرينة قوله : « ولا تبل » ، ويؤيده انّ الكليني روى في الصحيح ، عن ابي جعفر (عليه السلام) قال : « من تخلّ على قبر ، أو بال قائماً في ماء قائم ، أو مشى في حذاء واحد ، أو شرب قائماً ، أو خلا في بيت وحده ، أو بات على غمر ، فاصابه شيء من الشيطان لم يدعه إلّا أن يشاء الله ، وأسرع ما يكون الشيطان إلى الإنسان وهو على بعض هذه الحالات » .

وروى أيضاً بسند آخر ، عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما (عليهما السلام) ، أنه قال : « لا تشرب وأنت قائم ، ولا تبل في ماء نقيع ، ولا تطف بقبر ، ولا تخل في بيت وحدك » وذكر باقي الخبر باختلاف في الألفاظ ، والمتأمل يعلم اتحاد الخبرين ، وأن أحدهما نقل بالمعنى للآخر .

وقال الجزري : الطوف:الحدث:من الطعام ، ومنه الحديث (نهى عن المتحدثين على طوفهما) أي عند الغائط ، فظهر أنه لا معارض لما دلّ على [illegible] الطواف بالقبور بمعناه الشائع ، ولذا ذكرنا في العنوان جواز الطواف ، [illegible] المثبتة بالعموم والخصوص ، فلا بأس بالطواف حول قبورهم (عليهم السلام) .

لماذا اعرض هذا عن قول الامام (ع) (ولاتطف بقبر) ؟؟

طبرسی نے

اپنی کتاب "مستدرك وسائل" میں بیان کیا ہے:

"جذری نے کہا:

"طوف" حدث کو کہتے ہیں جو کھانا کھانے کے بعد ہوتا ہے۔

اسی سے حدیث میں ہے:

((نهى عن المتحد نين على طوفهما))

"قضائے حاجت کے وقت بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

تو اس سے ظاہر ہوا کہ قبروں کے طواف کرنے کے جواز پر دلائل کے معارض کوئی چیز نہیں ہے اسی لیے ہم نے عنوان ہی یہ ذکر کیا ہے کہ طواف کے جواز کا بیان۔

اور اگر ان میں تعارض تسلیم کر لیا جائے (کہ بعض ائمہ سے قبروں پر طواف کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے) تو پھر ان کے مابین نسبت عموم وخصوص کی ہوگی لہٰذا ان ائمہ کی قبروں کے گرد طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"طبرسی نے ان ائمہ کے اس قول سے کیوں اعراض کیا ہے کہ جس میں ہے: "کسی قبر کا طواف نہ کرو۔"

الانوار النعمانية — نعمة الله الجزائري — الأعلمي للمطبوعات — بيروت — ١٤٠٤هـ

الصفات ذاتية واعترض شيخهم فخرالدين الرازي عليهم بأنّه (بان خ) قال انّ النصارى كفروا لأنّهم قالوا انّ القدماء ثلثة والاشاعرة أثبتوا قدماء تسعة

أقول فالاشاعرة لم يعرفوا ربّهم بوجه صحيح بل عرفوه بوجه غير صحيح فلافرق بين معرفتهم هذه وبين معرفة باقي الكفّار لأنّه مامن قوم ولاملّة الاّ وهم يدينون بالله سبحانه ويثبتونه ؛ وانّه الخالق سوى شرذمة شاذّة وهم الدهريّة القائلون ومايهلكنا الاّ الدهر ؛ وأسوء الناس حالا المشركون اهل عبادة الأوثان ومع هذا انهم انّما يعبدون الأصنام لتقرّبهم الى الله سبحانه زلفى كما حكاه عنهم في محكم الكتاب بطريق الحصر فتكون الأصنام وسائل لهم الى ربّهم ، فقد عرفوا الله سبحانه بهذا الباطل وهو كون الاصنام مقرّبة اليه وكذلك اليهود حيث قالوا عزير ابن الله ، والنصارى حيث قالوا المسيح بن الله ، فهما قد عرفاه سبحانه بأنّه ربّ ذوولد فقد عرفاه بهذا العنوان ؛ وكذلك من قال بالجسم والصورة والتخطيط ؛ وذلك لما عرفت في أوّل الكتاب من أنّ الكل قد طلبوا معرفته وخاضوا بحار وحدانيّته وكانت مضايق وعرة وسبلا مظلمة ، فمن كان له دليل عارف عرف الله سبحانه ، ومن كان دليله أعمى مثله خاض معه بحار الظلمات ؛ ومازاده كثرة السير الاّ بعداً ، فالاشاعرة ومتابعوهم أسوء حالا في باب معرفة الصانع من المشركين والنصارى ، وذلك انّ من قال بالولد او الشريك لم يقل انّه تعالى محتاج اليهما في ايجاد أفعاله وبدائع محكماته؛ فمعرفتهم له سبحانه على هذا الوجه الباطل من جملة الأسباب الّتي أورثت خلودهم في النار مع إخوانهم من الكفّار ، وأفادتهم الكلمة الاسلامية حقن الدماء والأموال في الدنيا ؛ فقد تباينا وانفصلنا عنهم في باب الربوبيّة ؛ فربّنا من تفرّد بالقدم والأزل وربّهم من كان شركاؤه في القدم ثمانية

ووجه آخر لهذا لاأعلم الاّ انّي رأيته في بعض الأخبار ، وحاصله انّا لم نجتمع معهم على إله ولا على نبيّ ولا على امام ، وذلك انّهم يقولوا انّ ربّهم هو الّذي كان محمّد نبيّه وخليفته بعده أبوبكر ، ونحن لانقول بهذا الربّ ولا بذلك النبيّ ، بل نقول انّ الربّ الّذي خليفة نبيّه أبوبكر ليس ربّنا ولا ذلك النبيّ نبيّنا ووجه آخر لكنّه جواب عن

قائل هذا الكلام : هل هو في دائرة الاسلام ام خارجها ؟؟

نعمۃ اللہ الجزائری

اپنی کتاب "الأنوار النعمانیه" میں کہتا ہے:

"ہم تو سنیوں کے ساتھ کسی بات پر جمع نہیں ہیں نہ معبود، نہ نبی اور نہ ہی کسی امام میں مشترک ہیں۔
اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ
ان کا رب وہ ہے جس کا نبی محمد ﷺ اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ابوبکر ہے۔
اور ہم اس کو رب نہیں کہتے اور اس کے اس نبی کو مانتے ہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ رب جس کے نبی کا خلیفہ ابوبکر ہے نہ وہ ہمارا رب ہے اور نہ وہ نبی ہمارا نبی ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"جو اس بات کا قائل ہو کیا وہ دائرہ اسلام میں رہتا ہے یا خارج ہو جاتا ہے؟"

طين قبر الحسين عليه السلام فتقول « اللهم اني أخذته من قبر وليك وابن وليك فاجعله لي أمناً وحرزاً لما أخاف وما لا اخاف» فانه قد يرد ما لا يخاف .
قال الحارث بن المغيرة : فأخذت كما أمرني وقلت ما قال لي فصح جسمي وكان لي أماناً من كل ما خفت وما لم أخف كما قال أبو عبدالله عليه السلام ، فما رأيت مع ذلك بحمد الله مكروها ولا محذورا .

(وبالاسناد) أخبرنا ابن خشيش عن محمد بن عبدالله قال : حدثني محمد بن محمد بن مغفل القرميسني العجلي قال : حدثنا ابراهيم ابن اسحاق النهاوندي الاحمري قال : حدثنا حماد بن عبدالله بن الحماد الانصاري عن زيد بن أبي اسامة قال : كنت في جماعة من عصابتنا بحضرة سيدنا الصادق ، فأقبل علينا أبو عبدالله عليه السلام فقال : ان الله تعالى جعل تربة جدي الحسين عليه السلام شفاءاً من كل داء وأماناً من كل خوف ، فاذا تناولها أحدكم فليقبلها وليضعها على عينيه وليمرها على سائر جسده وليقل « اللهم بحق هذه التربة وبحق من حل بها وثوى فيها وبحق أبيه وامه وأخيه والائمة من ولده وبحق الملائكة الحافين به الا جعلتها شفاء من كل داء وبرءاً من كل مرض ونجاة من كل آفة وحرزاً مما اخاف وأحذر» ثم يستعملها .

قال أبو أسامة : فاني استعملتها من دهري الاطول كما قال ووصف أبو عبدالله فما رأيت بحمد الله مكروها .

(وعن الشيخ المفيد) أبي علي الحسن بن محمد الطوسي قال : حدثنا الشيخ السعيد الوالد رحمه الله قال : حدثنا أبي خنيس عن محمد بن عبدالله قال : حدثني احمد بن محمد بن سعيد الهمداني قال : حدثنا علي بن الحسن ابن علي بن فضال قال : حدثنا جعفر بن ابراهيم بن ناجية قال : حدثنا سعد بن سعد الاشعري عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : سألته

قال تعالی: وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا — ولم یقل ادعوہ بہذا القول !!

محمد بن حسن الطوسی

اپنی کتاب ''أمالی الشیخ الطوسي'' میں اپنی سند سے ذکر کرتا ہے:

''زید بن اسامہ نے کہا:

میں اپنی جماعت کے ساتھ سیدنا جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا تو ہمارے پاس ابو عبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام آئے انھوں نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے میرے دادا حسین علیہ السلام کی مٹی کو ہر بیماری سے شفا بنایا ہے اور ہر خوف سے امن بنایا ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص جب اس مٹی کو لے تو اسے الٹ پلٹ کرے، اپنی آنکھوں کو لگائے اور اپنے سارے جسم پر ملے اور کہے: اے اللہ! اس مٹی کے حق کے ساتھ جس کو مٹی لگی ہے اس کے حق کے ساتھ اس میں جو چھپا ہے اس کے حق کے ساتھ اور اس کے باپ، اس کی ماں، اس کے بھائی اس کی اولاد میں سے ائمہ کے حق کے ساتھ اور اس کے گرد گھیرا ڈالنے والے فرشتوں کے حق کے ساتھ تو اس مٹی کو ہر تکلیف اور بیماری سے شفا کا ذریعہ بنا اور ہر آفت سے نجات کا سبب بنا اور جس سے مجھے خوف آتا ہے اس سے پناہ عطا فرما، پھر اس مٹی کو استعمال کرے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۸۰)

''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا کہ اس بات کے ساتھ دعا کرو!''

تفسير القمي | علي بن ابراهيم القمي | دار الكتاب | قم ايران | الثانية | تصوير بيروت ١٣٨٧هـ

لا شريك لي ولا وزير لي وانا خلقت خلقي بيدي وانا امتهم بمشيتي وانا احييهم بقدرتي » قال : فينفخ الجبار نفخة في الصور فيخرج الصوت من احد الطرفين الذي يلي السماوات فلا يبقى في السماوات احد إلا حي وقام كما كان ويعود حملة العرش وتحضر الجنة والنار وتحشر الخلائق للحساب ، قال : فرأيت علي بن الحسين عليهما السلام يبكي عند ذلك بكاءاً شديداً قال : وحدثني ابي عن ابن أبي عمير عن جميل بن دراج عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أراد الله ان يبعث الخلق أمطر السماء على الأرض اربعين صباحاً فاجتمعت الأوصال ونبتت اللحوم وقال اتى جبرئيل رسول الله ﷺ فاخذ بيده وأخرجه إلى البقيع فانتهى به إلى قبر فصوت بصاحبه فقال : قم باذن الله فخرج منه رجل ابيض الرأس واللحية يمسح التراب عن وجهه وهو يقول : الحمد لله والله اكبر ، فقال جبرئيل عد باذن الله ثم انتهى به إلى قبر آخر فقال : قم باذن الله فخرج منه رجل مسود الوجه وهو يقول : يا حسرتاه يا ثبوراه ثم قال له جبرئيل : عد إلى ما كنت فيه باذن الله ، فقال : يا محمد ! هكذا يحشرون يوم القيامة فالمؤمنون يقولون هذا القول وهؤلاء يقولون ما ترى .

حدثنا محمد بن أبي عبدالله ﷺ قال : حدثنا جعفر بن محمد قال : حدثني القاسم بن الربيع قال : حدثني صباح المدائني قال : حدثنا المفضل بن عمر انه سمع أبا عبدالله ﷺ يقول في قوله : « وأشرقت الأرض بنور ربها » قال رب الأرض يعني إمام الأرض ، فقلت : فاذا خرج يكون ماذا ؟ قال : إذاً يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزون بنور الامام .

وقال علي بن ابراهيم في قوله : (ووضع الكتاب وجيء بالنبيين والشهداء) قال الشهداء الأئمة عليهم السلام والدليل على ذلك قوله في سورة الحج « ليكون

قل اغير الله ابغي ربا وهو رب كل شيء ولا تكسب كل نفس الا عليها ولا تزر وازرة وزر اخرى

علی بن ابراہیم القمی

اپنی "تفسیر القمی" میں ((واشرقت الارض بنور ربها)) کی تفسیر کرتے ہوئے جعفر صادق سے بیان کرتا ہے:

انھوں نے کہا:

((واشرقت الارض بنور ربها))

"اور زمین اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن ہو جائے گی۔"

رب الارض سے مراد امام الارض (زمین کا امام) ہے۔

تو میں نے کہا: تو جب یہ نکلے گا تو پھر کیا ہوگا؟

انھوں نے کہا: تب لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی روشنی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ انھیں امام کا نور ہی کافی ہوگا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴾(الانعام: ١٦٤)

"کہہ کیا میں اللہ کے سوا کوئی رب تلاش کروں، حالاں کہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ اور کوئی جان کمائی نہیں کرتی مگر اپنے آپ پر اور نہ کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ اٹھائے گی۔"

الشيعة لنا ببعض لحم ساعدي : النزق وقلّة الكتمان (١) .

٢ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن عمّار بن مروان ، عن أبي اُسامة زيد الشحّام قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : اُمر الناس بخصلتين فضيّعوهما فصاروا منهما (٢) على غير شيء : الصبر والكتمان .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن يونس بن عمّار ، عن سليمان ابن خالد قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : ياسليمان إنّكم على دين من كتمه أعزّه الله ومن أذاعه أذلّه الله .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالله بن بكير عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : دخلنا عليه جماعة ، فقلنا : يا ابن رسول الله إنّا نريد العراق فأوصنا ، فقال أبوجعفر عليه السلام : ليقوّ شديدكم ضعيفكم وليعد غنيّكم على فقيركم ولا تبثّوا سرّنا (٣) ولا تذيعوا أمرنا ، وإذا جاءكم عنّا حديث فوجدتم عليه شاهداً أو شاهدين من كتاب الله فخذوا به وإلّا فقفوا عنده ، ثمّ ردّوه إلينا حتّى يستبين لكم و اعلموا أنّ المنتظر لهذا الأمر له مثل أجر الصائم القائم ومن أدرك قائمنا فخرج معه فقتل عدوّنا كان له مثل أجر عشرين شهيداً و من قتل مع قائمنا كان له مثل أجر خمسة و عشرين شهيداً .

٥ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن عبد الأعلى قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّه ليس من احتمال أمرنا التصديق له والقبول فقط ، من احتمال

---

(١) في القاموس نزق الفرس كسمع وضرب ونصر نزقاً ونزوقاً ، نزا ، أوتقدم خفه و وثب ، و أنزقه ونزقه غيره ، وكفرح وضرب ، طاش وخف عند الغضب ، والاناء والغدير ، امتلأ إلى رأسه ، وناقة نزاق ككتاب ، سريعة و نازقها نزاقاً و منازقة و تنازقا ، تشاتما ، و مكان نزق محركة قريب و نازقه ، قاربه وانزق ، أفرط في ضحكه وسفه بعد حلم ، انتهى ، و قوله ، « ببعض لحم ساعدي » يعني وددت ان أذهب تينك الخصلتين عن الشيعة ولو انجر الامر إلى أن يلزمني أن اعطي ، ، منهما ببعض لحم ساعدي ، والمراد بالكتمان إخفاء أحاديث الائمة وأسرارهم من المخالفين عند خوف الضرر عليهم وعلى شيعتهم أو الامن منه ومن كتمان اسرارهم وغوامض اخبارهم عمن لا يحتمله عقله

(٢) بسببهما أي بسبب تضييعهما (آت) .

(٣) أي الاحكام المخالفة لمذهب العامة عندهم ، « ولا تذيعوا امرنا » اي أمر إمامتهم (آت)

ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب

"الاصول من الکافی" میں

ابوعبداللہ علیہ السلام (جعفر صادق) سے نقل کرتا ہے:

"انھوں نے سلیمان بن خالد کو کہا:
اے سلیمان! تم ایک ایسے دین پر ہو کہ جو اسے چھپائے گا اللہ اسے عزت دے گا اور جو اسے عام کرے گا اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۵۹)

"بے شک وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلیلوں اور ہدایت میں سے اتارا ہے، اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و إحياء التراث العربي ، بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

ثمّ أقول : سيأتي في الزّيارة الكبيرة للحسين عليه السلام برواية الثّمالي عن الصّادق عليه السلام أنّه قال في سياق كيفيّة زياراته عليه السلام : وصلّ عند رأسه ركعتين تقرأ في الأولى الحمد ويس و في الثّانية الحمد والرّحمن ، وإن شئت صلّيت خلف القبر وعند رأسه أفضل، فاذا فرغت فصلّ ما أحببت إلاّ أنّ ركعتي الزّيارة لابدّ منهما عند كلّ قبر انتهى .

أقول : لعلّ هذا الخبر مستند القوم في ذكر هاتين السّورتين في كيفيّة كلّ من زيارات الأئمّة عليهم السلام و سيأتي أيضاً في تلك الزّيارة كيفيّة الاستيذان وأنّ الرقّة علامة الاذن فلا تغفل .

قال الشهيد ـ رحمة الله عليه ـ في الدّروس : للزيارة آداب :

(أحدها) الغسل قبل دخول المشهد والكون على طهارة فلو أحدث أعاد الغسل قاله المفيد ـ ره ـ وإتيانه بخضوع و خشوع في ثياب طاهرة نظيفة جدد .

(وثانيها) الوقوف على بابه و الدّعاء والاستيذان بالمأثور فان وجد خشوعاً ورقّة دخل و إلاّ فالأفضل له تحري زمان الرقّة ، لأنّ الغرض الأهمّ حضور القلب ليلقى الرّحمة النّازلة من الرّب ، فاذا دخل قدّم رجله اليمنى وإذا خرج فباليسرى .

(وثالثها) الوقوف على الضريح ملاصقاً له أوغير ملاصق و توهّم أنّ البعد أدب وهم ، فقد نصّ على الاتّكاء على الضريح و تقبيله .

(ورابعها) استقبال وجه المزور و استدبار القبلة حال الزّيارة ، ثمّ يضع عليه خدّه الأيمن عند الفراغ من الزّيارة و يدعو متضرّعا ، ثمّ يضع خدّه الأيسر ويدعو سائلا من الله تعالى بحقّه وحقّ صاحب القبر أن يجعله من أهل شفاعته و يبالغ في الدّعاء و الالحاح ، ثمّ ينصرف إلى ما يلي الرّأس ثمّ يستقبل القبلة ويدعو .

(و خامسها) الزّيارة بالمأثور و يكفي السّلام (والحضور) .

(و سادسها) صلاة ركعتين للزيارة عند الفراغ فان كان زائراً للنبيّ صلى الله عليه وآله .

مجلسی اپنی کتاب "بحار الانوار" میں
قبروں کی زیارت کے آداب بیان کرتے ہوئے چوتھا ادب بیان کرتا ہے:

''زیارت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور اپنا منہ صاحب قبر کی طرف کرے پھر زیارت سے فارغ ہو کر اپنا دائیاں رخسار رکھ دے اور گڑگڑا کر دعا کرے۔ پھر اپنا بائیاں رخسار رکھ کر قبر والے کا وسیلہ دے کر دعا کرے..... الخ
چھٹا ادب بیان کرتا ہے:...... ''زیارت سے فارغ ہو کر دو رکعتیں نماز ادا کرے اگرچہ وہ زیارت نبی ﷺ کے لیے ہو۔''
پھر کہتا ہے: ''روضہ میں ہے اگر کوئی شخص کسی امام کی زیارت کرے تو اس کے سر کے پاس کھڑا ہو اگرچہ مسجد کی جگہ یہاں پر دو رکعتیں نماز پڑھ لے تو جائز ہے اور قبر کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے میں رخصت والی روایات مروی ہیں اگرچہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھنا بھی جائز ہے لیکن قبر کے قریب ہو کر پڑھنا غیر مستحسن عمل ہے ہاں قبر سے دور ہو کر پڑھ سکتا ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے: ''کیا قبر کی طرف منہ کر کے دو رکعات پڑھنے کے متعلق رخصت مروی ہے؟ اگرچہ پیٹھ قبلہ کی طرف ہو جائے؟ یہ تو ائمہ کی قبروں کی عبادت ہے جسے فطرت سلیم والی عوام اسے قبول نہیں کرتی۔ کیوں کہ فرمان الٰہی بھی ہے:
﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانعام: ۱۶۲)
''کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔''

بالصّلاة قبل الزّيارة، وكذلك لو كان قد حضر وقتها وإلّا فالبدء بالزّيارة أولى لأنّها غاية مقصده، ولو أقيمت الصّلاة استحبّ للزّائرين قطع الزّيارة والإقبال على الصّلاة، ويكره تركه وعلى ناظر الحرم إمرُهم بذلك.

العشرون: عدّ الشّهيد رحمه الله من آداب الزيارة تلاوة شيء من القرآن عند الضّريح وإهداءه إلى المزور والمنتفع بذلك الزّائر وفيه تعظيم للمَزُور.

الحادي والعشرون: ترك اللّغو وما لا ينبغي من الكلام وترك الاشتغال بالتّكلّم في أمور الدّنيا فهو مذموم قبيح في كلّ زمان ومكان وهُو مانع للرزق ومجلبة للقساوة لا سيّما في هذه البقاع الطّاهرة والقُباب السّامية الّتي أخبر الله تعالى بجلالها وعظمتها في سورة النّور: ﴿في بُيوتٍ أذِنَ اللّهُ أن تُرْفَعَ﴾ الآية. ؟

الثاني والعشرون: أن لا يرفع صوته بما يزور به كما نبّهت عليه في كتاب هديّة الزّائر.

الثالث والعشرون: أن يودّع الإمام (ع) بالمأثور وبغيره إذا أراد الخروج من البلد.

الرّابع والعشرون: أن يتوبَ إلى الله ويستغفر من ذنوبه وأن يجعل أعماله وأقواله بعد الزّيارة خيراً منها قبلها.

الخامس والعشرون: الإنفاق على سَدَنة المشهد الشّريف وينبغي لهؤلاء أن يكونُوا من أهل الخير والصلاح والدّين والمروءة، وأن يحتملُوا ما يصدر مَن الزّوار فلا يغضبُوا سخطهم عليهم ولا يحتدموا عليهم، قائمين بحوائج المحتاجين مرشدين للغرباء إذا ضلّوا. وبالإجمال فالخدم ينبغي أن يكونوا خدّاماً حقّاً قائمين بما لزم من تنظيف البُقعة الشريفة وحراستها، والمُحافظة على الزّائرين وغير ذلك من الخدمات.

السّادس والعشرون: الإنفاق على المجاورين لتلك البُقعة من الفقراء والمساكين المتعفّفين والإحسان إليهم لا سيّما السّادة وأهل العلم المنقطعين الّذين يعيشُون في غُربة وضيق، وهم يرفعُون لواء التّعظيم لشعائر الله وقد اجتمعت فيهم جهات عديدة تكفي إحداها لفرض إعانتهم ورعايتهم.

المشاهد والقباب: محل بيوت الله في معتقد هؤلاء !!
فالآية عندهم نزلت في القبور لا في المساجد !

عباس القمی

اپنی کتاب "مفتاح الجنان" میں

زیارتوں کے آداب ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید کی ایک آیت کی

غلط تفسیر کے ضمن میں ادب بیان کرتا ہے:

"گیارھواں باب:

لغو بات نہ کی جائے۔ اگر چہ لغو بات کرنا اور لغو کام تو ہر جگہ اور ہر وقت مذموم فعل ہے رزق کا مانع ہے اور دلوں میں سختی پیدا کرتا ہے مگر ان پاک جگہوں اور بلند قبوں میں تو بالا ولیٰ اہتمام کرنا چاہیے کہ جن کی جلالت اور عظمت اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں بیان فرمائی ہے:

﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ﴾ (النور: ٣٦)

"ان گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"ان لوگوں کے اعتقاد کے مطابق "اللہ کے گھروں کی جگہ" مشاہد اور قبے ہیں اور ان کے نزدیک یہ آیت قبروں کے متعلق نازل ہوئی مساجد کے بارے میں نہیں۔"

بحار الانوار　للمجلسی　دار احیاء التراث العربی　الطبعة الثالثة ۱۴۰۳ھ

-۲۳۰-　　　　كتاب الصّلاة　　　　ج ۹۱

بيان : كان هذا بالأبواب المتعلّقة بالاستخارات المطلقة أنسب ، و إنّما أوردته هنا تبعاً للسيّد ره .

[illegible]

و منه : باسناده عن محمّد بن أحمد بن حمدون الواسطي ، عن احمد بن أحمد بن عليّ بن سعيد الكوفي ، عن الكليني مثله ، إلّا أنّ فيه في الموضعين « لعبده فلان بن فلان » .

المتهجد : عن هارون بن خارجة مثله (۱)

الكافي : عن غير واحد ، عن سهل مثله (۲) .

---

(۱) مصباح المتهجد ص ۳۷۲ .
(۲) الكافي ج ۳ ص ۴۷۰ .

قال الله تعالى : حرمت عليكم الميتة والدم الى قوله :
وان تستقسموا بالازلام ذلكم فسق

مجلسی اپنی کتاب "بحار الانوار" میں، جعفر صادق رحمہ اللہ سے ایک خبر نقل کرتا ہے:

"انھوں نے ہارون بن خارجہ سے کہا: جب تو کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو کاغذ کے چھ ٹکڑے لے تین پر یہ لکھ ((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم خیرۃ من اللّٰہ العزیز الحکیم لفلان بن فلانۃ افعل)) اور تین ٹکڑوں پر یہ لکھ ((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم خیرۃ من اللّٰہ العزیز الحکیم لفلان بن فلانۃ لا تفعل)) پھر انھیں اپنی جائے نماز کے نیچے رکھ لے پھر دو رکعت نماز پڑھ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو سو مرتبہ یہ دعا پڑھ ((استخیر اللّٰہ برحمۃ خیرۃ فی عافیۃ)) پھر سیدھا ہو کر بیٹھ جا اور یہ دعا پڑھ ((اللھم خرلی و اخترلی فی جمیع اموری فی یسر منك و عافیۃ)) پھر ان کاغذ کے ٹکڑوں کو ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر اور ایک ایک کر کے نکالتا جا۔ پھر اگر لگاتار تین مرتبہ کام کرنے والے نکل آئیں تو تم جو کام کرنا چاہتے ہو وہ کر لو۔ اور اگر لگاتار تین مرتبہ کام نہ کرنے والے کاغذ نکلیں پھر تم وہ کام نہ کرو۔ اور اگر ایک بار کام کرنے والا کاغذ نکلے اور دوسری بار نہ کرنے والا نکلے، پھر تو پانچ کاغذ نکال اور دیکھ کہ ان میں سے زیادہ کاغذ کرنے والے ہیں یا کام نہ کرنے والے ہیں اور چھٹے کاغذ کو چھوڑ دے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (المائدۃ: ۳) "تم پر مردار حرام کیا گیا ہے اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے والا جانور اور جسے چوٹ لگے ہو اور گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے درندے نے کھایا ہو مگر جو تم ذبح کر لو، اور جو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت معلوم کرو۔ یہ سراسر نافرمانی ہے۔"

مستدرك الوسائل للطبرسي مؤسسة آل البيت لإحياء التراث بيروت الثانية ١٤٠٨ هـ

الصفح ، يا حسن التجاوز ، يا واسع المغفرة ، يا باسط اليدين بالرحمة ، يا منتهى كلّ نجوى ، ويا غاية كلّ شكوى ، يا عون كلّ مستعين ، يا مبتدئاً بالنعم قبل استحقاقها ، يا ربّاه عشر مرات ، يا سيداه عشر مرات ، يا مولاه عشر مرات ، يا غيثاه عشر مرات ، يا منتهى رغبتاه عشر مرات ، أسألك بحق هذه الأسماء ، وبحق محمد وآله الطاهرين (عليهم السلام) ، إلّا ما كشفت كربي ، ونفّست همّي ، وفرّجت غمّي ، وأصلحت حالي ، وتدعو بعد ذلك ما شئت ، وتسأل حاجتك ، ثم تضع خدك الأيمن على الأرض ، وتقول مائة مرّة في سجودك : يا محمد يا علي يا علي يا محمد ، اكفياني فإنكما كافياي ، وانصراني فإنكما ناصراي ، وتضع خدّك الأيسر على الأرض وتقول مائة مرّة : أدركني ، وتكررها كثيراً ، وتقول : الغوث الغوث الغوث ، حتى ينقطع النفس ، وترفع رأسك ، فإن الله بكرمه يقضي حاجتك إن شاء الله تعالى ، فلما شغلت بالصلاة والدعاء خرج ، فلما فرغت خرجت إلى أبي جعفر لأسأله عن الرجل ، وكيف دخل ؟ فرأيت الأبواب على حالها مغلّقة مقفّلة ـ إلى أن قال ـ قال أبو جعفر : هذا مولانا صاحب الزمان (عليه السلام) ، وذكر كيفيّة خلاصه في يومه ، الخبر .

٢٠ ـ ﴿ باب استحباب صلاة ركعتين ، للإستطعام عند الجوع ﴾

١/٦٨٨٦ ـ البحار : عن بعض كتب المناقب القديمة ، عن أبي الفرج محمد بن أحمد المكي ، عن المظفر بن أحمد بن عبد الواحد ، عن محمد بن علي الحلواني ، عن كريمة بنت أحمد بن محمد المروزي .

الباب ٢٠

١ ـ البحار ج ٤٣ ص ٦٩ ح ٦١ .

ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم ان كنتم صادقين

طبرسی اپنی کتاب
"مستدرك الوسائل" .... "نماز کے مسائل" کتاب الصلاۃ میں
بعض دعاؤں کو ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"جب تمھیں کوئی حاجت ہو تو اپنے دائیں رخسار کو زمین پر رکھو اور اپنے سجدے میں سو بار کہو:

"یا محمد یا علی یا علی یا محمد"

"تم دونوں مجھے کافی ہو جاؤ کیوں کہ تم دونوں ہی مجھے کافی ہو سکتے ہو اور تم دونوں میری مدد کرو کیوں کہ تم دونوں ہی میری مدد کر سکتے ہو۔"

پھر اپنا بائیاں رخسار زمین پر رکھے اور سو مرتبہ کہے:

"أدرکنی" میری مدد کیجیے اسے بار بار پڑھتا جائے اور کہے "الغوث الغوث" میری مدد کریں میری مدد کریں حتی کہ سانس ٹوٹ جائے، پھر اپنا سر اٹھائے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تیری ضرورت کو پورا کر دے گا۔ ان شاء اللہ"

صاحب کتاب کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (الاعراف: ١٩٤)

"بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں، پس انھیں پکارو تو لازم ہے کہ وہ تمھاری دعا قبول کریں، اگر تم سچے ہو۔"

بحار الأنوار للمجلسي موسسة دار الوفاء و إحياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

عليه السلام إلى الأيوان و جلس فيه ، ودعا بطشت فيه ماء ، فقال للرجل : دع هذه الجمجمة في الطشت ، ثمّ قال : أقسمت عليك يا جمجمة لتخبريني من أنا ومن أنت؟ فقالت الجمجمة بلسان فصيح: أمّا أنت فأمير المؤمنين وسيّد الوصيّين وإمام المتّقين وأمّا أنا فعبدالله وابن أمة الله كسرى أنوشيروان ، فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : كيف حالك؟ قال : يا أمير المؤمنين إنّي كنت ملكاً عادلاً شفيقاً على الرّعايا رحيماً ، لا أرضى بظلم ، و لكن كنت على دين المجوس ؛ وقد ولد محمّد صلى الله عليه وآله في زمان ملكي ، فسقط من شرفات قصري ثلاثة وعشرون شرفة ليلة ولد ، فهممت أن أؤمن به من كثرة ما سمعت من الزّيادة من أنواع شرفه و فضله ومرتبته وعزّه في السّماوات والأرض و من شرف أهل بيته ، و لكنّي تغافلت عن ذلك وتشاغلت عنه في الملك ، فيالها من نعمة و منزلة ذهبت منّي حيث لم أؤمن [1] ، فأنا محروم من الجنّة بعدم [2] إيماني به ، ولكنّي مع هذا الكفر خلّصني الله تعالى من عذاب النّار ببركة عدلي وإنصافي بين الرعيّة ، و أنا في النّار و النّار محرّمة عليّ ، فواحسرتاه لو آمنت [3] لكنت معك يا سيّد أهل بيت محمّد صلى الله عليه وآله و يا أمير اُمّته [4] ، قال : فبكى النّاس ، و انصرف القوم الّذين كانوا [5] من أهل ساباط إلى أهلهم وأخبروهم بما كان وبما جرى [6] ، فاضطربوا واختلفوا في معنى أمير المؤمنين ، فقال المخلصون منهم : إنّ أمير المؤمنين عليه السلام عبدالله و وليّه و وصيّ رسول الله صلى الله عليه وآله ، و قال بعضهم : بل هو النّبيّ صلى الله عليه وآله ، و قال بعضهم : بل هو الربّ و هو عبدالله [7] بن سبا وأصحابه ، وقالوا : لولا أنّه الربّ كيف يحيي الموتى؟ قال : فسمع بذلك أمير المؤمنين وضاق صدره ، وأحضرهم وقال : يا قوم غلب

(١) في المصدر ، حيث لم اؤمن به .
(٢) » » ، لعدم .
(٣) » » ، لو آمنت به .
(٤) » » ، و يا أمير المؤمنين .
(٥) » » ، كانوا معه .
(٦) » » ، وبما جرى من الجمجمة .
(٧) » » ، «وهم مثل عبدالله بن سبا» وفي (م) و (ت) ، وهو مثل عبدالله بن سبا .

هل خلصه الله من النار وحرمها عليه لانه من الفرس ؟؟ ماالعلاقة وماالرابط !!

مجلسی اپنی کتاب

"بحار الانوار" میں

"کسریٰ نوشیروان" کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین! میں اپنی رعایا پر انصاف کرنے والا بادشاہ تھا ظلم کو پسند نہ کرتا تھا مگر میں مجوسیوں کے دین پر تھا رسول اللہ ﷺ میری بادشاہت کے زمانے میں پیدا ہوئے مگر میں ایمان نہ لایا تو میں آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے جنت سے محروم ہوں لیکن اس کفر کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم کے عذاب سے محفوظ کیا ہے۔ اور میں ہوں تو جہنم میں، مگر مجھ پر جہنم کی آگ حرام ہے۔"
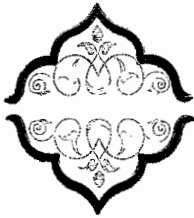
صاحب کتاب کہتا ہے:

کیا اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم کی آگ سے اس لیے بچا لیا اور جہنم حرام کر دی کہ وہ فارسی ہے؟ یہ کیسا تعلق اور کیسا ربط ہے؟

محمد صالح الجوہرجی نے

اپنی کتاب "ضیاء الصالحین"

میں......

ہفتے اور جمعے کے دن کے متعلق کچھ طلاسم، ہندسے اور غیر معقول جملے لکھے ہیں جن کا معنی ومطلب کا علم نہیں ہے۔ جو کہ دائیں طرف کے صفحہ پر تصاویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔
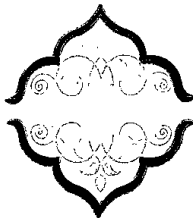
صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ٦)

"اور یہ کہ بلاشبہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا۔"

سيوفهم على عواتقهم ليضربوا بها هام الكفرة وجبابرتهم واتباعهم من جبابرة الأولين والآخرين حتى ينجز الله ما وعدهم في قوله عز وجل: ﴿وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم آمناً يعبدونني لا يشركون بي شيئاً﴾ أي يعبدونني آمنين لا يخافون أحداً مي عبادي ليس عندهم تقية.

وان لي الكرة بعد الكرة والرجعة بعد الرجعة، وأنا صاحب الرجعات والكرات، وصاحب الصولات والنقمات، والدولات العجيبات، وأنا قرن من حديد، وأنا عبد الله وأخو رسول الله - صلى الله عليه وآله - وأنا أمين الله وخازنه وعيبة سره وحجابه ووجهه وصراطه وميزانه، وأنا الحاشر إلى الله، وأنا كلمة الله التي يجمع بها المتفرق ويفرق بها المجتمع، وأنا أسماء الله الحسنى وأمثاله العليا وآياته الكبرى، وأنا صاحب الجنة والنار أسكن أهل الجنة الجنة وأسكن أهل النار النار. والي تزويج أهل الجنة والي عذاب أهل النار، والي اياب الخلق جميعاً وأنا الاياب الذي يؤب إليه كل شيء بعد القضاء، والي حساب الخلق جميعاً. وأنا صاحب الهنات وأنا المؤذن على الاعراف.

وأنا أمير المؤمنين ويعسوب المتقين وآية السابقين ولسان الناطقين وخاتم الوصيين ووارث النبيين وخليفة رب العالمين وصراط ربي المستقيم وقسطاسه والحجة على أهل السماوات والأرضين وما بينهما وأنا الذي احتج الله به عليكم في ابتداء خلقكم، وأنا الشاهد يوم الدين وأنا الذي علمت علم المنايا والبلايا والقضايا وفصل الخطاب والأنساب، واستحفظت آيات النبيين المستحقين المستحفظين.

وأنا صاحب العصا والميسم، وأنا الذي سخرت لي السحاب والرعد والبرق والظلم والأنوار والرياح والجبال والبحار والنجوم والقمر، وأنا قرن الحديد، وأنا فاروق الأمة، وأنا الهادي. وأنا الذي أحصيت كل شيء عدداً بعلم الذي أودعنيه وبسره الذي أسره إلي محمداً - صلى الله عليه وآله - وأسره النبي - صلى الله عليه وآله - الي، وأنا الذي انحلني ربي اسمه وكلمته وحكمته وعلمه وفهمه.

٢٠٥

وماذا بقي لله !! قال الله تعالى: وما قدروا الله حق قدره والأرض جميعا قبضته يوم القيامة والسماوات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون

احمد الاحسانی اپنی کتاب "الرجعة" میں علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتا ہے: "انھوں نے کہا: میں ہی وہ شخص ہوں جس نے بار بار لوٹ کر آنا ہے، میں ہی صاحب الرجعات وکرات ہوں، میں ہی صاحب صوارت وقمات ہوں اور عجیب سلطنتوں کا مالک ہوں، میں ہی لوہے کا سینگ ہوں، میں ہی اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں، اس کا حجاب، چہرہ، صراط اور میزان ہوں۔ میں ہی اللہ کی طرف لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہوں، میں ہی وہ اللہ کا کلمہ ہوں جس کے ذریعے بکھری چیزوں کو جمع کیا جاتا ہے اور جمع شدہ چیزوں کو بکھیرا جاتا ہے۔ میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسماء حسنیٰ ہوں، اس کی بلند مثال ہوں اور بہت بڑی نشانی ہوں میں ہی صاحب جنت وجہنم ہوں۔ میں ہی جنتیوں کو جنت ٹھہراؤں گا اور جہنمیوں کو جہنم میں دھکیلوں گا، اہل جنت کی شادیاں میں ہی کروں گا اور اہل جہنم کو عذاب میں ہی دوں گا۔ مخلوق کا حساب میری طرف ہی ہے اور فیصلے کے بعد ہر چیز میری طرف ہی لوٹ کر آتی ہے، میں ہی غلطیوں کو معاف کرنے والا اور اعراف پر اعلان کرنے والا ہوں۔ میں ہی امیر المومنین اور متقین کا لیڈر ہوں۔ سابقین کی نشانی ہوں، ناطقین کی زبان ہوں، وصیت کرنے والوں کا خاتمہ ہوں، انبیاء کا وارث ہوں، رب اللعالمین کا خلیفہ ہوں اور اپنے رب کا صراط مستقیم میں ہی ہوں۔ میں ہی اس کا ترازو ہوں اور اہل زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان پر حجت ہوں، میں ہی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ابتداء میں تم پر حجت قائم کی۔ قیامت کے دن میں ہی شاہد ہوں۔ میں ہی اموات، آزمائش، فیصلوں فصل الخطاب اور انساب کا علم جانتا ہوں۔ میں ہی ہوں جس نے نبیوں کی آیات کی حفاظت کی۔ میں ہی ہوں عصا اور نشانیوں والا ہوں۔ میں ہی ہوں کہ جس کے لیے بادل، بجلی، کڑک، اندھیرا، روشنیاں، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے اور چاند مسخر کیے گئے۔ میں ہی لوہے کا سینگ اور فارق الا ہوں، ہادی ہوں میں، ہی ہوں کہ جس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے اس علم کے ذریعے جو اس نے مجھے ودیعت کر رکھا ہے اور اس راز کے ذریعے جو اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راز دیا ہے، میں ہی ہوں کہ میرے رب نے اپنا نام، اپنا کلمہ، اپنی حکمت، اپنا علم اور فہم عطا فرمایا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "اس بات کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے کیا باقی رہ گیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الزمر: ٦٧) "اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق ہے، حالاں کہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بنا رہے ہیں۔"

تفسير فرات الكوفي — فرات بن ابراهيم الكوفي — مؤسسة الطباعة والنشر — ايران — الثانية ١٤١٦هـ

سائلوه عنه يوماً، فان يك كاذباً كذبناه فصار كذاباً وإن يك صادقاً صدقناه فصار صادقاً، لا تطعنوا في عين مقبل يقبل إليكم فتنبذوه [ظ] بمقالة يشمأز مهاقله، ولا في قفاء مدبر حين يدبر عنكم فيزداد إدباراً ونفاراً واستكباراً، [و. أ، ب] قولوا للناس حسناً وأقيموا الصلاة وأتوا الزكاة وامروا بالمعروف وانهوا عن المنكر وكونوا إخواناً كما أمركم الله، إنه ليس أحدٌ من هذه الفرق إلا وقد رضي الشيطان بالذي أعطوه من أنفسهم، لا أهل وثن يعبدونه ولا أهل نار ولا أهل هذه الأهواء الخبيثة لا و. ب] فدثني عليهم رجله، وإنه قد نصب[ظ] لكم أيها [ب: أيتها] الشيعة فرضي منكم بأن يفرق بينكم فبينما أنت تلق الرجل ينظر إليك بوجه تعرفه ويكلمك بلسان تعرفه؛ إذ لقيك من الغد فكلمك بغير ذلك اللسان وينظر إليك بغير ذلك الوجه، لا تحقبن راحلتك كذباً علينا فانه بئس الحقيبة تحقب راحلتك، إنه من كذب علينا كذب على رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ومن كذب على رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم كذب على الله [وقال الله. أ، ر. تعالى. ر]: (ويوم القيامة ترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة أليس في جهنم مثوى للمتكبرين).

٥٠٢ ــ ٣ ــ فرات قال: حدثني جعفر بن محمد الفزاري معنعناً:

عن أبي جعفر [عليه السلام. أ] في قوله تعالى: (لئن أشركت ليحبطن عملك) قال: لئن أشركت بولاية علي ليحبطن عملك.

الحمدلله الذي صدقنا وعده وأورثنا الأرض نتبوء من الجنة حيث نشاء ٧٤

٥٠٣ ــ ٤ ــ فرات قال: حدثني جعفر بن محمد بن سعيد الأحمسي معنعناً:

---

٥٠٢. وبهذا المعنى روايات عن الباقر والصادق عليهما السلام.

٥٠٣. وأخرجه علي بن محمد بن جمهور أبو الحسن في كتابه الواحدة كما في (كنز) على ما نقله العلامة المجلسي في بحار الأنوار ج ٤٠ ص ٥٥ عن الحسن بن عبدالله الأطروش عن محمد بن إسماعيل الأحمسي عن وكيع عن الأعمش عن مورق عن أبي ذر.. (وساق الحديث بطوله مثله مع مغايرات طفيفة). ورمزنا إليه بـ(ن).

ولبعض فقرات الحديث شواهد كثيرة قال السيد هاشم البحراني في البرهان بعد درجه رواية عن أنس عن النبي نحو هذا المضمون: والروايات متكثرة من طريق الفريقين في خلق الله سبحانه ملكان على

فهل علي رضي الله عنه افضل واعلى واجل من الرسول عليه افضل الصلاة والسلام ؟؟

فرات بن ابراہیم الکوفی

اپنی تفسیر "الفرات الکوفی" میں

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

کی تفسیر میں ابوجعفر سے ذکر کرتا ہے، انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''اگر تو علی کی ولایت میں شراکت ٹھہرائے گا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے۔''
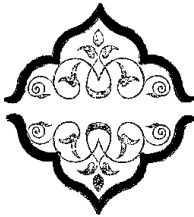
صاحب کتاب کہتا ہے:

''کیا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل، اعلیٰ اور اجل ہیں؟''

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و إحياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

ج ١٠١ ٤٩ ـ باب زيارته وزيارة سائر الأئمة عليهم السلام من البعيد ـ٣٦٩ـ

رحمته و رضوانه (١) .

١١ ـ صبا : عن حنان مثله (٢) .

١٢ ـ صبا : يستحب زيارة أبي عبدالله عليه السلام بعد أن يغتسل ويعلو سطح داره أو في مفازة من الأرض و يومي إليه بالسلام و يقول : السلام عليك يا مولاي و ذكر مثله (٣) .

بيان : قوله عليه السلام : فاستقبل القبلة بوجهك ، لعله عليه السلام إنما قال ذلك لمن أمكنه استقبال القبر و القبلة معاً ، و لما ظهر من قوله : بعد ما تبين أن القبر هنالك ، أن استقبال القبر أمر لازم ، و إن لم يكن موافقاً للقبلة ، استشهد بقوله تعالى : « أينما تولوا فثم وجه الله » أي نسبته تعالى إلى جميع الأماكن على السواء واستقبال القبر للزائر بمنزلة استقبال القبلة ، وهو وجه الله أي جهته التي أمر الناس باستقبالها في تلك الحالة ، والقرينة عليه قوله عليه السلام : ثم تتحول على يسارك فإن قبر علي بن الحسين إنما يكون على يسار من يستقبل القبر والقبلة معاً

و يحتمل أن يكون المراد بالقبلة هنا جهة القبر مجازاً ، و يحتمل أيضاً أن يكون المراد استقبال القبلة على أي حال، ويكون المراد بقوله : بعد ماتبين أن القبر هنالك تخيل القبر في تلك الجهة ، والاستشهاد بالآية بناء على أن المراد بوجه الله هم الأئمة عليهم السلام ، و نسبتهم أيضاً إلى الأماكن على السوية لإحاطة علمهم ونورهم بجميع الآفاق ، ويكون التحول إلى اليسار لأن في تخيل القبر للمستقبل يكون قبر علي بن الحسين عليه السلام على يسار المستقبل كما إذا كان عند القبر واستقبل القبلة يكون كذلك .

ولا يبعد أن يكون القبلة تصحيف القبر، و الأظهر هو الوجه الأول كما فهمه الشيخ ـ ره ـ وغيره ، وحكموا باستقبال القبر مطلقاً وهو الموافق للأخبار الأخر

---

(١) كامل الزيارات ص٢٨٨ .

(٢) مصباح الزائر ص ١٩٦ .

(٣) مصباح الطوسي ص ٢٠٠ .

والله تعالى يقول : ام لهم اله غير الله سبحان الله عما يشركون

مجلسی اپنی کتاب "بحار الانوار" میں جعفر صادق رحمہ اللہ کے قول
((فاستقبل القبله بو جهك))
"کہ اپنے چہرے کے ساتھ قبلہ رخ ہو جاؤ۔"
کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"شاید کہ آپ نے یہ بات اس شخص کے لیے کہی ہے جو زیارت کے وقت قبر اور قبلے کی طرف بیک وقت منہ کرے۔ اور جو انھوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ اس کے بعد ہے جب واضح ہو جائے کہ قبر یہاں ہے۔ تو اس (بات) سے ظاہر ہو گیا کہ قبر کی طرف منہ کرنا لازمی امر ہے اگرچہ قبلہ کی طرف چہرہ نہ بھی ہو۔ اور اس کی دلیل فرمان الٰہی ہے:

﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۱۵)

"تم جہاں بھی پھرو وہاں ہی اللہ کا چہرہ ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت تمام جہات کی طرف برابر ہے۔ قبر کی زیارت کرنے والا قبر کی طرف منہ کرے تو وہ ایسے شخص کی طرح جس نے قبلہ کی طرف منہ کیا ہے۔ وہی اللہ کا چہرہ ہے یعنی یہ وہی جنت ہے جس کی طرف لوگوں کو ہر حال میں چہرہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر قرینہ امام کا یہ قول ہے: پھر تم اپنی بائیں طرف پھر جاؤ کیوں کہ کہ جو شخص بیک وقت صبر اور قبلے کی طرف منہ کرے تو اس کی بائیں طرف علی بن حسین کی قبر ہوتی ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الطور: ۴۳)

"یا ان کا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

ويظهر ذلك كلّه من تتبّع آثارهم فإنّ الكلمات الحقّة التي تذكرها الصوفيّة في كتبهم فالكلّ منهم إمّا تقيّةً من شيعتهم وإمّا سرقة من مخالفيهم كما يظهر في من كلمات الحسن البصري وغيره فإن جميعها منقولة من أمير المؤمنين عليه السلام وأنتم أهله لأن جميع علوم الأنبياء إلى نبينا صلى الله عليه وآله ومنه صلى الله عليه وآله إليهم مع إمامتهم وعصمتهم ومعدنه كما ذكر انتهى.

أقول: في القاموس الحق من أسمائه تعالى أو من صفاته أو ضد الباطل والأمر المقضي والعدل والإسلام والمال والملك والواجب والموجود الثابت والصدق والموت والحزم وواحد الحقوق انتهى.

فعلى الأوّل: في المسمى أنّ الله معهم بالاصطناع والاختيار والرحمة والعناية واللطف وغير ذلك من جهات الفضل لا مطلق المعيّة فإن ذلك لا يختصّ بهم بل الله سبحانه مع كل شيء وإنما المراد بهذا المع أنّهم لمّا جاهدوا في الله في جميع ما أراد منهم مجاهدة لا يقوم بها أحدٌ من الخلق غيرهم شكر الله مجاهدتهم وهداهم سبيل رضاه أي رضاهم عنه ورضاه عنهم فلا يغفلون عنه طرفة عين لأنهم هم الذين عنده في قولِهِ تعالى ﴿ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يسبّحون الليل والنهار لا يفترون﴾.

كما تقدّم عن الصادق عليه السلام أنهم هم من عنده وحيث كانوا كذلك كان معهم في كل حالٍ حيث يحبّ ويرضى وشهد لهم بأنهم محسنون فقال ﴿وإن الله لمع المحسنين﴾ فهذا المع لا نهاية له ولا غاية لأنه ظاهر ربوبيّة لا تُثنّى وعبوديّة بها لا تُمثّى وذلك كالقائم فإن ربوبيّته لا تثنّى بالقيام بل توحّد باحداثه والقيام لا يقدّر بالقائم وإنما يقدّر بنفسه لا غيره وهو غير مقدّر في الامكان يعني أنه غير مقدّر إلاّ بأنّه غير مقدّر وهذا هو المع الخاص العام بخلاف المع العام الخاصّ، فإنه ظاهر ربوبيّة مقدّرة التعلّق وعبوديّة مقدرة التحقّق وإلى الأول أشار الصادق عليه السلام بقوله لنا مع الله حالات نحن فيها هو وهو نحن إلاّ أنّه هو هو ونحن نحن وبالاستثناء إلى بعض الثاني وهو حالهم الثاني.

وأمّا إليكم فلا يصح على المعنى الأوّل إلاّ على تأويل مشيّة الله فيهم لأنهم محال مشيّته وعلمه وحكمه وأوامره ونواهيه وأمثال ذلك بمعنى عندهم وفيهم على

قال الله جل وعلا عن نفسه ليس كمثله شيء وهو السميع البصير

احمد الاحسائی

اپنی کتاب "شرح الذیارۃ الجامعۃ الکبیرۃ" میں

جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول نقل کرتا ہے:

انھوں نے کہا:

"ہمارے اللہ کے ساتھ کچھ حالات ہوتے ہیں کہ جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے مگر وہ وہی ہے اور ہم ہم ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

الباب السادس

أنهم عليهم السلام إذا شاءوا أن يعلموا علموا، وأنّ قلوبهم مورد إرادة الله سبحانه إذا شاء شيئاً شاءوه

١ ـ **محمد بن يعقوب:** عن علي بن محمد وغيره، عن سهل بن زياد، عن أيّوب بن نوح، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن بدر بن الوليد، عن أبي الربيع الشامي، عن أبي عبدالله عليه السلام، قال: إنّ الإمام إذا شاء أن يعلم علم.[1]

٢ ـ **محمد بن الحسن الصفّار:** عن محمد بن عبد الجبّار، عن صفوان ابن يحيى، عن ابن مسكان، عن بدر بن الوليد، عن أبي الربيع الشامي، قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: الإمام[2] إذا شاء أن يعلم علم.[3]

٣ ـ **محمد بن يعقوب:** عن أبي علي الأشعري، عن محمد بن عبد الجبّار، عن صفوان، عن ابن مسكان، عن بدر بن الوليد، عن أبي الربيع، عن أبي

(١) الكافي: ١/ ٢٥٨ ح ١.

(٢) في المصدر والبحار: العالم.

(٣) بصائر الدرجات: ٣١٥ ح ١، عنه البحار: ٢٦/ ٥٦ ح ١١٦.

وما تشاؤون الا ان يشاء الله ان الله كان عليما حكيما

ہاشم البحرانی
اپنی کتاب ”ینابیع المعاجز“ میں
ایک باب قائم کرتا ہے:

”آئمہ علیہم السلام جب کسی کو جاننا چاہیں تو جان لیتے ہیں اور بے شک ان کے دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے کا محل ہیں جب اللہ کوئی چیز چاہے تو یہ بھی چاہتے ہیں۔“

پھر اپنی سند سے جعفر صادق سے بیان کرتا ہے کہ انھوں نے کہا:

”امام جب کوئی چیز جاننا چاہے تو وہ جان لیتا ہے۔“

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿وَمَا تَشَآءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝﴾

(الدھر: ۳۰)

”اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے، یقیناً اللہ ہمیشہ سے سب کو جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔“

بحار الأنوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و إحياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

فيه ذكر الله (١) .

٣ ـ مكا : حرز لأمير المؤمنين صلوات الله عليه للمسحور والتوابع (٢) والمصروع و السمّ والسلطان والشيطان وجميع مايخافه الانسان ، ومن علّق عليه هذا الكتاب لايخاف اللّصوص والسّارق ولا شيئاً من السباع والحيّات والعقارب وكلّ شيء يؤذي الناس وهذه كتابته :

بسم الله الرّحمن الرّحيم اي كنوش أي كنوش ارشش عطنيطنيطح يامبطرون فريالسنون ما وما ساما سويا طيطشالوش خيطوش مشفقيش مشاصوش او طيمينوش ليطفيتكش هذا وما كنت بجانب الغربي إذ قضينا إلى موسى الأمر وما كنت من الشاهدين أُخرج بقدرة الله منها أيّها اللّعين بعزّة ربّ العالمين ، اُخرج منها وإلاّ كنت من المسجونين ، اُخرج منها فما يكون لك أن تتكبّر فيها ، فاخرج إنّك من الصّاغرين ، اُخرج منها مذموماً مدحوراً ملعوناً كما لعن أصحاب السّبت وكان أمر الله مفعولا ، اُخرج ياذوي المحزون ، اُخرج ياسورا سورا بالاسم المخزون يامبطرون طرحون مراعون تبارك الله أحسن الخالقين ياهيا شراهيا أحيا قيّوماً بالاسم المكتوب على جبهة إسرافيل أطرد عن صاحب هذا الكتاب كلّ جنّي وجنّية وشيطان وشيطانة وتابع وتابعة وساحر وساحرة ، وغول وغولة ، و كلّ متعبّث وعابث يعبث بابن آدم ولاحول ولا قوّة إلاّ بالله العليّ العظيم ، وصلّى الله على محمّد وآله الطيّبين الطاهرين :

[illegible]

حرز زين العابدين عليه السلام :

بسم الله الرّحمن الرّحيم بسم الله وبالله ، سددت أفواه الجنّ والانس والشياطين

(١) قرب الاسناد ص ٧٠ و ٧١ .
(٢) جمع تابع : الجنّي يتبع الانسان حيث ذهب .

وإن يمسسك الله بضر فلا كاشف له إلا هو وإن يمسسك بخير فهو على كل شيء قدير

مجلسی "بحار الانوار" میں
ایک باب قائم کرتا ہے:

"ائمہ علیہم السلام کے تعویزات"
اس کے بعد کئی تعویز نقل کرتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے:
((بسم اللہ الرحمن الرحیم
ای کنوش ای کنوش ارشش عطنیطنیطح یا میططرون فریا لسنون ما وما ساما سویا طیطشالوش خیطوش مشفقیش مشاصعوش او طیعینوش لیطفیتکش هذا هذا..... الخ))
جو کہ غیر واضح بے ہودہ اور بے معنی کلام ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالی نے تو فرمایا ہے:

﴿وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الانعام: ١٧)
"اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

الروضة من الكافي — محمد بن يعقوب الكليني — دار الكتب الإسلامية طهران — الخامسة ١٣٧٥ هـ

يكلّفه أحداً من خلقه كلّفه أن يخرج على الناس كلّهم وحده بنفسه إن لم يجد فئة تقاتل معه ولم يكلّف هذا أحداً من خلقه قبله ولا بعده، ثمّ تلا هذه الآية «فقاتل في سبيل الله لا تكلّف إلّا نفسك[1]» ثمّ قال: وجعل الله أن يأخذ له ما أخذ لنفسه[2] فقال عزّ وجلّ: «من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها[3]» وجعلت الصلاة على رسول الله ﷺ بعشر حسنات[4].

٤١٥ ـ عنه، عن عليّ بن حديد، عن منصور بن روح، عن فضيل الصائغ[5] قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: أنتم والله نور في ظلمات الأرض والله إنّ أهل السماء لينظرون إليكم في ظلمات الأرض كما تنظرون أنتم إلى الكوكب الدرّيّ في السماء وإنّ بعضهم ليقول لبعض: يا فلان عجباً لفلان كيف أصاب هذا الأمر وهو قول أبي عليه السلام والله: ما أعجب ممّن هلك[6] كيف هلك ولكن أعجب ممّن نجا كيف نجا.

[illegible]

[illegible]

(١) النساء: ٨٣.
(٢) أي يأخذ بالعهد من الخلق في مضاعفة الاعمال له صلى الله عليه وآله مثل ما أخذ في المضاعفة لنفسه أو يأخذ العهد بتعظيمه مثل ما أخذ لنفسه.
(٣) الانعام: ١٥٩.
(٤) «جعلت الصلاة» يحتمل وجهين: الاول أن يكون المراد أنه جعل تعظيمه والصلاة عليه من طاعاته التي يضاعف لها الثواب عشرة أضعافها. والثاني أن يكون المراد أنه ضاعف لنفسه الصلاة لكونها عبادة له عشرة أضعاف ثم ضاعفها له صلى الله عليه وآله لكونها متعلقة به لكل حسنة عشرة أضعافها فصارت للصلاة مائة حسنة. (آت)
(٥) استظهر الاردبيلي ـ رحمه الله ـ في جامع الرواة أنه فضيل بن عثمان المرادي.
(٦) ذلك لكون أكثر الخلق كذلك ودواعي الهلاك والضلال كثيرة (آت)
(٧) ذلك أي في بروجها أو مساذاة كواكبها. (آت).

والله تعالى يقول: وما تدري نفس ماذا تكسب غدا

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب ”الروضة من الکافی“ میں
شیعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

”یہ زمین کے اندھیروں میں روشنی ہیں۔“

پھر ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول نقل کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

”جس شخص نے اس وقت سفر کیا یا نکاح کیا جب چاند عقب برج میں ہوا تو وہ اچھی چیز نہیں دیکھے گا۔“

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ (لقمان: ٣٤)

”اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائی کرے گا۔“

احسّت بـالطلق وهي في الكعبـة إنسدّت أبوابها ولم تقـدر على الخروج حتّى وضعت عليّاً سلام الله عليـه . لعلّ في هـذه الحادثـة الغريبـة أسراراً ورمـوزاً اجلها واجلاها انّ الله سبحانه كأنّه يقول : أيّتها الكعبة إنّي سـأطهّرك من رجس الأوثان ، والأنصاب والأزلام بهذا المولود فيك ، وهكذا كان فإنّ النبيّ (ص) دخلها عام الفتح والأصنام معلّقة على جدرانهـا ولكلّ قبيلة من قبـائل العـرب صنم ، فاصعد عليّاً (ع) على منكبه وصار يحطمها ويرمي بهـا إلى الأرض ؛ والنبي (ص) يقول : ﴿ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً ﴾[١] وقد نظم الشافعي هذه الفضيلة بأبيات تنسب له ؛ يقول في آخرها :

وعـلـيّ واضـع أقـدامـه في مـحـلّ وضـع الله يـده[٢]

فإنّ النبيّ (ص) كان يحدّث عن المعراج قائلاً : إنّ الله عزّ شأنه وضع يده على كتفي حتّى احسـت بردها على كبدي .

وفي ولادته رمز آخر لعلّه أدقّ وأعمق : وهو أنّ حقيقة التوجّـه إلى الكعبة هو التوجّه إلى ذلك النـور المتولّـد فيها ، ولـو أنّ القصد مقصـور على محض التوجّه إلى تلك البنية وتلك الأحجار لكان أيضاً نوعاً من عبادة الأصنام (معـاذ الله) ولكن التنـاسب يقضي بأنّ البـدن وهو تـراب يتوجّـه إلى الكعبة التي هي تراب ؛ والروح الّتي هي جوهر[٣] مجرّد تتوجّه إلى النور المجرّد ، وكلّ جنس

(١) سورة ١٧ آية : ٨٤ .

(٢) أنظر إلى الإرشاد للديلمي (ره) ج ٢ ص ٢٥ ط النجف ولكنه نسبه إلى بعض الشعراء ولم يسمه . وذكر في أشعاره قبل هذا البيت ما أشار إليه شيخنا الإمام (ره) بقوله . « إن النبي (ص) كان يحدث عن المعراج الخ » .

(٣) الجوهر على خمسة أقسام : لأنه أما محل فهو الهيولى وأما حال فهو الصورة وأما مركب منهما فهو الجسم وأما أن يتعلق البدن تعلق التدبير والتصرف فهو النفس (الروح) وإلا فهو العقل .
والعرض منحصر في المقولات التسع على المشهور :
الأول : الكم وهو الذي يقبل القسمة لذاته كالجسم والسطح والخط وهو قسمان : متصلة إن كان بين الأجزاء حد مشترك كالنقطة . ومنفصلة إن لم يكن بين أجزائه حد مشترك كالعدد ، والمتصلة أما قار الذات فكالخط والسطح والثخن اي الجسم التعليمي . واما غير قار الذات فهو الزمان فانه كم متصل بذاته وان عرض له العدد فيصير كمّاً منفصلاً بالعرض من حيث انه قد يقسّم إلى ساعات وأيام وشهور واعوام .

سوال : هل كان النبي عليه الصلاة والسلام يتوجه للكعبة من اجل علي رضي الله عنه ؟؟

محمد الحسین آل کاشف الغطاء

اپنی کتاب "جنة الماوٰی" میں

کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"(یہ بات واضح رہے کہ شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے) کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حقیقت دراصل اس نور کی طرف منہ کرنا ہے جو اس میں پیدا ہوا ہے، کیوں کہ اگر اس سے مقصود ان عمارتوں اور پتھروں کی طرف منہ کرنا ہوتا پھر تو یہ بتوں کی عبادت کی ایک قسم ہے (معاذ اللہ) لیکن یہاں مناسبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بدن مٹی اور کعبہ کی طرف منہ اس لیے کیا کہ وہ بھی مٹی سے بنا ہے۔ اور روح جو ہر مجرد ہے اور وہ نور مجرد کی طرف ہی متوجہ ہوتی ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہاں ایک سوال ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے؟"

تیسری فصل

آئمہ میں غلو

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے تمام صالحین سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اس میں انبیاء، ملائکہ اور اولیاء سب برابر ہیں۔ یہ نورانی محبت آسمان تک پہنچتی ہے کیوں کہ حکم الٰہی ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوش نودی میں چکر لگاتی ہے، صالحین میں سے بہترین لوگ انبیاء و رسل، آل بیت، صحابہ اور امت کے علماء ربانی ہیں۔ ان سے محبت کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان کی محبت میں غلو کرنے سے ہمیں منع فرمایا ہے اور ان کے لیے کسی قسم کی عبادت کرنے سے بھی روکا ہے۔

ان سے محبت یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ اس طریقہ میں جمع ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقرر کیا ہے اور اس رسی کو مضبوطی سے تھام لیں جس کو انھوں نے تھاما تھا۔ یقیناً وہ رسی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

ہم ان سے کیسے دعا کر سکتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس اکیلے سے دعا کریں فرمان الٰہی ہے:

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (الغافر: ٦٥)

''وہی زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سواسے پکارو، اس حال میں کہ اسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہو۔''

اور ان سے کیسے مدد طلب کر سکتے ہیں جب کہ ہم ہر نماز میں اس کا رد کرتے ہیں:

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ (الفاتحہ: ٤)

''ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔''

چناں چہ ہم اسی اکیلے سے سختی، تنگی، مشکل اور آسانی کے وقت مدد مانگتے ہیں۔ اور یہی استعانت کی حقیقت ہے۔

ہم کیسے ان ائمہ کے لیے نذر و نیاز اور جانور ذبح کر سکتے ہیں اور کیسے ان کے لیے طواف کر سکتے ہیں جب کہ یہ خود اس کو حرام کہتے اور اس سے منع کرتے تھے؟

مزید یہ کہ ان کی محفل میلاد منعقد کرنے اور یوم وفات کے وقت تعزیہ قائم میں محبت نہیں ہے، کیوں کہ نہ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ہے نہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے میلاد کی مناسبت سے کوئی محفل قائم کی ہے یا اسراء و معراج کی مناسبت سے کوئی محفل قائم کی ہے، پھر نہ صحابہ و اہل بیت نے اور نہ ہی تابعین عظام نے ایسا کچھ کیا ہے ہمارے لیے تو ان میں اسوہ حسنہ ہے۔

ان کی محبت ان کی قبروں اور قبوں کی تعظیم میں نہیں ہے اور یہ محبت ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کچھ نہیں کیا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھے جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے ان کی کوئی ایسی قبر نہیں بنوائی جن کی زیارت کی جائے، نہ کوئی محفل منعقد

کروائی اور نہ تعزیہ نکلوایا اور ہر قسم کی ہدایت تو نبی ﷺ کی اتباع میں ہے۔

بلکہ اس قسم کے فعل سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور یہی بات کافی ہے کہ جس نے یہ کام کیا یا اسے اچھا سمجھا تو گویا کہ وہ دین کو مبہم قرار دیتا ہے کہ وہ نامکمل ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ۳)

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔''

گویا یہ انسان کہتا ہے کہ دین کامل نہیں ہے، بلکہ قبروں کا طواف کرنا واجب ہے اگرچہ اس کی طرف نبی ﷺ نے رہنمائی نہیں بھی فرمائی اور نہ قرآن نے رہنمائی کی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے:

﴿وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (حج: ۲۹)

''اور اس قدیم گھر کا خوب طواف کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ کسی قبر یا مزار وغیرہ کا طواف کریں۔

یقیناً یہ اللہ کی شریعت ہے لہٰذا اس شریعت کا عقلی مغالطوں کے ساتھ یہ معارضہ اس لیے کرتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے عوام دھوکا دے سکیں۔ اسی لیے باطل احادیث سے استدلال کرتے ہیں یا ہر جگہ من گھڑت تاویلات پر احادیث کو محمول کرتے ہیں۔

اے میرے بھائی! شاید کہ آپ اپنی آنکھوں سے پڑھ کر اس کے درمیان اور نبی

کریم ﷺ کے طریقے و اہل السنہ کے عقیدے کے درمیان فرق پہچان لیں چلیے آپ اپنے دل سے اس دستاویزات کو پڑھیں پھر اس کے اور قرآنی آیات کے درمیان مقابلہ کرتے ہوئے فیصلہ کریں۔

عدم امكان تشكيل تلك الحكومة ، فالولاية لا تسقط ، لان الفقهاء قد ولاهم الله ، فيجب على الفقيه ان يعمل بموجب ولايته قدر المستطاع ، فعليه ان يأخذ الزكاة والخمس والخراج والجزية ان استطاع ، لينفق كل ذلك في مصالح المسلمين وعليه ان استطاع ان يقيم حدود الله . وليس العجز المؤقت عن تشكيل الحكومة القوية المتكاملة يعني بأي وجه ان نتزوي بل ان التصدي لحوائج المسلمين ، وتطبيق ما تيسر تطبيقه فيهم من الاحكام ، كل ذلك واجب بالقدر المستطاع .

الولايـة التكوينيـة :

وثبوت الولاية والحاكمية للامام (ع) لا تعني تجرده عن منزلته التي هي له عند الله ، ولا تجعله مثل من عداه من الحكام . فان للامام مقاما محمودا ودرجة سامية وخلافة تكوينية تخضع لولايتها وسيطرتها جميع ذرات هذا الكون . وان من ضروريات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ، ولا نبي مرسل . وبموجب ما لدينا من الروايات والاحاديث فان الرسول الاعظم (ص) والائمة (ع) كانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقين ، وجعل لهم من المنزلة والزلفى ما لا يعلمه الا الله . وقد قال جبرئيل ــ كما ورد في روايات المعراج ــ : لو دلوت انملة لاحترقت . وقد ورد عنهم (ع) : ان لنا مع الله حالات لا يسعها ملك مقرب ولا نبي مرسل . ومثل هذه المنزلة

— ٥٢ —

هذا كلام خميني الذي رضي به كل من سكت عنه من الشيعة : فهل يوافق كتاب الله ؟

امام خمینی
اپنی کتاب "حکومت اسلامیہ" میں
ولایت تکوینیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"امام کے لیے ایک مقام محمود، بلند درجہ اور تکوینی خلافت ہوتی ہے کہ اس کی ولایت اور سلطنت کے آگے اس کائنات کے تمام ذرات جھک جاتے ہیں اور ہمارے مذہب کی ضرریات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کا ایک بلند مقام ہے کہ جسے نہ مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی اور رسل۔"

آگے چل کہ کہتا ہے:

"ان ائمہ سے مروی وہ کہتے ہیں:

" یقیناً اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے کچھ حالات ہوتے ہیں کہ جو نہ کسی مقرب فرشتے کے لائق ہے اور نہ کسی نبی اور رسل کے لائق ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ خمینی کا وہ کلام ہے کہ جس کے ساتھ شیعہ میں سے ہر اس شخص نے اس پر خاموش رہ کر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔
کیا یہ بات کتاب اللہ کے مطابق ہے؟"

تفسير فرات الكوفي — فرات بن إبراهيم الكوفي — مؤسسة الطباعة والنشر — إيران — الثانية ١٤١٦ هـ

٣٧ ـ فرات قال: حدثني جعفر بن محمد الفزاري قال: حدثنا أحمد بن ميثم الميثمي قال: حدثنا أحمد بن محرز الخراساني عن [ر: قال: حدثنا] عبدالواحد بن علي قال: قال أمير المؤمنين [علي بن أبي طالب. ر] عليه السلام أنا أؤدي من النبيين إلى الوصيين ومن الوصيين إلى النبيين، ومابعث الله نبياً إلّا وأنا أقضي دينه وأنجز عداته، ولقد اصطفاني ربي بالعلم والظفر، ولقد وفدت إلى ربي اثني عشر وفادة فعرفني نفسه

ثم قال: ياقنبر مَنْ على الباب [ب: بالباب]؟ قال: ميثم التمار، ماتقول ان احدثك فان أخذته كنت مؤمناً وإن تركته كنت كافراً؟ [ثم. أ] قال: أنا الفاروق الذي أفرق بين الحق والباطل، أنا أدخل أوليائي الجنة وأعدائي النار، أنا قال الله (هل ينظرون إلا أن يأتيهم الله في ظلل من الغمام والملائكة وقضي الأمر وإلى الله ترجع الأمور).

بَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ موسىٰ وآلُ هارون ٢٤٨

٣٨ ـ ٢٩ ـ فرات قال: حدثني علي بن محمد الزهري قال: حدثني القاسم بن

---

٣٧. في سند هذه الرواية اختلاف بين النسخ ففي (أ) جعل أحمد بن محرز شيخاً لفرات ثم كرره في محله وفي (ر) جعله شيخاً لفرات دون تكرار وفيه قال أحمد بن ميثم. هذا والمثبت من (ب) وذلك لأن الفزاري من شيوخ فرات المعروفين ولايروى عنه بواسطة والتكرار في (أ) غير صحيح وسند (ر) ناقص كما هو واضح.

٣٨. وأخرجه محمد بن العباس عن علي بن محمد الجعفي عن أحمد بن القاسم عن علي بن محمد بن مروان عن أبيه ما يقرب منه على ماذكره شيخنا الوالد في نهج السعادة ج ٢٤٣ ط ١ نقلاً عن البحار ١٢٧/٧.

وقد أخرج صدر هذه الرواية حديث النبي جمع من المحدثين والحفاظ منهم أحمد في المسند والفضائل والحاكم في المستدرك والروياني وابن المغازلي والبخاري في تاريخه وأبوجعفر القاضي في المناقب ح ١١٩ و ١٢٥ وانظر ح ٦٦٦ من ترجمة أميرالمؤمنين من تاريخ دمشق لابن عساكر ط ٢ تحقيق فضيلة الوالد. وقال الكنجي في الكفاية: هذا سند مشهور.

القاسم بن إسماعيل روى عن الحسن بن علي ويحيى بن المثنى وعنه جعفر بن محمد كما في اسناد الكافي ولم نعثر له على ترجمة وسيأتي في ح ١٣ من سورة الشورى: القاسم بن أحمد يعني ابن إسماعيل.

حفص بن عاصم أوجعفر كما في ح وكما سيأتي لم نجد له ترجمة.

نصر بن مزاحم أبوالفضل المنقري العطار الكوفي سكن بغداد له مصنفات منها كتاب وقعة صفين المطبوع قال النجاشي: مستقيم الطريقة صالح الأمر غيرأنه يروى عن الضعفاء، كتبه حسان. هذا والرواية عن الضعفاء غير قادحة بعدالبناء على تحقيق رواة السند وهولايروى عن الضعفاء فقط بل ←

قال الله تعالى عن نفسه : وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو

فرات بن ابراہیم الکوفی

اپنی کتاب "تفسیر فرات الکوفی" میں

اپنی سند کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتا ہے:

"انھوں نے فرمایا: میں ہی ہوں کہ نبیوں سے وصیوں کی طرف اور وصیوں سے نبیوں کی طرف پیغام پہنچاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر میں ہی اس کے قرض اور وعدوں کو پورا کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم اور کامیابی کے ساتھ چن لیا اور بارہ مرتبہ میں اپنے رب کے پاس گیا ہوں اور اس نے اپنی پہچان کروائی اور مجھے غیب کی کنجیاں عطا فرمائیں۔ میں ہی ہوں اپنے اولیاء کو جنت میں داخل کروں گا اور اپنے دشمنوں کو آگ میں داخل کروں گا اور میں ہی ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾ (البقرة: ٢١٦)

"وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس اللہ بادل کے سائبانوں میں آ جائے اور فرشتے بھی اور کام تمام کر دیا جائے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام: ٥٩)

"اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

قسم ، وهم المفرطون في حقهم ، بعضهم يعتقد ان عليا افضل من محمد ، وبعضهم يعتقد ان عليا قديم ، وجميع الانبياء حتى نبينا محمد مبعوثون ومرسلون من قبله ، وبعضهم يعتقد ان عليا واولاده الاحد عشر يخلقون ويرزقون ، ويحيون ويميتون استقلالا ، وهم مفوضون في جميع ذلك ، يفعلون ما يشاؤون ، ويعملون ما يريدون ، من غير امر بارئهم ، وبعضهم يعتقد انهم شركاء مع الله تعالى في تلك الافعال ، وهؤلاء غلاة ومفوضة رفعوا الائمة عن مراتبهم التي رتبهم الله تعالى فيها ، والغلاة والمفوضة كفرة ملعونون ، مخلدون في نار جهنم ، ولهم عذاب اليم .

وقسم من الناس : مفرطون مقصرون في حقهم قد نزلوهم عن مراتبهم التي رتبهم الله فيها ، فبعضهم انكر فضلهم وجعلهم مساوين مع سائر الخلق ، وقالوا : انهم لا يتمكنون من اي فعل حتى بأمر الله تعالى ، واثبت لهم الجهل والنقص والعجز وغير ذلك من النقائص . وبعضهم لم يثبت لهم الولاية الكلية الالهية فهؤلاء هم المقصرة والمفرطة ، وهم منحرفون عن جادة الحق والصواب ، خارجون عن مذهب الامامية .

أما القاصرون فلضعف بصيرتهم وقصور عقلهم ، وهم ضعفاء الشيعة ، كما في بعض الاخبار ، فربما يرجى لهم النجاة واما المقصرون المعتقدون او المعاندون ، فلا اظن ان الله ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ، بل اعمالهم تكون كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف . نستعيذ بالله من تلك العقيدة الضعيفة الساقطة .

وهل مرتبة الائمة عند الشيعة الاثني عشرية هي الحكم بطهارة بولهم وغائطهم ! ووصفهم بعلم الغيب ؟

الحاج مرزا علی الحائری
اپنی کتاب "عقیدۂ الشیعۃ" میں
بعض گمراہ لوگوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"بعض لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے ان (اماموں) کے حق میں کمی کرتے ہوئے انھیں اس مرتبے سے گرا دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں مرتبہ عطا کیا ہے، بعض لوگوں نے ان کے فضل کا انکار کیا اور انھیں تمام مخلوق کے برابر سمجھ لیا اور کہا: کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو تو یہ کچھ نہیں کر سکتے اور ان کے لیے جہالت، نقص اور عجز کا اثبات کیا ہے۔ بلکہ بعض نے تو ان کے مدفوعات کے نجس ہونے کا حکم لگایا اور ان کے عالم الغیب ہونے کا انکار کیا اور اس کے علاوہ دیگر نقائص کا اثبات کیا۔ اور بعض نے ان کے لیے ولایت کلیہ کا بھی اثبات نہیں کیا تو یہ لوگ مقصرہ اور مفرطہ ہیں اور درست حق راستے سے منحرف ہیں اور مذہب امامیہ سے نکلے ہوئے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا شیعہ اثنی عشریہ کے ہاں ان کے ائمہ کا یہی مرتبہ ہے
کہ ان کا بول و براز پاک ہے اور یہ عالم الغیب ہیں؟"

اليتيمة والدرة الثمينة - السيد هاشم البحراني - تحقيق فارس حسون - الأعلمي للمطبوعات - بيروت الأولى ١٤١٥ هـ

نكتة:

محمّد بن يعقوب: عن عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عليّ بن حديد، عن جميل بن درّاج[1]، قال: روى (لي)[2] غير واحدٍ من أصحابنا أنّه قال[3]: لا تتكلّموا في الإمام، فإنّ الإمام يسمع الكلام وهو[4] في بطن أمّه، فإذا وضعته كتب الملك بين عينيه: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَعَدْلاً لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾[5]، فإذا قام بالأمر وضع[6] له في كلّ بلدة[7] مناراً (من نوره)[8] ينظر منه[9] إلى أعمال العباد.[10]

(١) جميل بن درّاج بن عبدالله أبو علي النخعي، الراوي عن الصادق والكاظم ـ عليهما السلام ـ، كان من وجوه الطائفة موثّقاً.

(٢) ليس في المصدر والبصائر.

(٣) في البصائر: أصحابنا قال.

(٤) في البصائر: وهو جنين.

(٥) سورة الأنعام: ١١٥.

(٦) في المصدر والبصائر: رفع.

(٧) في البصائر: بلد.

(٨) ليس في المصدر.

(٩) في البصائر: وينظر به.

(١٠) الكافي: ١/٣٨٨ ح٦، عنه مدينة المعاجز لأئمة الاثني عشر: ٢٨٩ ضمن معجزة ٤.
ورواه الصفّار في بصائر الدرجات: ٤٣٥ ح١ بإسناده عن أحمد بن محمد.
وفي ص٤٣٦ ح٤ بإسناده عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد عن منصور بن يونس، رواه عن غير واحد من أصحابنا.
وفي ص٤٣٦ ح٦ بإسناده عن أحمد بن الحسين، عن الحسين بن سعيد عن علي بن ←

سبحان الله يسمع وهو في بطن امه ! في اي ملة رايت كهذا ؟؟

سید ہاشم البحرانی

اپنی کتاب "الیتیمة والدرة الثمنیة" میں
اپنے بعض اصحاب سے خبر نقل کرتا ہے کہ انھوں نے کہا:

"تم کسی امام کے بارے میں کلام نہ کرو کیوں کہ امام اپنی ماں کے پیٹ میں بھی ہوتو کلام کو سنتا ہے۔ تو جب اس کی ماں اسے جنم دیتی ہے تو فرشتہ اس کی آنکھوں کے درمیان یہ آیت لکھ دیتا ہے:"

﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۱۵﴾ (الانعام: ۱۱۵)

"اور تیرے رب کی بات سچ اور انصاف کے اعتبار سے پوری ہوگئی، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اور جب وہ قائم بالامر ہوتا ہے تو اس کے لیے ہر شہر میں اس کے نور سے ایک منار رکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"سبحان اللہ! کیا امام ماں کے پیٹ میں ہوتے ہوئے بھی سنتا ہے؟
کون سا ایسا دین ہے جس میں اس طرح کی بات ہو!"

حديث العلم نقطة كثرها الجهال ، وحديث انهم « ع » يعلمون ما كان ٢٩٧ جاءتهم العلم بَغياً بينهم (١) .

الحديث ٢٢٢

ما رويناه بطرق عديدة عنهم عليهم السلام : أنهم يعلمون ما كان ومايكون وما هو كائن ، ويعلمون ما في السماوات وما في الارضين ، وكيف التوفيق بين ذلك وبين قوله تعالى (قُلْ لا يَعلمُ مَن في السماوات و الأرض الغيبَ إلا الله (٢) وقوله تعالى (لا تعلمهم نحن نعلمهم (٣) والتوفيق بينها بوجوه ، الاول : أن الله تعالى هو العالم بالغيب ولكنه يطلع من يشاء على من يشاء من غيبه كما قال تعالى : (وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رُسُله من يشاء (٤) ، الثاني : أن علوم الأنبياء والأئمة عليهم السلام يجوز فيها البداء والتغيير بناءاً على جواز وقوع البداء في إخباراتهم ، وعلمه تعالى ليس فيه تغير أصلاً ، الثالث : أن لهم عليهم السلام حالتين حالة بشرية يجرون فيها مجرى البشر في جميع أحوالهم كما قال تعالى (قل لا أقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب (٥) وقوله تعالى (ولو كنت أعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء (٦) وحالة نورانية ملكوتية أولية تجري عليهم فيها صفات الربوبية واليه اشير في الدعاء : لا فرق بينك وبينهم إلا أنهم عبادك المخلصون .

الحديث ٢٢٣

ما رويناه عنهم أن لكل إنسان تربة خلق منها يرفعها الملك من موضع ما يدفن فيه ، ويلقيها في الرحم فما هذه التربة وكيف يدفن رجل من أقصى بلاد الغرب في أقصى بلاد الشرق ، وكيف دفن آدم ونوح في موضع ونقلا منه الى

(١) سورة آل عمران آية ١٩ .
(٢) سورة النمل آية ٦٥ .
(٣) سورة التوبة آية ١٠١ .
(٤) سورة آل عمران آية ١٧٩ .
(٥) سورة الانعام آية ٥٠ .
(٦) سورة الاعراف آية ١٨٨

سبحانه وتعالى عما يصفون

سید عبداللہ سبر اپنی کتاب "مصابیح الانوار" میں ذکر کرتا ہے:

"ہمیں متعدد طرق سے روایت کیا گیا ہے کہ ائمہ علم ما کان و ما یکون اور جو کچھ حال میں ہو رہا ہے سب کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے اس کا بھی علم رکھتے ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اس میں کیسے تطبیق ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ٦٥) "کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا۔" اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة: ١٠١) "تو انھیں نہیں جانتا، ہم ہی انھیں جانتے ہیں۔" تو ان میں تطبیق کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جسے چاہتا ہے غیب میں سے اسے اطلاع دے دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ١٧٩) "اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ تمھیں غیب پر مطلع کرے اور لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔"

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیاء اور ائمہ کے علوم میں بدائی (ابتداء) اور تغیر جائز ہے اس بنیاد پر کہ ان کی اخبارات میں وقوع بداء جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اصلاً تغیر نہیں ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ان ائمہ علیہ السلام کی دو حالتیں ہوتی ہیں: پہلی حالت بشریت والی ہوتی ہے کہ وہ تمام حالات میں بشریت والے کام کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (الانعام: ٥٠) "کہہ دے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں"..... اور فرمایا: ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف: ١٨٨) "اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔"

دوسری حالت ان کی روحانی، بدزخی اور ولیت (ولی ہونے کی حالت) کی ہوتی ہے جس میں ربوبیت کی صفات ان پر جاری ہوتی ہیں اور دعا میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تیرے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر یہ تیرے مخلص بندے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "اللہ تعالیٰ پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔"

شرح الزيارة الجامعة الكبيرة - أحمد الأحسائي - دار المفيد - بيروت - الأولى ١٤٢٠هـ

يطفح مني. وامّا ما هم عليه من العلم فلا يحتمله غيرهم من جميع الخلق.

وعلى معنى أنّ العَلَم هو الجبل الطّويل يعني في الهواء لعلوّه فيقتدى به في الطّريق المشتبهةِ الأعلام أو العلامات يكون المراد أن الله سبحانه وله الحمد قد علا قدرهم ورفع شأنهم على سائر خلقه فجعلهم بما آتاهم وفضّلهم على العالمين أعلاماً لعباده يهتدون بهم في ظلمات البر والبحر أي في ظلمات الأحكام النّاشئة عن مقتضيات الأجسام والطّبائع وهو البرّ ومقتضيات النّفوس والعقول وهما البحر والمراد أنّهم يهتدى بهم جميع العباد في طرق المعتقدات والأحوال والأعمال في كلّ شيء بل لا حقّ إلاّ منهم ﷺ عند جميع الخلق. وقد تقدّم في أوّل هذا الشّرح أنّهم هم المعلّمون للملائكة تسبيح الله وتهليله وتكبيره وتمجيده. وروي أنّ جبرائيل عليه السلام كان جالساً عند النبي ﷺ فأتى عليّ عليه السلام فقام له جبرائيل فقال ﷺ اتقوم لهذا الفتى فقال أنّ له عليّ حقّ التعليم فقال النبيّ ﷺ وكيف ذلك التّعليم يا جبرائيل؟ فقال: لمّا خلقني الله تعالى سألني من أنت وما اسمُك ومَن أنا وما اسمي، فتحيّرتُ في الجواب ثم حضر هذا الشّابُ في عالم الأنوار وعلّمني الجواب. فقال: قل أنت ربّي الجليل واسمك الجميل وأنا العبد الذليل واسمي جبرائيل ولهذا قمتُ له وعظّمته. فقال النبيّ ﷺ كم عمرك يا جبرائيل؟ فقال: يا رسول الله ﷺ يطلع نجم من العرش في كلّ ثلاثين ألف سنة مرّة وقد شاهدته طالعاً ثلاثين ألف مرّة.

لتأمّل في قول جبرائيل طاوس الملائكة الّذي هو معلّم الرّسل والأنبياء ﷺ فإنّه ما عرف ربّه وما عرف نفسه إلاّ بتعليم الإمام فكيف ما سواه من الملائكة وإذا كانت الملائكة كذلك فكيف سائر الخلق ويجوز أن يُراد بالأعلام العلامات من تفسير ظاهر الظّاهر والمراد منها معالم الطّرق وكل ما يُستدلّ به المارة من جبل أو نصبٍ أو مرود ماء أو بناء أو نجم، لأنهم ﷺ هم علاماتُ الهداية وأدلاء الطّرق الى الله وفي قوله تعالى وعلامات ﴿وبالنّجم هم يهتدون عنهم﴾ نحن العلامات والنّجم رسول الله ﷺ وفي تفسير العيّاشي بسنده عن أحدهما عليه السلام في قوله وعلامات وبالنّجم هم يهتدون قال: هو أمير المؤمنين فهم الأعلام الّذي بهم يهتدي السّائرون وبهم يثبّت الأرض أن تميد بأهلها وعن أبي

الامام يعلم جبريل : ربه واسمه وكيف يعبدالله !!
والوحي ينزل على الأنبياء بواسطته !!

احمد الاحسائی

اپنی کتاب "شرح الذیارۃ الجامعہ الکبیرۃ" میں

کہتا ہے:

"اس شرح کے شروع میں گزر چکا ہے کہ یہ ائمہ فرشتوں کو اللہ کی تسبیح، تحلیل، تکبیر اور تمجید سکھاتے ہیں۔ اور بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ علی علیہ السلام آئے جبریل اس کے لیے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس نوجوان کے لیے کھڑا ہوا ہے؟ جبریل نے کہا: اس کا مجھ پر تعلیم کا حق ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا اے جبریل! یہ کیسی تعلیم ہے؟ جبریل نے عرض کیا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تو مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ میں کون ہوں؟ اور میرا نام کیا ہے؟ میں جواب دینے سے قاصر رہا پھر عالم الانوار میں یہ نوجوان حاضر ہوا اور اس نے مجھے جواب سکھایا۔ چناں چہ اس نے کہا: کہہ، تو میرا رب جلیل ہے اور تیرا نام جمیل ہے اور میں تیرا ذلیل بندہ ہوں اور میرا نام جبریل ہے اس وجہ سے میں اس کے لیے کھڑا ہوا اور اس کی تعظیم کی ہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! عرش کے نیچے ہر تیس ہزار سال میں ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے اور میں نے اس ستارے کا تیس ہزار سال مرتبہ مشاہدہ کیا ہے۔

چناں چہ جبریل کی بات پر غور کرو جو رسل اور انبیاء کا معلم ہے لیکن اس نے اپنے رب کو اور خود کو امام کی تعلیم کے ساتھ پہنچانا ہے، تو پھر دیگر ملائکہ کا کیا حال ہوگا اور جب فرشتوں کا یہ حال ہے تو پھر دیگر مخلوقات کا کیا حال ہے؟"

صاحب کتاب کہتا ہے: "امام وہ ہے جو جبریل کو اس کے رب اور اس کے نام کی تعلیم دیتا ہے اور وہ کہے اللہ کی عبادت کرنا ہے!!! حالاں کہ انبیاء پر وحی جبریل کے واسطے سے نازل ہوتی ہے۔"

عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن سنان، عمّن حدّثه، عن عبدالرحيم القصير قال: ابتدأني أبو جعفر عليه السلام فقال: أما إنّ ذا القرنين خيّر السحابتين فاختار الذّلول و ذخر لصاحبكم الصعب، فقلت: و ما الصعب؟ فقال: ما كان من سحاب فيه رعد وصاعقة وبرق فصاحبكم يركبه أما أنّه سيركب السحاب و يرقى في الأسباب أسباب السماوات السبع والأرضين السبع خمس عوامر واثنتان خرابان[1].

و عنه، عن الحسين بن سعيد، عن عثمان بن عثمان، عن سماعة بن مهران ـ أوغيره ـ عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنّ عليّاً عليه السلام ملك ما فوق الأرض و ما تحتها فعرضت له سحابتان إحداهما السهلة والأخرى الذّلول و كان في الصعبة ملك ما تحت الأرض، وفي الذلول ملك ما فوق الأرض فاختار الصعبة على الذّلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلاثاً خراباً وأربعة عوامر[2].

و عنه، عن محمّد بن سنان، عن أبي خالد القماط؛ وأبي سلام النخّاس، عن سورة بن كليب، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال: أما إنّ ذا القرنين قد خيّر السحابتين فاختار الذّلول وذخر لصاحبكم الصعب قال: قلت: و ما الصعب؟ فقال: ما كان من سحاب فيه رعد أو صاعقة أو برق فصاحبكم يركبه أما أنّه سيركب السحاب و يرقى في الأسباب أسباب السماوات السبع و الأرضين السبع خمس عوامر و اثنان خراباً ـ تمّ الخبر و كمل ـ[3].

أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية ابن عمّار، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: في غزوة الطائف دعا عليّاً عليه السلام فناجاه فقال الناس وأبو بكر وعمر: انتجاه دوننا، فقام النبيّ صلى الله عليه وآله في الناس خطيباً فحمدالله وأثنى عليه: ثمّ قال: أيّها الناس أنتم تقولون: إنّي انتجيت عليّاً

(١) رواه الصفار ـ سره ـ في البصائر الجزء الثامن. و نقله المجلسي ـ في البحار ج ١٣ ص ١٨٣.
(٢) رواه الصفار في البصائر الجزء الثامن الباب الخامس عشر.
(٣) رواه الصفار في البصائر الجزء الثامن الباب الخامس عشر الا أن فيه «عن أبي خالد، و ابو سلام عن سورة» و هكذا في البحار ج ١٣ ص ١٨٣ و هو تصحيف. و لكن في المجلد الخامس ص ١٦١ «عن أبي خالد وأبي سلام عن سورة».

تأمل ايها المنصف هذا واقرا معي ﴿ وهو الذي يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته حتى اذا اقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد ميت فانزلنا به الماء ﴾
وقوله تعالى: ﴿ الله الذي يرسل الرياح فتثير سحابا فيبسطه في السماء كيف يشاء ﴾

شیخ مفید اپنی کتاب "الاختصاص" میں
امیرالمومنین (علی رضی اللہ عنہ) کے مناقب بیان کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

"ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ذوالقرنین کو دو بادلوں کا اختیار دیا گیا تو اس نے آسان بادل کو اختیار کر لیا اور مشکل کو تمھارے ساتھی کے لیے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا: مشکل (بادل) سے کیا مراد ہے؟ تو اس نے کہا: جو بھی بادل کہ جس میں کوئی کڑک بجلی اور چمک ہو تو تمھاری ساتھی اس میں سوار ہو گا چناں چہ بادل نے اسے سوار کیا اور ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں چڑھ دوڑا پانچ زمینیں آباد تھیں اور دو خراب۔"

دوسری سند سے بیان کرتا ہے کہ "ابو جعفر علیہ السلام نے کہا: کہ علی علیہ السلام زمین کے اوپر اور نیچے جو کچھ ہے ان سب کا مالک ہے اس کے لیے دو بادل پیش کیے گئے ان میں ایک آسان بادل تھا اور دوسرا مشکل اور مشکل والے بادل میں زمین کے نیچے کی بادشاہت تھی اور آسانی والے بادل میں زمین سے اوپر کی بادشاہت تھی تو علی رضی اللہ عنہ نے مشکل والے بادل کو اختیار کیا تو وہ بادل اسے لے کر ساتھ زمینوں پر گھوما تو علی رضی اللہ عنہ نے تین زمینوں کو خراب پایا اور چار کو آباد۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: اے صاحب منصف! میرے ساتھ یہ آیت پڑھیں: فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ﴾ (الاعراف: ٥٧) "اور وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے بھیجتا ہے، اس حال میں کہ خوش خبری دینے والی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل اٹھاتی ہیں تو ہم اسے کسی مردہ شہر کی طرف ہانکتے ہیں، پھر اس سے پانی اتارتے ہیں۔" اور دوسری جگہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ﴾ (الروم: ٤٨) "اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں، پھر وہ اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسے چاہتا ہے۔"

شجرة طوبى | محمد مهدي الحائري | الأعلمي للمطبوعات | بيروت | الأولى | ١٤٠٨ هـ

سيد الشهداء (ع) قال كنت مع أبي أمير المؤمنين (ع) يوماً على الصفا ... على وجه الأرض في الصفا فوقف مولاي بازائه وقال السلام عليك أيها الدراج ... وعليك السلام ورحمة الله وبركاته يا أمير المؤمنين فقال أيها الدراج ما تصنع في هذا المكان فقال يا أمير المؤمنين أنا في هذا المكان منذ ... أسبح الله وأقدسه وأحمده وأهلله وأكبره وأعبده حق عبادته فقال (ع) إن هذا الصفا لا مطعم فيه ولا مشرب فمن أين مطعمك ومشربك فقال يا مولاي وحق من بعث ابن عمك بالحق نبياً وجعلك وصياً أني كلما جعت دعوت الله لشيعتك ومحبيك فأشبع وإذا عطشت دعوت الله على مبغضيك وظالميك ومنتقصيك فاروي وهذه أي الدراج احدى الطيور التي تلعن مبغضي علي (ع) ومن الطيور التي تلعن مبغضي علي (ع) القنابر كما قال رسول الله أن لله خلقاً ليسوا من ولد آدم يلعنون مبغضي علي بن أبي طالب عليه السلام قال أنس من هم يا رسول الله قال هم القنابر ينادون في الأسحار على رؤوس الأشجار ألا لعنة الله على مبغضي علي بن أبي طالب بسم الله الرحمن الرحيم والسلام على عباده الذين اصطفى ولا ينحصر لعنها على مبغضي علي (ع) وأيضاً تلعن قاتل الحسين وأيضاً من الطيور التي تلعن قتلة الحسين (ع) الحمام الراعبية كما في الكامل عن داود بن فرقد قال كنت جالساً في بيت أبي عبدالله الصادق عليه السلام فنظرت الى حمام الراعبي يقرقر طويلاً فنظر الي أبو عبدالله (ع) فقال يا داود أتدري ما يقول هذا الطير قلت لا والله جعلت فداك قال تدعو على قتلة الحسين عليه السلام فاتخذوه في منازلكم ... [illegible]

(المجلس الرابع عشر)

إني أرى رقم البلا في قرن رأسك قد نزل
وأراك تعثر دائماً في كل يوم بالعلل
والشيب والعلل الكثيرة من علامات الأجل
فاعمل لنفسك أيها المغرور في وقت العمل

حتى الطيور نالها الكذب والبهتان !!

محمد مہدی الحائری اپنی کتاب "شجرۃ طوبیٰ" میں بیان کرتا ہے:

"سیدالشہداء علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ایک دن صفا پہاڑی پر امیر المومنین علیہ السلام (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا۔ وہاں ایک تیتر تھا جو صفا میں زمین کی سطح پر تھا تو میرے مولا اس کے سامنے کھڑے ہوگئے اور کہا اے تیتر! تجھ پر سلام ہو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین! امیر المومنین نے کہا: اے تیتر! تو اس جگہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا: امیر المومنین! میں یہاں چار سو سال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس، تحمید، تعلیل، تکبیر اور اس کی عبادت کا جو حق ہے وہ عبادت کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ صفا ایسی جگہ ہے کہ اس میں پینے کی چیز ہے اور نہ کھانے کی پھر تو کہاں سے کھاتا اور پیتا ہے؟ اس نے کہا اے میرے مولا! اس حق کی قسم! جس نے تیرے چچازاد کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اور تجھے وصی بنایا، مجھے جب بھوک لگتی ہے تو میں تیرے شیعہ اور تیرے محبین کے لیے دعا کرتا ہوں تو سیر شکم ہو جاتا ہوں اور جب مجھے پیاس لگتی ہے تو میں تیرے ساتھ بغض رکھنے والوں، ظالموں اور نقص نکالنے والوں کے خلاف بددعا کرتا ہوں تو سیر ہو جاتا ہوں۔

یہ ان پرندوں میں سے ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر لعنت کرتے ہیں اور جو پرندے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں وہ چھوٹی چڑیاں ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جو اولاد آدم سے نہیں ہے جو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مبلغین پر لعنت بھیجتی ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: وہ چھوٹی چڑیاں ہیں جو سحری کے وقت درختوں پر بیٹھ کر کہتی ہیں۔ خبردار! علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں پر لعنت ہو والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اور ان کی لعنت صرف علی رضی اللہ عنہ کے مبلّغین پر منحصر نہیں ہے بلکہ قاتلین حسین علیہ السلام پر لعنت کرتے ہیں۔

جو پرندے قاتلین حسین پر لعنت کرتے ہیں وہ خاکستری کبوتر ہیں جیسا کہ "کامل" میں ہے کہ داؤد بن فرقد کہتے ہیں میں ابوعبداللہ صادق علیہ السلام کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے خاکستری کبوتر دیکھا کہ دیر تک آواز نکال رہا تھا۔ ابوعبداللہ نے میری طرف دیکھا اور کہا اے داؤد! کیا تو جانتا ہے کہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ پر فدا ہوں میں نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا: یہ پرندہ قاتلین حسین پر بددعا کر رہا ہے تم انھیں اپنے گھروں میں جگہ دو۔ میں کہتا ہوں گویا میں فاطمہ صغریٰ جو حسن کی بیٹی ہیں کو دیکھ رہا ہوں جو پرندوں کی بولیاں جانتی تھیں وہ اس طرح کہ جب انھوں نے گھر کی دیوار پر ایک کوا خون میں لت پت دیکھا تو وہ کہنے لگیں: کوا تھک گیا ہے۔ میں نے کہا اے کوے تجھ پر افسوس تم کسی کی موت کی خبر دے رہے ہو۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"افسوس احمق کہ پرندے بھی جھوٹ اور بہتان سے نہ بچے ان پر بھی جھوٹ اور بہتان لگا دیا گیا۔"

المفضّل أيقيم في مكّة ؛ قال لا ولكن ينصب عليهم خليفة من أهل بيته فاذا خرج من مكّة قصد أهل مكّة الى خليفته فقتلوه ، فيرجع المهدي عليه السلام اليهم ويخوّفهم العقوبات فيتوبون فينصب عليهم خليفة منهم ، فاذا خرج من مكّة عمدوا اليه ايضا فقتلوه ؛ ثمّ انّ المهدي عليه السلام يرسل اليهم عساكر من الجنّ والنقباء فمن آمن تركوه ومن أبى قتلوه وما يؤمن به من مأة واحد ؛ قال له المفضّل ياسيّدي أين يكون منزل المهدي ومحلّ إجتماع المؤمنين معه ، قال انّ سرير ملكه يكون بلد الكوفة ومجلسه وموضع حكمه مسجدها ؛ ومكان بيت المال وقسمة الغنائم مسجد السهلة ، وموضع إنفراده وتزاهته النجف الأشرف. قال له المفضّل يكون جميع المؤمنين في الكوفة؛ قال بلى والله مامن مؤمن الاّ وهو امّا فيها اوفي قربها اويكون قلبه مائلا اليها ، ويكون قيمة الأرض منها قيمة موضع كلّ شاة ألف درهم ، ويكون سعة بلدها ثمانية عشر فرسخا . وتتّصل قصورها بأرض كربلا ويكون كربلا ملجأ للمؤمنين

ثمّ انّه عليه السلام تنفّس فقال يا مفضّل انّ بقاع الأرض تفاخرت ففخرت الكعبة على بقعة كربلا ؛ فأوحى الله عزّ وجلّ اليها أن أسكتي يا كعبة ولاتفخرى على كربلا فانّها البقعة المباركة الّتي قال الله فيها لموسى عليه السلام انّي أنا الله ، وهي موضع المسيح وأمّه وقت ولادته ؛ وانّها الدالية الّتي غسل بها رأس الحسين بن عليّ عليهما السلام ؛ وهي الّتي عرج منها محمّد صلى الله عليه وآله ؛ وقال له المفضّل ياسيّدي يسير المهدي الى أين ، قال الى مدينة جدّي رسول الله صلى الله عليه وآله فاذا وردها كان له فيها مقام عجيب ، يظهر فيه سرور المؤمنين وخزى الكافرين ، قال المفضّل ياسيّدي ماهو ذاك ؟ قال يرد الى قبر جدّه فيقول يامعشر الخلائق هذا قبر جدّي ، فيقولون نعم يامهدي آل محمّد ؛ فيقول ومن معه في القبر فيقولون صاحباه (مصاحباه) وضجيعاه ابوبكر وعمر فيقول عليه السلام وهو اعلم الخلق من ابوبكر وعمر وكيف دفنا من بين الخلق مع جدّي رسول الله صلى الله عليه وآله وعسى ان يكون المدفون غيرهما فيقول الناس يامهدي آل محمّد ماهينا غيرهما وانّهما دفنا معه لأنّهما خليفتاه وآباء زوجتيه فيقول هل يعرفهما أحد فيقولون نعم نحن نعرفهم بالوصف ، ثمّ يقول هل يشكّ احدفي

نعمۃ اللہ الجزائری

اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں

رجعت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''علی رضی اللہ عنہ نے ایک سانس لیا اور کہا: اے مفضل! بے شک زمین کے ٹکڑوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا تو کعبہ نے کربلا کے ٹکڑے پر فخر کیا تو اللہ عزوجل نے اس کی طرف وحی کی اے کعبہ! خاموش ہو جا کربلا پر فخر مت کر، کیوں کہ یہی مبارک ٹکڑا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ''میں اللہ ہوں۔'' اور یہ وہی جگہ ہے جہاں مسیح علیہ السلام کی والدہ نے انھیں جنم دیا تھا۔ اور اسی جگہ کے بارے میں رہنمائی کی گئی ہے جہاں حسین بن علی علیہ السلام کے سر کو دھویا گیا اور اسی جگہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہے: فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾

(آل عمران: ۹۶)

''بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے، بہت با برکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔''

صحيفة الابرار   ميرزا محمد تقي   دار الجيل   بيروت   ١٤١٤ هـ

(ع) اجتمعوا اربعة عشر رجلاً اصحاب العقبة ليلة اربعة عشر من ذي الحجة فقالوا للنبي ﷺ ما من نبي الا وله آية فما آيتك في ليلتك هذه ؟ فقال النبي ﷺ ما الذي تريدون فقالوا ان يكن لك عند ربك قدر فأمر القمر ان ينقطع قطعتين فهبط جبرئيل وقال يا محمد الله يقرئك السلام ويقول لك اني قد امرت كل شيء بطاعتك فرفع رأسه فامر القمر ان ينقطع قطعتين فانقطع قطعتين فسجد النبي صلى الله عليه وآله شكراً لله وسجد شيعتنا ثم رفع النبي رأسه ورفعوا رؤسهم ثم قالوا يعود كما كان فعاد كما كان ثم قالوا ينشق رأسه فامره فانشق فسجد النبي شكراً لله و سجد شيعتنا فقالوا يا محمد حين تقدم اسفارنا من الشام واليمن فنسألهم ما رأوا في هذه الليلة فان يكونوا راوا مثل ما رأينا علمنا انه من ربك وان لم يروا مثل ما رأينا علمنا انه سحر سحرتنا به فانزل الله اقتربت الساعة الى آخر السورة ، هي ، و هو كما ترى مغاير للحديث الاول سنداً ومتناً وهذا مؤيد لما روى عن الثيان عن ابن عباس وابن مسعود ورواه بعض علماء العامة ايضاً من ان شق القمر وقع له ﷺ مرتين وعليه فما قال المحدث الكاشاني في تفسيره بعد ذكر رواية الطبرسي و رواه القمي عن الصادق (ع) بنحو آخر و فيه ما فيه على انه يمكن ان يكون هذا الطلب من اصحاب العقبة قبل ظاهر اسلامهم فلا ينافي رواية طلب المشركين ذلك لكونهم في ذلك الوقت منهم نعم الغريب ما رواه الحسين بن حمدان الحضيني في كتابه الهداية في حديث سقط صدره في نسختي والذي بقي منه هو ان الكفار طلبوا النبي ﷺ ان يأمر القمر فينزل من السماء وينقسم قسمين فيقع قسم على المشعر وقسم على الصفا فقال رسول الله ﷺ اشاكر انوفيت بالعهد فهل انتم موفون بما قلتم انكم تؤمنون بالله ورسوله فقالوا نعم يا محمد وتسامع الناس ثم تواعدوا الى سواد الليل واقبل الناس يهرعون الى البيت وحوله حتى اقبل الليل و اسود وطلع القمر و اتوا النبي ﷺ وامير المؤمنين (ع) ومن آمن معه يصلون خلف رسول الله (ص) ويطوفون بالبيت واقبل ابولهب وابوجهل وابوسفيان على النبي (ص) وقالوا الآن يبطل سحرك وكهانتك وحيلتك هذا القمر اوف بوعدك فقال النبي (ص) قم يا ابا الحسن وقف بجانب الصفا و هرول الى المشعرين و ناد نداء ظاهراً وقل في ندائك اللهم رب هذا البيت الحرام والبلد الحرام وزمزم والمقام ومرسل هذا الرسول التهامي ثم اشر الى القمر ان ينشق و ينزل الى الارض فيقع نصفه الى الصفا ونصفه الى المشعرين فقد سمعت سرنا ونجوانا وانت بكل شيء عليم قال فتضاحك قريش وقالوا ان محمداً يستخدم بعلي لانه لم يبلغ الحلم ولا ذنب له وقال ابولهب اشمتني الله بك يا بن اخي في هذه الليلة فقال رسول الله (ص) اخزه يا من تب الله يديه ولم ينفعه ماله وحوى مقعده في النار فقال ابولهب لافضحنك في هذه الليلة بالقمر وشقه وانزاله الى الارض والا الفت كلامك هذا غداً وجعله سورة وقلت هذا اوحى الله الي في ابي لهب فقال النبي (ص) امض يا علي لما أمرتك واستعذ بالله من الجاهلين وهرول علي صلوات الله عليه من الصفا الى المشعرين ونادى واسمع ودعا بالدعاء فما استتمه حتى كادت الارض ان تسيخ باهلها والسماء ان تقع على الارض فقالوا يا محمد حيث اعجزك شق القمر ابيتنا بسحرك لتفتننا به فقال النبي (ص) ان هان عليكم ما دعوت الله فان السماء والارض لا يهون عليهما ذلك ولا تطيقان سماعه فقفوا باماكنكم و انظروا الى القمر ثم ان القمر انشق نصفين نصف وقع على الصفا ونصف وقع على المشعرين فاضائت دواخل مكة و اوديتها وشعابها وصاح الناس من كل جانب آمنا بالله ورسوله وصاح المنافقون اهلكتنا يا محمد بسحرك فافعل ما شاء فلن نؤمن لك بما جئتنا به ثم رجع القمر

معجزة شق القمر كانت لعلي رضي الله عنه ام للنبي صلى الله عليه وسلم ؟

مرزا محمد تقی اپنی کتاب "صحیفة الابرار" میں شق قمر کا واقعہ ذکر کرتا ہے:

"پہلے اختلاف ذکر کرتا ہے کہ کس کے مطالبے پر یہ واقعہ رونما ہوا پھر ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہتا ہے: کہ کفار نے مطالبہ کیا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوں ایک ٹکڑا مشعرین پر ہو اور دوسرا صفا پہاڑی پر۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) صفا کی طرف اٹھ کھڑا ہو اور مشعرین کی طرف دوڑ کر جا اور اونچی آواز سے منادی لگا۔ اے اللہ! اس حرمت والے گھر، حرمت والے شہر، زمزم، مقام ابراہیم اور اس رسول کو بھیجنے والے رب! پھر چاند کی طرف اشارہ کر کہ ٹکڑے ہو جائے اور زمین پر آجائے، اس کا نصف صفا پر اور نصف مشعرین پر آجائے، تو نے ہماری سرگوشی اور ہمارا راز سن لیا ہے اور تو ہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

راوی کہتا ہے: قریش ہنسنے لگے اور کہنے لگے: محمد، علی کی سفارش ڈلوا رہا ہے کیوں کہ وہ ابھی بالغ نہیں ہوا اور اس کا کوئی گناہ نہیں۔ اور ابولہب نے کہا: اے میرے بھتیجے! اس رات تیرے بارے میں اللہ مجھے خوش کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے شخص! اللہ تجھے رسوا کرے، تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں، تجھے تیرے مال نے نفع نہ دیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔ پھر ابولہب نے کہا: اس رات میں تجھے چاند، شق قمر اور اس کے زمین پر اترنے کی وجہ سے رسوا کروں گا۔ اور تیری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے بارے میں مجھ پر وحی کی تو میں نے اسے سورت بنا دیا۔

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: جس کا میں نے تجھے حکم دیا ہے اسے کر گزر و اور جاہلوں سے اللہ کی پناہ مانگو، تو علی رضی اللہ عنہ صفا سے مشعرین کی طرف دوڑ کر گئے منادی لگائی، بات سنائی اور وہی دعا کی جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ ابھی دعا مکمل نہ ہوئی تھی قریب تھا کہ زمین اپنے رہنے والوں کو لے کر دھنس جاتی اور آسمان زمین پر گر پڑتا تو قریش نے کہا: اے محمد! جب تو شق قمر سے عاجز آ گیا تو ہمارے پاس اپنا جادو لے آیا تا کہ تو ہمیں فتنہ میں ڈال دے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شق قمر کا معجزہ کیا علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھا یا نبی ﷺ کے لیے؟؟"

لمّا قال : « لو شئت لرفعت رجلي هذه فضربت بها صدرابن أبي سفيان بالشام فنكسته عن سريره » ولا ينكرون تناول آصف وصيّ سليمان عرش بلقيس و إتيانه سليمان به قبل أن يرتدّ إليه طرفه ، أليس نبيّنا ﷺ أفضل الأنبياء ووصيّه عليه السلام أفضل الأوصياء ، أفلا جعلوه كوصيّ سليمان ، حكم الله بيننا و بين من جحد حقّنا وأنكر فضلنا . (١)

محمّد بن عليّ قال : حدّثنا أبي ، عن سعد بن عبدالله ، عن الحسن بن موسى ، عن إسماعيل بن مهران ، عن عليّ بن عثمان ، عن أبي الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام قال : إنّ الأنبياء و أولاد الأنبياء و أتباع الأنبياء خصّوا بثلاث خصال : السقم في الأبدان ، و خوف السلطان ، والفقر (٣) .

محمّد بن أحمد العلويّ قال : حدّثنا أحمد بن زياد ، عن عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد ابن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : « ألم تر أنّ الله يسجدله من في السموات ومن في الأرض و الشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر و الدوابّ » . الآية (٤) » فقال : إنّ للشمس أربع سجدات كلّ يوم وليلة قال : فأوّل سجدة إذا صارت [في طرف الأفق حين يخرج الفلك من الأرض إذا رأيت البياض المضيء] (٥) في طول [السماء] قبل أن يطلع الفجر ، قلت : بلى جعلت فداك ، قال : ذاك الفجر الكاذب لأنّ الشمس تخرج ساجدة وهي في

(١) نقله المجلسي -رحمه الله- في البحار ج ٥ ص ٣٦٠ وج ٧ ص ٣٦٤ .
(٢) نقله المجلسي -رحمه الله- في البحار المجلد التاسع ص ٣٧٩ من الاختصاص .
(٣) رواه الصدوق -رحمه الله- في الخصال . ونقله المجلسي -رحمه الله- في البحار ج ١٥ باب شدة ابتلاء المؤمن .
(٤) الحج ١٨ .
(٥) ما بين القوسين كان في احدى النسختين ولم تكن في منقوله في البحار .

شیخ مفید

اپنی کتاب "الاختصاص" میں

ایک روایت نقل کرتا ہے:

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، میں نے کہا: آپ کے شوہر کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا: جبریل علیہ السلام انھیں آسمان کی طرف لے گئے ہیں۔ میں نے کہا: کیوں؟ فرمانے لگیں: فرشتوں کی ایک جماعت کا کسی چیز میں جھگڑا ہو گیا ہے تو انھوں نے کہا آدمیوں میں سے کسی فیصل کو بلا لاؤ تو اللہ تعالیٰ نے ان (فرشتوں) کی طرف وحی کی کہ تم جسے چاہو اختیار کر لو تو فرشتوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اختیار کیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اے عقل مند انسان! آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا معراج کا معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں؟"

صحيفة الابرار : ميرزا محمد تقي : دار الجيل : بيروت : ١٤١٤ هـ

١٤٧

محمد في نفسه بالقتل الطول هذا الحديث كما ترى ينافي سائر الاخبار الواردة في حمل عين رأسه (ع) الى الشام وما ظهر منه في ذلك المقال من الآثار والمعجزات التي طرق سمعك كثير منها في هذا الكتاب وفي جملة مما وصل الينا منها لعدم سعة الكتاب لها وبالجملة التعويل على ظاهر هذا الخبر مستلزم لطرح جم غفير من الاخبار و الروايات المعتبرة المعصومية وغيرها فالاولى تركه في سنبله ورد علمه الى المعصوم (ع) او توجيهه بما لا ينافي سائر الاخبار كأن يقال مثلاً انه قد مضى في الرواية المعصومية ان الرأس الشريف بعد ما حمل الى الشام رد الى الكوفة فيحتمل ان يكون هذه الواقعة قد وقعت عند حملهم له الى الكوفة في المرة الثانية ويعضد التأويل قول ابي عبدالله (ع) في ذلك الحديث صيره الله عند امير المؤمنين (ع) فانه (ع) لم يقل صيروه او دفنوه عند امير المؤمنين (ع) وانما قال صيّره الله اشارة الى ان ذلك كان امراً غيبياً وما كان من عمل اولئك الملاعين (فح) يمكن ان يكون اشارة الى هذه الواقعة اعني حديث الطير ولا ينافي قوله (ع) في الحديث الاخر ايضاً انصرفه مولى لنا فدفنه بجنب امير المؤمنين لان الطير ايضاً من مواليهم ﷺ اذ يحتمل ان يكون ذلك الطير من الملائكة او نفس روحه الشريفة فيكون اشارة الى رفعه الى السماء كما ورد في الاخبار من عدم بقاء اجسادهم ﷺ في الارض وعليه فيمكن ان يراد بالمولى في الخبر الاخر السيدان ارادا الجمع بين الخبرين ولا اعتداد بمعارضة لباقي الروايات التي مرّت آنفاً لعدم استناد شيئ منها الى المعصوم

١٩٨ **الثامن والتسعون** مدينة المعاجز عن ثاقب المناقب عن الباقر (ع) قال حدثني نجاد مولى امير المؤمنين علي بن ابيطالب (ع) قال رأيت امير المؤمنين (ع) يرمي نبالاً و رأيت الملائكة يردّون عليه سهمه فعميت و ذهبت الى مولاي الحسين فذكرت ذلك اليه فقال لعلك رأيت الملائكة تردّ على امير المؤمنين سهمه قلت اجل فمسح يده على عيني فرجعت بصيراً .

٢٠٠ **المأة وعنه** عن عبدالله بن الفضل بن محمد بن هلال عن سعد بن محمد عن محمد بن سلام الكوفي عن احمد بن محمد الواسطي عن عيسى بن ابي شيبة القاضي عن نوح بن درّاج عن قدامة بن زائدة عن ابيه قال **قال علي بن الحسين** (ع) بلغني يا زائدة انك تزور قبر ابي عبدالله (ع) احياناً فقلت انّ ذلك لكما بلغك فقال لي فلماذا تفعل ذلك ولك مكان عند سلطانك الذي لا يحتمل احداً على محبتنا وتفضيلنا وذكر فضائلنا والواجب على هذه الامة من حقنا فقلت والله ما اريد بذلك الا الله و رسوله ولا احفل بسخط من سخط ولا يكبر في صدري مكروه ينالني بسببه فقال والله انّ ذلك لكذلك فقلت والله انّ ذلك لكذلك يقولها ثلثاً و اقولها ثلثاً فقال ابشر ثم ابشر ثم ابشر

وهل هذا يليق بمكانة الملائكة وقد وصفهم الله بقوله :

بل عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون ؟؟

مرزا محمد تقی

اپنی کتاب "صحیفة الابرار" میں

ایک روایت نقل کرتا ہے:

"ابو عبداللہ علیہ السلام نے اسحٰق بن عمار کو بتایا کہ حسین علیہ السلام کے ساتھ پچاس ہزار فرشتے گزرے اس حال میں کہ انھیں قتل کیا جا رہا تھا پھر وہ آسمان کی طرف گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ تم میرے حبیب کے بیٹے کے پاس سے گزرے ہو اور انھیں قتل کیا جا رہا تھا تو تم نے اس کی مدد کیوں نہ کی؟ لہٰذا زمین کی طرف اترو، اس کی قبر کے پاس پراگندہ حالت میں قیامت تک سکونت اختیار کرو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

کیا ایسا کام فرشتوں کے مرتبہ کے لائق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے تو ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝﴾

(الانبیاء: ۲۷،۲۶)

"بلکہ وہ بندے ہیں جنھیں عزت دی گئی ہے۔ وہ بات کرنے میں اس سے پہل نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے ساتھ ہی عمل کرتے ہیں۔"

نور العين في المشي الى زيارة قبر الحسين - محمد الأصطهباناتي - دار الميزان - بيروت - الأولى ١٤١٦هـ

ببغداد كان كمن زار رسول الله وأمير المؤمنين عليهما السّلام إلاّ أنّ لرسول الله وأمير المؤمنين صلوات الله عليهما وآلهما فضلهما ، قال : ثمّ قال لي : من زار قبر أبي عبد الله عليه السّلام بشطّ الفرات كان كمن زار الله فوق كرسيّه [١] .

بيان : الظّاهر أنّ المراد من زيارة الله فوق كرسيّه كنايةً عن نهاية القرب إلى الله والترقّي إلى درجة الكمال [٢] .

(الباب الثّامن عشر)

إنّ من زار الحسين عليه السّلام كان كمن زار الله في عرشه

١ ــ عن زيد الشحّام قال : قلت لأبي عبد الله عليه السّلام : ما لمن زار قبر الحسين عليه السّلام ؟ قال : كان كمن زار الله في عرشه ـ الحديث [٣] .

٢ ــ عن بشير الدهّان ، عن أبي عبد الله عليه السّلام ـ في حديث له ـ قال : يا بشير من زار قبر الحسين عليه السّلام عارفاً بحقّه كان كمن زار الله في عرشه [٤] .

٣ ــ عن زيد الشحّام ، عن أبي عبد الله عليه السّلام قال : من زار قبر الحسين بن عليّ عليه السّلام يوم عاشوراء عارفاً بحقّه كان كمن زار الله في عرشه [٥] .

٤ ــ عن بشير الدهّان قال : سمعت أبا عبد الله عليه السّلام ـ في حديث له ـ : من زار الحسين عليه السّلام يوم عرفة كان كمن زار الله في عرشه [٦] .

---

(١) كامل الزيارات ص ١٤٨ ـ البحار ج ١٠١ ص ٧٦ .

(٢) الخصائص الحسينية ص ١٦٧ .

(٣) كامل الزيارات ص ١٤٧ ـ البحار ج ١٠١ ص ٧٦ ـ المستدرك ج ٢ ص ١٩٠ ـ جامع احاديث الشيعة ج ١٢ ص ٣٥٥ .

(٤) كامل الزيارات ص ١٤٦ ـ البحار ج ١٠٢ ص ٧٧ .

(٥) كامل الزيارات ص ١٧٤ ـ المستدرك ج ٢ ص ٢١١ ـ جامع احاديث الشيعة ج ١٢ ص ٤١٢ ـ الوافي ج ٨ ص ١٩٩ ـ البحار ج ١٠١ ص ١٠٥ .

(٦) كامل الزيارات ص ١٧٢ ـ البحار ج ١٠١ ص ٧٨ ـ المستدرك ج ٢ ص ٢٠٩ ـ جامع احاديث الشيعة ج ١٢ ص ٤٠٧ .

تعالى الله وتقدس سبحانه !

محمد الاصطہاناتی

اپنی کتاب "نور العين فی المشی الی زيارة قبر الحسين" میں باب قائم کرتا ہے:

"جس نے حسین علیہ السلام کی زیارت کی تو وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس نے عرش میں اللہ کی زیارت کی۔" پھر اس کے تحت روایات ذکر کرتا ہے۔

۱۔ زید الشحام نے کہا: اے ابو عبداللہ علیہ السلام! حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے کیا (اجر و ثواب) ہے؟ انھوں نے فرمایا: وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی۔

۲۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے بشیر البرہان سے کہا: اے بشیر! جو حسین علیہ السلام کے حق کو پہچانتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی۔

۳۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہا: جس نے عاشوراء کے دن حسین علیہ السلام کے حق کو پہنچانتے ہوئے ان کی قبر پر زیارت کی تو وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان ساری باتوں سے پاک ہے۔"

علل الشرائع | للصدوق | الأعلمي للمطبوعات | بيروت | الأولى ١٤٠٨ هـ

درهم التي تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتي وأخرج من النار من شئت بعفوي ، فعندها قال علي (ع) أنا قسيم الله بين الجنة والنار .

٣ ـ أبي رحمه الله قال : حدثنا سعد بن عبدالله عن أحمد بن محمد بن عيسىٰ وعبدالله بن عامر بن سعيد ، عن محمد بن سنان ، عن المفضل بن عمر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين (ع) أنا قسيم الله بين الجنة والنار ، وأنا الفاروق الأكبر وأنا صاحب العصا والميسم .

٤ ـ [illegible] رضي الله عنه قال : حدثنا محمد بن [illegible] قال : حدثنا محمد بن الحسين بن أبي الخطاب ، عن [illegible] عن [illegible] بن القاسم الحضرمي ، عن سماعة بن مهران قال : قال أبو عبدالله (ع) إذا كان يوم القيامة وضع منبر [illegible]

٥ ـ أبي رضي الله عنه قال . حدثنا سعد بن عبدالله قال : حدثنا إبراهيم بن محمد الثقفي قال : حدثنا محمد بن داود الدينوري قال : حدثنا منذر الشعراني قال : حدثنا سعد بن زيد قال : حدثنا أبو قبيل ، عن أبي الجارود رفعه إلى النبي (ص) قال : إن حلقة باب الجنة من ياقوتة حمراء على صفائح الذهب فإذا دقت الحلقة على الصفيحة طنّت وقالت : يا علي .

٦ ـ أبي رحمه الله قال : حدثنا سعد بن عبدالله قال : حدثنا أحمد ابن محمد بن عيسى عن العباس بن معروف ، عن عبدالله بن المغيرة الخزاز ، عن أبي حفص العبدي عن أبي هارون العبدي عن أبي سعيد

لمن الحكم يومئذ ؟ قال تعالى :
ثم ردوا الى الله مولاهم الحق الا له الحكم وهو اسرع الحاسبين

الصدوق

اپنی کتاب "علل الشرائع" میں

اپنی سند سے ابوعبداللہ سے بیان کرتا ہے کہ انھوں نے کہا:

"قیامت کے دن ایک منبر رکھا جائے گا جسے تمام مخلوقات دیکھے گی اس پر ایک آدمی کھڑا ہوگا جس کے دائیں اور بائیں ایک ایک فرشتہ کھڑا ہوگا، دائیں طرف والا فرشتہ منادی لگائے گا: اے مخلوق کی جماعت! یہ علی بن ابوطالب صاحب جنت ہے جسے یہ چاہے گا جنت میں داخل کرے گا۔

اور بائیں طرف والا فرشتہ منادی لگائے گا اے مخلوق کی جماعت! یہ علی بن ابی طالب ہے صاحب جہنم ہے یہ جسے چاہے گا جہنم میں داخل کرے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس دن فیصلہ کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ﴾

(الانعام: ٦٢)

"پھر وہ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے، جو ان کا سچا مالک ہے، سن لو! اسی کا حکم ہے اور وہی سب حساب لینے والوں سے زیادہ جلد (حساب لینے والا) ہے۔"

عن العلامة الفاخر محمد باقر المجلسي رحمه الله أنه قال: إنّ أهل الخلاف نقلوا خطبة البيان وبالجملة هذه الدعوى التي ندّعيها عليهم مسلّمة عند العارفين المؤمنين فجميع العجائب والمعاجز والدلائل والعلامات والعبر والآيات، فالمراد بها هم وآياتهم كما قال السجاد عليه السلام في قوله تعالى: ﴿وكانوا بآياتنا يجحدون﴾ وهي والله آياتنا وهذه أحدها وهي والله ولايتنا وأعلى كل آية وأعظمها هم عليهم السلام وهو ما رواه أبو حمزة عن أبي جعفر عليه السلام قال قلتُ له: جعلتُ فداك أن الشيعة يسألونك عن تفسير هذه الآية ﴿عمّ يتساءلون عن النبأ العظيم﴾ قال: ذلك إليّ إن شئت أخبرتهم وإن شئتُ لم أخبرهم ثم قال: لكني أخبرُك بتفسيرها قلتُ ﴿عمّ يتساءلون﴾ قال هي في أمير المؤمنين عليه السلام كان أمير المؤمنين عليه السلام يقول ما لله تعالى آية أكبر مني ولا لله نبأ أعظم مني هـ.

ويجري لآخر الأئمة ما يجري لأوّلهم فهم الآية الكُبرى كما قال تعالى: ﴿لقد رأى من آيات ربّه الكبرى﴾ إذا جعلنا الكبرى مفعول رأى لا صفة لآيات وذلك حين خاطبه اللهُ سبحانه ليلة المعراج بلسان علي عليه السلام فإنّه صلى الله عليه وآله رأى ح أنه ليس لله آية أكبر من علي عليه السلام لأنه صلى الله عليه وآله رأى علياً عليه السلام لساناً علياً في المقام الأعلى ينطق بما أوحى سبحانه على عبده الذي يؤمن بالله وكلماته صلى الله عليه وآله، وذلك وراء ما سمع أيوب من الانبعاث عند المنطق فشكّ وبكى وقوله عليه السلام المخزونة يعني التي لا يعلمها إلاّ اللهُ وهم لأنهم ذلك الاسم المخزون المكنون الذي استقر في ظل الله فلا يخرج منه إلى غيره وذلك الظل هو الولي كما قال عليه السلام السلطان ظلّ الله في أرضه والمراد بعدم خروجه منه إلى غيره أنّه لا يعرفه غيره وأنه لا يكون إلاّ له تعالى ﴿لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يسبّحون الليل والنهار لا يفترون﴾ وأنّه ﴿لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه﴾ أي لا يكون لغير الله فيما مضى منه ومن جميع أحواله ولا فيما يأتي منه ولا من أحواله ويجوز أن يكون المراد به الكناية عن عزّتها فإن الشيء العزيز عند الشخص يخزنه ويصونه عن غيره ولقد قال شاعر في هذا المعنى في محبوبه يبالغ في ستره عن غيره قال:

أخــافُ عليك مــن غيــري ومنّــي ... ومنــك ومــن مكــانــك والــزمــانِ

ولــو أنّــي جعلتــك فــي عيــونــي ... إلــى يــوم القيــامــة مــا كفــانــي

هل علي رضي الله عنه افضل من النبي صلى الله عليه وسلم عندكم ؟
هذا شاهد من كتبكم !!

احمد الاحسائی اپنی کتاب ''شرح الذیارۃ الجامعہ الکبیرۃ'' میں
﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝﴾ کی تفسیر کے ضمن میں ذکر کرتا ہے:

ابوحمزہ نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: میں آپ پہ فدا ہوں۔ شیعہ لوگ آپ سے ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝﴾ کی تفسیر پوچھتے ہیں۔ انھوں نے کہا: یہ مجھ پر ہے چاہوں تو اس کی خبر دے دوں اور چاہوں تو اس کی خبر نہ دوں۔ پھر فرمایا: لیکن میں تجھے اس کی تفسیر بتا دیتا ہوں۔ میں نے کہا: ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝﴾ (سے مراد کون ہے؟) انھوں نے کہا: وہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ سے بڑھ کر کوئی نشانی نہیں تھی اور نہ مجھ سے بڑھ کر اللہ کے لیے کوئی بڑی خبر تھی اور پھر جو بات پہلے ائمہ کے لیے جاری ہوتی ہے وہی بات آخری ائمہ کے لیے جاری ہوتی ہے یہی آیۃ الکبریٰ کا مفہوم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝﴾ (النجم: ۱۸)

''بلاشبہ یقیناً اس نے اپنے رب کی بعض بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔''

(یہ معنی اس وقت ہے) جب ہم ''رای'' کا مفعول ''الکبریٰ'' کو بنائیں نہ کہ ''آیات'' کی صفت۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ معراج کی رات جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علی علیہ السلام کی زباں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا تو آپ نے دیکھا کہ اللہ کے لیے علی علیہ السلام سے بڑھ کوئی آیت نہیں ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام اعلیٰ میں علی علیہ السلام کو بلند زبان میں دیکھا، جس کے ذریعے (علی) وہ بول رہا تھا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے پر وحی کرتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلمات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''کیا تمھارے ہاں علی رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں؟ دیکھو یہ تمھارا بڑی اپنی کتاب شاید ہیں!''

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و الاحياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

شف : من كتاب علي بن محمد القزويني عن التلعكبري عن محمد بن سهل عن الحميري رفعه قال : قال آدم عليه السلام . و ذكر مثله .(١)

[illegible] : بالاسناد إلى الصدوق عن النقاش عن ابن عقدة عن علي بن الحسن [illegible] عن أبيه عن الرضا عليه السلام قال : لما أشرف نوح عليه السلام على الغرق دعا الله بحقنا [illegible] الغرق ، و لما رمي إبراهيم في النار دعا الله بحقنا فجعل الله النار عليه [illegible]

و إن موسى عليه السلام لما ضرب طريقاً في البحر ، دعا الله بحقنا فجعله يبساً (٢)

و إن عيسى عليه السلام لما أراد اليهود قتله ، دعا الله بحقنا فنجي من القتل فرفعه إليه .(٣)

٨ ـ شف : محمد بن علي الكاتب الاصفهاني عن علي بن إبراهيم القاضي عن أبيه عن جده عن أبي أحمد الجرجاني عن عبدالله بن محمد الدهقان عن إسحاق بن إسرائيل عن حجاج عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنه قال : لما خلق الله تعالى آدم و نفخ فيه من روحه عطس فألهمه الله : الحمد لله رب العالمين فقال له ربه : يرحمك ربك ، فلما أسجد له الملائكة تداخله العجب فقال : يا رب خلقت خلقا أحب إليك مني ؟ فلم يجب ، ثم قال الثانية فلم يجب ، ثم قال الثالثة فلم يجب (٥).

ثم قال الله عز و جل له : نعم ، و لولاهم ما خلقتك ، فقال : يا رب فأرنيهم فأوحى الله عز و جل إلى ملائكة الحجب أن ارفعوا الحجب ، فلما رفعت إذا آدم بخمسة أشباح قدام العرش فقال : يا رب من هؤلاء ؟

---

(١) اليقين : ٣٧ .
(٢) في نسخة : سبيلا .
(٣) في نسخة : و رفعه اليه .
(٣) قصص الانبياء : مخطوط .
(٥) في المصدر : ثم قال الثالثة فقال .

هل هناك منزلة اعلى من الرسالة ؟؟ قال تعالى : الله اعلم حيث يجعل رسالته

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الانوار" میں

باب قائم کرتا ہے:

"انبیاء کی دعا ائمہ علیہم السلام کے وسیلے سے قبول کی گئی۔"

"پھر اپنی سند کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے بیان کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب نوح علیہ السلام غرق ہونے لگے تو انھوں نے ہمارے حق کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں غرق ہونے سے بچا لیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو انھوں نے ہمارے حق کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام نے سمندر میں لاٹھی ماری اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق کے وسیلے سے دعا کی تو اللہ نے سمندر کو خشک کر دیا۔ اور جب عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق کے وسیلے سے دعا کی تو اللہ نے قتل سے بچایا اور اپنی طرف اٹھا لیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

کیا رسالت سے بڑھ کر بھی کوئی مرتبہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾ (الانعام: ١٢٤)

"اللہ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔"

بصائر الدرجات محمد بن الحسن الصفار الأعلمي للمطبوعات طهران الثانية ١٣٧٤

ميسر وقلنا له جعلنا الله فداك سمعناك انت تقول كذا وكذا في امر خادمتك ونحن نزعم انك تعلم علما كثيرا ولا ننسبك الى علم الغيب قال فقال لي يا سدير الم تقرء القرآن قال قلت بلى قال فهل وجدت فيما قرأت من كتاب الله قال الذي عنده علم من الكتاب انا اتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك قال قلت جعلت فداك قد قرأت قال فهل عرفت الرجل وهل علمت ما كان عنده علم من الكتاب قال قلت فاخبرني افهم قال قدر قطرة الثلج في البحر الاخضر فما يكون ذلك من علم الكتاب قال قلت جعلت فداك ما اقل هذا قال فقال لي يا سدير ما اكثر من هذا لمن ينسبه الله الى العلم الذي اخبرك به يا سدير فهل وجدت فيما قرأت من كتاب الله عزوجل قل كفى بالله شهيدا بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب قال قلت قد قرأته قلت جعلت فداك قال فمن عنده علم من الكتاب افهم ام من عنده علم الكتاب قال بل من عنده علم الكتاب كله قال فاومى بيده الى صدره قال وعلم الكتاب والله كله عندنا علم الكتاب والله كله عندنا ٠

(١) حدثنا علي ابن اسماعيل عن محمد بن عمرو الزيات عن علي بن ابي حمزة عن ابي بصير قال سمعت ابا عبدالله عليه السلام يقول ان منا لمن يعاين معاينة وان منا لمن ينقر في قلبه كيت وكيت وان منا لمن يسمع كما يقع السلسلة كله يقع في الطست قال قلت فالذين يعاينون ماهم قال خلق اعظم من جبرئيل وميكائيل ٠

(٢) حدثنا محمد بن عيسى عن زياد القندي عمن ذكره عن ابي عبدالله عليه السلام قال قلت كيف يزاد الامام قال منا من ينكت في اذنه نكتا ومنا من يقذف في قلبه قذفا

الم يكتمل الدين في حياة النبي صلى الله عليه وسلم ؟؟
اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا

محمد بن الحسن الصفار

اپنی کتاب "بصائر الدرجات" میں

باب قائم کرتا ہے:

"بے شک یہ ائمہ باتیں بھی کرتے ہیں اور آوازوں کو بھی سنتے ہیں اور ان کے پاس جبریل اور میکائیل سے بڑھ کر شکلوں والے آتے ہیں۔" پھر اپنی سند سے ابوعبداللہ علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہے: انھوں نے کہا: ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اچھی طرح معائنہ کرتے ہیں اور ہم میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کے دل میں بات ڈال دی جاتی ہے کہ اس طرح ہوگا اور اس طرح ہوگا۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جو ایسی آوازیں سنتے ہیں جیسے تھال پر زنجیر کو مارا جائے اور آواز نکلتی ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا: وہ لوگ کون ہیں جن کا یہ خوب معائنہ کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: وہ جبریل اور میکائیل سے بھی بڑی مخلوق ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا نبی ﷺ کی زندگی میں دین مکمل نہیں ہوا؟ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

"آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔"

ينابيع المعاجز - هاشم البحراني - مؤسسة المعرف الإسلامية - ايران قم - الأولى ١٤١٦ هـ

الباب الخامس

أنّ عندهم عليهم السلام علم ما في السماء، وما في الأرض، وعلم ما كان، وعلم ما يكون، وما يحدث بالليل والنهار، وساعة وساعة، وعندهم علم النبيّين عليهم السلام وزيادة

١ ـ محمد بن يعقوب: عن علي بن محمد، عن سهل، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن عبد الكريم، عن جماعة بن سعد الخثعمي[1] أنّه قال: كان المفضّل عند أبي عبدالله عليه السلام، فقال له المفضّل: جعلت فداك، يفرض الله طاعة عبد على العباد ويحجب عنه خبر السماء؟

قال عليه السلام: لا، الله أكرم، وأرحم، وأرأف بعباده من أن يفرض طاعة عبد على العباد ويحجب[2] عنه خبر السماء صباحاً ومساءاً.

وروا‌ه محمد بن الحسن الصفّار: عن محمد بن الحسين، عن أحمد

(١) جماعة بن سعد الجعفي (الخثعمي) الصائغ، روى عن أبي عبدالله عليه السلام، خرج مع أبي الخطاب وقتل. «معجم رجال الحديث: ٤ / ١٤٣».

(٢) في المصدر: ثم يحجب.

وزيـــــادة !!

ہاشم البحرانی
اپنی کتاب "ینابیع المعاجز" میں
باب قائم کرتا ہے:

"ان ائمہ علیہم السلام کے پاس جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا علم ہے جو ہو چکا ہے اس کا علم، جو کچھ ہونے والا ہے اس کا علم اور جو کچھ رات اور دن میں ہو رہا ہے اس کا علم، ایک ایک گھڑی کا علم ہے اور ان ائمہ کے پاس انبیاء علیہم السلام کا بھی علم ہے اور مزید بھی علم ہے۔"

پھر جعفر صادق سے ایک خبر روایت کرتا ہے:

"اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے (یعنی کسی امام) سے صبح و شام کی خبریں نہیں روکتا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"مصنف نے مزید علم کا ذکر کیا ہے، تو کیا انبیاء سے بھی زیادہ علم ائمہ کے پاس ہوتا ہے؟"

الاصول من الكافي — محمد بن يعقوب الكليني — دار الكتب الإسلامية — طهران — الثالثة ١٣٨٨ هـ

في عام خمسين ، عاش بعد رسول الله ﷺ أربعين سنة .

٣ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النعمان ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي بكر الحضرمي قال : إنّ جعدة بنت أشعث بن قيس الكندي سمّت الحسن بن عليّ وسمّت مولاة له ، فأمّا مولاته فقاءت السمّ وأمّا الحسن فاستمسك في بطنه ثمّ انتفط به فمات[1] .

٤ـ محمّد بن يحيى وأحمد بن محمّد ، عن محمّد بن الحسن ، عن القاسم النهدي ، عن إسماعيل بن مهران ، عن الكناسي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خرج الحسن بن عليّ عليهما السلام في بعض عمره[2] ومعه رجل من ولد الزبير كان يقول بإمامته ، فنزلوا في منهل من تلك المناهل تحت نخل يابس ، قد يبس من العطش ، ففرش للحسن عليه السلام تحت نخلة وفرش للزبيري بحذاء تحت نخلة اُخرى ، قال : فقال الزبيري و رفع رأسه: لو كان في هذا النخل رطب لأكلنا منه ، فقال له الحسن : وإنّك لتشتهي الرُّطب ؟ فقال الزبيري : نعم قال: فرفع يده إلى السّماء فدعا بكلام لم أفهمه ، فاخضرّت النخلة ثمّ صارت إلى حالها فأورقت وحملت رطباً ، فقال الجمّال الّذي اكتروا منه سحر والله ، قال : فقال الحسن عليه السلام: ويلك ليس بسحر ولكن دعوة ابن نبيّ مستجابة قال : فصعدوا إلى النخلة فصرموا ما كان فيه فكفاهم .

(١) انتفط وتنفط البدن: قرح وتجمع بين الجلد واللحم ماء، والاسم منه النفطة ومثالها الجدرى ويقال لها بالفارسية «تاول» و «آبله» . وفي بعض النسخ [فانتقض به] اى كسره وفي بعضها [فانتقص به]اى تفرق منه أحشائه .

(٢) بضم العين وفتح الميم جمع عمرة .

سبعون مليون لغة !! في اي منطق وعالم هذا ؟؟

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "**الاصول من الکافی**" میں
ایک خبر نقل کرتا ہے:

"جعفر صادق بیان کرتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ کے دو شہر ہیں۔ ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے ان پر لوہے کی فصلیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک شہر پر کروڑ چوکھٹیں ہیں اور ان میں ستر کروڑ زبانیں ہیں وہاں ہر زبان جو بولتا ہے وہ اس کے ساتھی کی زبان سے مختلف ہوتی ہے اور میں ان تمام زبانوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ ان دو شہروں میں ہیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب جانتا ہوں اور ان دونوں شہروں پر میری اور میرے بھائی حسین کے علاوہ کچھ حجت نہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"ستر ملین زبانیں! یہ کون سی بولیاں ہیں اور کون سی دنیا ہے؟"

الحكومة الاسلامية للامام الخميني منشورات المكتبة الاسلامية الكبرى

فكانت بعدها تعمل ما تشاء، وتختار ما كان لاحد من الناس الخيرة في امره .

فالامر بالمعروف والنهي عن المنكر دعاء الى الاسلام مع رد المظالم ومخالفة الظالم ، فينبغي توجيه اكبر قدر من الامر والنهي الى العابثين بأرواح الناس واموالهم وممتلكاتهم . وقد تطفو على سطح بعض الصحف بعض اعمال السلب والاختلاس فيما يتعلق بالتبرعات الخاصة باغاثة منكوبي الفيضانات والسيول او الزلازل . احد علماء « ملاير » كان يقول : في حادثة ذهب ضحيتها الكثيرون ارسلنا سيارة شحن مليئة بالاكفان ، الا ان المسؤولين كانوا يمانعوننا في ايصالها ، ويريدون ان يأكلوها ! من هذا وامثاله من الآثام ورد التأكيد على الامر بالمعروف والنهي عن المنكر .

الآن اسألكم : ألا نعتبر بخطاب الامام حين يقول : ايها الناس ؟ ألسنا من الناس ؟ أليس الخطاب شاملا لنا ؟ هل كانت خطابات الامام مقصورة على اصحابه ومعاصريه ؟ وقد قلت سابقا [illegible] لا تخص جيلا خاصا وانما هي تعاليم للجميع في كل عصر ومصر والى يوم القيامة يجب تنفيذها واتباعها . فكما يلام الاحبار والربانيون على سكوتهم الذي لا مبرر له كذلك يلام العلماء اذا سكتوا على الضيم ولم ينكروه او يحاولوا تغييره بكل ما اوتوا من قوة .

— ١١٣ —

أي أئمة ... واي قران يقصد ؟! فهل دين الشيعة يتوافق مع القران الكريم ؟

امام خمینی

اپنی کتاب "الحکومة الاسلامیه" میں

ائمہ کی تعلیم کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"ہمارے ائمہ کی تعلیم قرآن کی تعلیم کی طرح ہے۔"
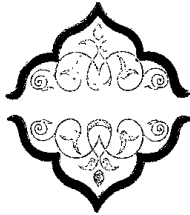
صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ کون سے ائمہ ہیں اور کون سا قرآن مقصود ہے؟

کیا شیعوں کا دین قرآن کریم کے موافق بھی ہے؟

الاختصاص — الشيخ المفيد — الأعلمي للمطبوعات — بيروت — ١٤٠٢ هـ

ويعود واحداً ويرجع عند واحد[١].

ابن سنان، عن المفضّل بن عمر قال: قال لي أبوعبدالله عليه السلام: إنّ الله تبارك و تعالى توحّد بملكه فعرّف عباده نفسه، ثمّ فوّض إليهم أمره وأباح لهم جنّته فمن أراد الله أن يطهّر قلبه من الجنّ والإنس عرّفه ولايتنا ومن أراد أن يطمس على قلبه امسك عنه معرفتنا.

ثمّ قال يا مفضّل والله ما استوجب آدم أن يخلقه الله بيده وينفخ فيه من روحه إلّا بولاية علي عليه السلام، وما كلّم الله موسى تكليماً إلّا بولاية علي عليه السلام، ولا أقام الله عيسى ابن مريم آية للعالمين إلّا بالخضوع لعلي عليه السلام، ثمّ قال: أجمل الأمر ما استأهل خلق من الله النظر إليه إلّا بالعبوديّة لنا[٢].

عن عليّ بن جعفر، عن أخيه موسى بن جعفر عليهما السلام قال: سمعته يقول: من أتاه أخوه المؤمن في حاجة فإنّما هي رحمة من الله تبارك وتعالى ساقها إليه فإن قبل ذلك فقد وصله بولايتنا وهو موصول بولاية الله تبارك وتعالى و إن ردّه عن حاجته وهو يقدر على قضائها سلّط الله تبارك وتعالى عليه شجاعاً من نار ينهشه في قبره إلى يوم القيامة مغفوراً له أو معذباً، فإن عذره الطالب كان أسوء حالاً[٣].

وقال أبوعبدالله عليه السلام: لايتكلّم الرجل بكلمة هدى فيؤخذ بها إلّا كان له مثل أجر

---

(١) نقله المجلسي ـ رحمه الله ـ في البحار ج ١٥ باب السكينة وروح الإيمان قائلا بعده بيان: فيه ايماء الى ان روح الايمان هي قوة الايمان و الملكة الداعية الى الخير فهي معنى واحد وحقيقة واحدة اتصلت بافرادها النفوس وبعد ذهاب النفوس ترد الى الله و الى عليه فيجازيهم بحسبها ويحتمل أن تكون خلقاً واحداً تعين جميع النفوس على الطاعة بحسب ايمانهم و قابليتهم و استعدادهم كما تقول الحكماء في العقل الفعال.

(٢) نقله المجلسي ـ رحمه الله ـ في البحار ج ٧ ص ٣٤٤ من الاختصاص. والعبودية هنا بمعنى الاطاعة.

(٣) رواه الكليني ـ رحمه الله ـ في الكافي ج ٢ ص ١٩٦. و نقله المجلسي ـ رحمه الله ـ في البحار ج ١٦ ص ١٦٥ وقوله «وأسوء حالا» انما كان المعذور أسوء حالا لان العاذر لحسن خلقه وكرمه أحق بقضاء الحاجة ممن لايعذر فرد قضاء حاجته أشنع والندم عليه اعظم والحسرة عليه أدوم. ويجوز وجه آخر وهو أنه اذا عذره لايشكوه ولا يعاتبه فيبقى حقه عليه سالما الى يوم الحساب.

هل يخضع الانبياء ويذلون لغير الله ؟؟

وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله

شیخ مفید

اپنی کتاب "الاختصاص" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"مفضل بن عمر بیان کرتا ہے کہ مجھے ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: اللہ تبارک و تعالیٰ جب اپنی بادشاہت کے ساتھ اکیلا ہوتو اس نے اپنے بندوں کو اپنی پہچان کروائی پھر اپنا حکم ان کے سپرد کیا اور اپنی جنت ان کے لیے حلال کی تو جن وانس میں سے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پاک کرنے کا ارادہ کیا تو اسے ہماری ولایت کی پہچان کرا دی اور جس کے دل کو مسخ کرنا چاہا تو اس سے ہماری معرفت کو روک لیا۔ پھر فرمایا: اے مفضل! اللہ کی قسم! جس چیز نے واجب قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے آدم کو پیدا کرے اور اس میں اپنی روح پھونکے وہ صرف علی علیہ السلام کی ولایت تھی اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی علی علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جہانوں والوں کے لیے بطور نشانی بھی صرف علی علیہ السلام کے سامنے جھکنے کی وجہ سے بنایا پھر فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے کی اہلیت پیدا نہیں ہوئی مگر ہماری عبودیت کی وجہ ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: کیا انبیاء غیر اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور ان کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہیں؟ حالاں کہ انبیاء کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء: ٦٤)

"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے۔"

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و احياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

١ ـ ير : عليّ بن محمّد بن سعيد عن حمدان بن سليمان [١] عن عبدالله بن محمّد اليمانيّ عن مسلم بن الحجّاج عن يونس عن الحسين بن علوان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله خلق [٢] اُولي العزم من الرسل و فضّلهم بالعلم و أورثنا علمهم و فضّلنا عليهم في علمهم ، وعلم رسول الله صلى الله عليه وآله ما لم يعلموا ، و علّمنا علم الرسول و علمهم . [٣]

٢ ـ ير : اليقطينيّ عن محمّد بن عمر عن عبدالله بن الوليد السمّان قال : قال لي أبو جعفر عليه السلام : يا عبدالله ما تقول الشيعة في عليّ و موسى و عيسى عليهم السلام ؟ قال : قلت : جعلت فداك و من أيّ حالات تسألني ؟ قال : أسألك عن العلم ، فأمّا الفضل فهم سواء ، قال : قلت : جعلت فداك فما عسى أقول فيهم ؟ فقال : هو و الله أعلم منهما .

ثمّ قال : يا عبدالله أليس يقولون : إنّ لعليّ ما للرسول من العلم ؟ قال : قلت بلى ، قال : فخاصمهم فيه ، قال : إنّ الله تبارك و تعالى قال لموسى عليه السلام : « و كتبنا له في الألواح من كلّ شيء » فأعلمنا أنّه لم يبيّن له الأمر كلّه ، و قال الله تبارك وتعالى لمحمّد صلى الله عليه وآله : « و جئنا بك على هؤلاء شهيداً ○ و نزّلنا عليك الكتاب تبياناً لكلّ شيء » . [٤]

---

(١) في نسخة : [حماد بن سليمان] وفي المصدر : [على بن محمد بن سعد عن حمران بن سليمان النيسابوري عن عبدالله بن محمد اليماني عن منيع بن الحجاج] و الظاهر انه فيه تصحيف و ستأتي صورة اخرى عن الحديث مع اسناده تحت رقم ١١ راجعه .

(٢) في نسخة من المصدر : [فضل] و هو الاظهر .

(٣) بصائر الدرجات : ٦٢ .

(٤) بصائر الدرجات : ٦٢ . والاية الاولى في الاعراف : ١٤٥ و الثانية في النساء: ٤١ و الثالثة في النحل : ٨٩ .

انبياء الله يوحى اليهم دون غيرهم !!

مجلسی
اپنی کتاب "بحار الانوار" میں
باب قائم کرتا ہے:

"ائمہ انبیاء سے زیادہ عالم ہیں۔ پھر ابو عبداللہ علیہ السلام سے ایک خبر نقل کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب رسولوں میں اولوالعزم پیغمبروں کو پیدا فرمایا اور انھیں علم کے ساتھ فضیلت بخشی اور ہمیں ان کے علم کا وارث بنایا اور ہمیں ان کے علم میں ان پر فضیلت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سکھایا جو انھیں (اولوالعزم کو) نہ سکھایا تھا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولوالعزم رسل کا علم سکھایا۔"
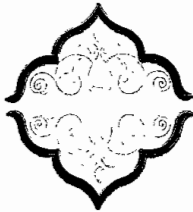
صاحب کتاب کہتا ہے:
"کیا انبیاء اللہ کے علاوہ بھی لوگوں کی طرف وحی کی گئی ہے؟"

قصص الانبياء لنعمة الله الجزائري تحقيق الحاج محسن دار البلاغة بيروت الثالثة ١٤١٧هـ

يكون رآه في اليقظة ، وأما المحدث فهو الذي يحدث فيسمع ولا يعاين ولا يرى في منامه »[١] .

(اقول) : اختلف علماء الإسلام في الفرق بين النبي والرسول ، فقيل بالترادف ، وقيل بالفرق بأن الرسول من جمع الى المعجزة الكتاب المنزل عليه ، والنبي غير الرسول من لم ينزل عليه كتاب وإنما يدعو الى كتاب من قبله .

ومنهم من قال ان من كان صاحب المعجزة وصاحب الكتاب ، ونسخ شرع من قبله فهو الرسول ، ومن لم يكن مستجمعاً لهذه الخلة فهو النبي غير الرسول .

ومنهم من قال من جاءه الملك ظاهراً وأمره بدعوة الخلق فهو الرسول ، ومن لم يكن كذلك بل يرى في النوم فهو النبي . ذكر هذه الوجوه الفخر الرازي وغيره . والظاهر من حديثنا صحة القول الاخير ، لما مر من عدد المرسلين وكون من نسخ شرعة ليس إلا خمسة[٢] .

(البصائر) عن الباقرين (ع) ، قالا : « الانبياء والمرسلون على أربع طبقات ، فنبي منبأ في نفسه لا يعدو غيرها ، ونبي يرى في النوم ويسمع الصوت ولا يعاين في اليقظة ، ولم يبعث الى احد وعليه امام مثل ما كان ابراهيم على لوط ، ونبي يرى في منامه ويسمع الصوت ويعاين الملك وقد ارسل الى طائفة قلوا أو كثروا ، كما قال الله تعالى : ﴿ فأرسلناه الى مائة الف أو يزيدون ﴾[٣] .

وقال يزيدون ثلاثين ألفاً . ونبي يرى في منامه ويسمع الصوت ويعاين في اليقظة ، وهو إمام مثل أولي العزم وقد كان ابراهيم (ع) نبياً وليس بإمام ، حتى قال : ﴿ اني جاعلك للناس إماماً ، قال ومن ذريتي ، قال : لا ينال عهدي الظالمين ﴾[٤] ، أي من عبد صنماً أو وثناً »[٥] .

أقول يعني الامامة الرياسة العامة لجميع المخلوقات ، فهي أفضل من النبوة وأشرف منها .

الاختصاص : عن عمر بن ابان عن بعضهم قال : كان خمسة من الانبياء سريانيين ، آدم

---

(١) بصائر الدرجات : ص ٣٩٠ وذكر مثله الكافي : ج١ ص ١٧٦

(٢) راجع الكافي : ج١ ص ١٧٤ ـ ١٧٥ .

(٣) سورة الصافات : الآية ١٤٧

(٤) سورة البقرة ، الآية ١٢٤

(٥) بصائر الدرجات : ص ٣٩٣ والكافي : ج١ ص ١٧٤ ـ ١٧٥ وفيه : « من عبد صنماً أو وثناً لا يكون إماماً » والاختصاص ص ٢٢ ـ ٢٣

الامامة عند الشيعة منزلة أفضل من النبوة وأشرف منها !!!

نعمة اللہ الجزائری

اپنی کتاب "قصص الانبیاء" میں

خط کشیدہ میں ذکر کیا ہے:

"میں کہتا ہوں: یعنی ریاست عامہ کی امامت یہ تمام مخلوقات کے لیے ہے اور یہ نبوت سے افضل اور اشرف ہے۔"
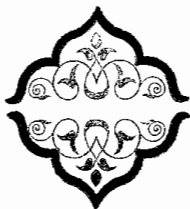
صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ کے ہاں امامت کا مرتبہ نبوت سے افضل اور اشرف ہے!"

إبراهيم ومعناه على نحو ما تقدّم يعني اللهم صل على محمد وآل محمد الذين جعلتهم أوعية صلاتك ورحمتك وبركاتك وسبيل نعمك إلى جميع خلقك الذين صلّيت بفاضل ما حملتَ عندهم ووصلتهم به من رحمتك وبواسطتهم على إبراهيم وآل إبراهيم الذين نوّهت بهم وبأسمائهم في العالمين فكما صلّيت على إبراهيم وآل إبراهيم حتى جعلتهم بذلك شيعة مخلصين لمحمد وأهل بيته الطاهرين وحملتهم بإخلاصهم في التشيع أئمة للعالمين وآتيتهم الدين وهديتَ بهم الصراط المستقيم فصلّ على محمد وآل محمد الذين جعلتهم معادن رحمتك وخزّان بركاتك وسبيلك إلى عبادك الذين أنعمت بهم على إبراهيم وآل إبراهيم وعظّمت شأنهم في عبادك وشرفتهم في بلادك بسببهم وبفاضل رحمتك لهم وصليتك إيّاهم وبإخلاصهم في اتّباعهم والتمسك بحبلهم والحاصل المعنى في الترتيب والعلّة على نحو ما ذكر في الظاهر إلاّ أنّ المراد هنا بالصلاة هي الرحمة التي يوصلهم الله بها واعلم أن الله سبحانه لمّا خلق محمداً وآل محمدٍ جعلهم خزائن رحمته ونعمه بحيث لا يصل منه شيء من إيجادٍ أو إرفادٍ أو سببٍ أو غير ذلك من جميع ما أوجده أو يوجده إلى أحدٍ من جميع خلقه من الإنس والجن والملائكة وجميع الحيوانات والنباتات والجمادات والأحوال والصفات والرقائق والذرّات والأطوار والخطرات والنسب والإضافات وغير ذلك إلاّ بواسطة محمد وأهل بيته عليه وعليهم السلام وكذلك لا يصل إلى الله شيء من جميع الموجودات إلا بواسطتهم فهم الوسائط بين الله وبين خلقه في كل حال وأهل المخلوقات بعدهم أولو العزم نوح وإبراهيم وموسى وعيسى على محمد وآله وعليهم السلام [illegible] شعاع أنوارهم وفاضل [illegible] ونسبة ذلك الشعاع التي [illegible] الذين [illegible] أنوار محمد وآله صلى [illegible]

يكون المعنى فكما صليت على مَنْ هم بمنزلة سمّ الإبرة من نور عظمتك التي ملأت السموات والأرض وأركانَ كلِّ شيء ونوّهْتَ بهم في العالمين وشرّفتهم ورفعتَ شأنهم بين عبادك أجمعين فصلّ على من هم مجموعُ أنوار عظمتك وحملة جلال سلطنتك وأوْعية علمك وقدرتك ونوّه بهم في الأولين والآخرين وعلى هذه الإشارة فقس كل شيء ولمّا كان الوجود الزماني سابقاً على الوجود الجبروتي والملكوتي في الظهور في الزمان وكان وجود إبراهيم وآله عليهم السلام سابقاً على وجود محمد وآله عليه وعليهم السلام وقد أثنى الله سبحانه على إبراهيم وآله في الوجود الزماني قبل أن يوجد محمد وآله صلى الله عليه

٣٣

هل يتجاسر مسلم ان يقول مثل هذا الكلام ؟ !

شیخ احمد بن زین الاحسائی

اپنی کتاب "رسالة الحكمة" میں

درود اور رحمت کا معنی بیان کرتے ہوئے ذکر کرتا ہے:

"جان لو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب محمد اور آل محمد کو پیدا کیا تو انھیں اپنی رحمت اور نعمت کے خزانے بنا دیا اس اعتبار سے کہ ایجاد یا ارفاد یا کوئی سبب یا اس کے علاوہ تمام وہ چیزیں جو انسان پاتا ہے اس (انسان) تک نہیں پہنچیں گی یا پھر تمام مخلوقات جن و انس، ملائکہ، تمام حیوانات و نباتات، جمادات، احوال، صفات، رقائق، ذرات، الحوار، فطرات، نسب اور اضافات وغیرہ میں سے جسے بھی کوئی چیز پہنچے گی تو صرف محمد اور اہل بیت علیہم السلام کے واسطے سے پہنچے گی۔ اور اسی طرح تمام موجودات میں سے کوئی بھی چیز ان کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں پہنچتی۔ تو یہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطے ہیں۔ اور ان کے بعد اعلیٰ مخلوقات اولوالعزم پیغمبر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنیوں کی شعاؤں سے پیدا کیا اور پکی مٹی سے پیدا کیا اور اس شعاع کی نسبت، جس سے اولوالعزم کی انوار کو پیدا کیا ہے ان ستر لوگوں میں سے ایک شخص کی طرف نسبت ہے وہ ستر جو کہ محمد اور آل محمد کے انوار ہیں۔ ایک کی لاکھ کی طرف نسبت کی طرح ہے۔ یہ تو ایک مثال ہے ورنہ حقیقت یہ ہے ہ اولوالعزم میں سے ایک نبی کا نور اس کی نسبت محمد و آل محمد کے انوار کی طرف اس طرح ہے جیسے سوئی کے ناکے کی نسبت آسمانوں اور زمین کے عالم کی طرف ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا کوئی مسلمان ایسی طاقت اور جرأت رکھتا ہے کہ وہ ایسی بات کرے؟"

الباب (١٠)

ثواب زيارة امير المؤمنين عليه السلام

[٩٠] ١ ـ حدثني ابي و محمد بن يعقوب ، عن محمد بن يحيى العطار ، عن حمدان بن سليمان النيشابوري ، عن عبد الله بن محمد اليماني ، عن منيع بن الحجاج ، عن يونس ، عن ابي و هب البصري ، قال : دخلت المدينة فأتيت ابا عبد الله عليه السلام ، فقلت : جعلت فداك اتيتك و لم ازر قبر امير المؤمنين عليه السلام ، قال : بئس ما صنعت ، لولا انك من شيعتنا ما نظرت اليك ، [illegible] مع الملائكة ، و يزوره الانبياء و يزوره المؤمنين ، قلت : جعلت فداك ما علمت ذلك ، قال :

فاعلم ان امير المؤمنين عليه السلام افضل عند الله من الائمة كلهم و له ثواب اعمالهم ، و على قدر اعمالهم فضلوا [١].

[٩١] ٢ ـ حدثني محمد بن يعقوب ، عن ابي علي الاشعري ، عمن ذكره ، عن محمد بن سنان .

و حدثني محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري ، عن ابيه ، عن محمد بن الحسين بن ابي الخطاب ، قال : حدثني ابن سنان ، قال : حدثني المفضل بن عمر ، قال :

---

١ ـ عنه البحار ١٠٠: ٢٥٧، الوسائل ١٤: ٣٧٦.

رواه في الكافي ٤: ٥٧٩، المقنعة: ٧١، التهذيب ٦: ٢٠، مصباح الزائر: ٢٤.

تعالى الله تبارك وتقدس والحسين رضوان الله عليه في غنى عن هذا الغلو الذميم !

ابن قولویہ القمی

اپنی کتاب "کامل الذیارات" میں

باب قائم کرتا ہے:

"امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب"

پھر اپنی سند ذکر کر کے ابن وھب المصری سے بیان کرتا ہے:

"اس نے کہا: میں مدینہ میں داخل ہوا تو ابو عبداللہ علیہ السلام آئے، میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کی زیارت نہیں کی۔ انھوں نے کہا: تو نے برا کام کیا ہے یقیناً اگر تو ہمارے شیعہ میں سے نہ ہوتا تو میں تیری طرف دیکھتا بھی نہ۔ تو نے اس کی زیارت کیوں نہ کی جس کی اللہ تعالیٰ بھی ملائکہ کے ساتھ زیارت کرتا ہے، انبیاء اور ایمان دار بھی اس کی زیارت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں مجھے اس کا علم نہ تھا۔

انھوں نے فرمایا: اسے اچھی طرح جان لو کہ امیر المومنین تمام ائمہ سے افضل ہیں اور ان (ائمہ) کے اعمال کا ثواب بھی انھیں ملتا ہے اور یہ ائمہ اپنے اعمال کے بقدر فضیلت دیے گئے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بلند ہے اور حسین رضی اللہ عنہ بھی اس مذموم غلو سے بری ہیں۔"

چوتھی فصل

نبی کریم ﷺ اور آپ کے پاکیزہ آل بیت

مقدمہ

نبی کریم ﷺ تہہ بتہہ اندھیروں، بتوں کے جھرمٹ اور تنگ و حیران کن دلوں اور عقلوں کے درمیان سے ہادی بن کر نکلے اور اس ماحول سے ہادی بن کر نکلے جہاں بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا اور بت ان کے معبود تھے۔

اسی لیے تو ہر مومن کا دل آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے، ہم بھی آپ سے محبت کرتے ہیں نیز ہم آپ کی ملت (دین) اور سنت کا دفاع کرتے ہیں اور اپنی جان، اولاد اور والدین سے زیادہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور درود و صلاۃ بھیجتے ہیں۔

جیسے فرمان الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ٥٦)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو، خوب سلام

بھیجنا۔‘‘

تمام مسلمان نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان سے محبت نہ کی جائے کیوں کہ ان سے محبت کرنا دین اور ایمان ہے اور ان سے بغض کرنا کفر اور نفاق ہے اور اہل السنہ کسی ایسے شخص پر عیب نہیں لگاتے اور عار نہیں دلاتے کہ یہ اہل بیت سے محبت کرتا ہے۔ یہ ممکن بھی کیسے ہوسکتا ہے حالاں کہ وہ تو ان (اہل بیت) سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے، ان کی حمایت کرنے والے اور ان کے لیے خیر خواہی کی تگ و دو میں رہتے ہیں۔

لیکن اهل السنه اس شخص پر عیب جوئی کرتے ہیں جو ان (اہل بیت) سے محبت کا دعویٰ کرے پھر غلو اور اضطراب کی حد تک جا پہنچے اور ان کی طرف شرکیہ، خرافات، رمل اور طرح طرح کے شرکیہ و کفریہ عقائد منسوب کرے۔

آپ کا کیا خیال ہے عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرنا نفع دے گا جب کہ ان کے عقائد عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے سخت خلاف ہیں؟

لیکن اهل السنه و الجماعة تو اہل بیت سے ایسے ہی محبت کرتے ہیں جیسے نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی۔

چناں چہ ان کی کتب اہل بیت کے مرتبہ و مقام سے بھری پڑی ہیں اس کے لیے صحیح البخاری و مسلم جیسی کتب کو ایک نظر دیکھنا ہی کافی ہے اور عقیدے کی کتب میں عقیدہ واسطیہ وغیرہ ایک نظر دیکھ لینا کافی ہے۔

جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا:

''اگر آل محمد سے محبت کرنا رافضیت ہے تو پھر جن وانس گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔''

واضح رہے کہ آپ کی ''آل'' سے مراد بنو عقیل، بنو جعفر، بنو علی اور بنو عباس کے لوگ ہیں۔ ان میں سے تمام صالحین آپ کی آل ہیں اور آپ کی آل صرف بارہ یا اس کے علاوہ لوگوں میں محصور نہیں ہے بلکہ قیامت تک آپ کی آل سے جو نسل چلے گی وہ سب لوگ آل میں شامل ہیں۔ لیکن جو شخص آپ پر ایمان نہیں لایا اس کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

چناں چہ ابولہب اس کے دونوں ہاتھ برباد ہوں اور وہ خود بھی برباد ہو وہ رسول اللہ ﷺ کا چچا ہے لیکن اس کے تکبر نے اسے اسلام میں داخل ہونے سے روک دیا اور اعتبار تو تقویٰ کا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ١٣)

''بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی آل پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ہر نماز کے تشہد میں درود ابراہیمی میں ہے۔

لیکن افسوس! اہل بیت کو ایسے لوگوں کی طرف سے سخت ایذاء پہنچائی گئی ہے جو ان سے محبت

کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے نام لیوا ہیں اور یہ حد درجہ کا غلو کر کے انھیں تکلیف پہنچاتے ہیں یا مختلف قسم کی الزام تراشیاں کے ذریعے سب وشتم کرتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ حقیقت کو پہچان لیں تو ہم ان دستاویزات کے ذریعے آپ کی سمع و بصارت کو زخمی نہ کرتے چناں چہ ہم نے چند نمونے پیش کیے ہیں۔ ورنہ تو اس سے بڑی باتیں ابھی مخفی ہیں۔ چلیے غور وفکر کریں۔

الاصول من الكافي محمد بن يعقوب الكليني دار الكتب الإسلامية طهران الثالثة ١٣٨٨ هـ

أتاني بها وقال: ياعليّ اجعلها في حلقة الدرع واستدفر بهامكان المنطقة[1] ثمّ دعا بزوجي نعال عربيّين جميعاً أحدهما مخصوف والآخر غيرمخصوف[2] والقميصين: القميص الّذي اُسري به فيه، والقميص الّذي خرج فيه يوم اُحد، والقلانس الثلاث: قلنسوة السفر وقلنسوة العيدين والجمع، وقلنسوة كان يلبسها ويقعد مع أصحابه.

ثمّ قال: يابلال عليّ بالبغلتين: الشهباء والدلدل، والناقتين: العضباء والقصوى[3] والفرسين: الجناح كانت توقف بباب المسجد لحوائج رسول الله ﷺ يبعث الرجل في حاجته فيركبه فيركضه في حاجة رسول الله ﷺ وحيزوم[4] وهو الّذي كان يقول: أقدم حيزوم[5] والحمار عفير فقال: اقبضها في حياتي.

■ فذكر أمير المؤمنين عليه السلام أنّ أوّل شيء من الدوابّ توفّي عفير ساعة قبض رسول الله ﷺ قطع خطامه ثمّ مرّ يركض حتّى أتى بئر بني خطمة بقباء[6] فرمى بنفسه فيها فكانت قبره.

وروي أنّ أمير المؤمنين عليه السلام قال: إنّ ذلك الحمار كلّم رسول الله ﷺ فقال: ■■■■ إنّ أبي حدّثني عن أبيه، عن جدّه، عن أبيه أنّه كان مع نوح في السفينة فقام إليه نوح فمسح على كفله ثمّ قال: يخرج من صلب هذا الحمار حمار يركبه سيّد النبيّين وخاتمهم، فالحمد لله الّذي جعلني ذلك الحمار.

---

(١) الاستدفار: شدّ الوسط بالمنطقة ونحوها (في)

(٢) خصف النعل خصفاً كضرب خرزها وهو في النعل كالرقع في الثوب

(٣) العضباء بالفتح المهملة والضاد المعجمة الناقة المشقوقة الاذن والقصواء بالقاف والصاد المهملة المقطوع طرف اذنها (في)

(٤) حيزوم اسم فرس جبرئيل «ع» أو فرس النبي صلى الله عليه و آله.

(٥) كأنه كان يخاطبه ليحييه وقال ابن الاثير في نهايته في حديث بدر «أقدم حيزوم» وهو الامر بالاقدام وهو التقدم في الحرب والاقدام الشجاعة وقد تكسر همزة اقدم ويكون امراً بالتقدم لا غير والصحيح الفتح من اقدم.

(٦) بنوخطمة بفتح الخاء المعجمة وسكون الطاء حي من الانصار. وقبا بضم القاف مقصوراً وممدوداً قرية بالمدينة. (آت)

وهل تكون الحمير فداء للنبي! فهل هذا يليق به صلى الله عليه وآله وسلم ؟؟

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

بیان کرتا ہے:

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اس (صاحب کتاب نے اس سے پہلے والی عبارت میں ایک گدھے کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق مزید کہتا ہے) گدھے نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی اور اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بے شک میرے باپ نے اپنے باپ سے اور اس کو اس کے دادا نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ وہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھا نوح علیہ السلام کا س ک کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کے ایک حصے پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا: اس گدھے کی پشت سے ایک گدھا پیدا ہوگا جس پر سید النبین و خاتم النبین سوار ہوں گے۔ لہٰذا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ گدھا بنایا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا یہ گدھا کہے گا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو!! اور کیا یہ آپ ﷺ کے لائق ہے؟"

دائرة المعارف الإسلامية الشيعية — حسن الأمين — دار التعارف للمطبوعات

النبي محمد (ص)

٥٠

النبي محمد (ص)

أكثر المؤرخين متفقون على أن النبي (ص) ولد عام الفيل (٥٧٠ م) ومات أبوه عبد الله قبل ولادته كما ماتت أمه وهو لا يزال طفلاً، فعاش في رعاية جده عبد المطلب، ثم عمه أبي طالب. وتزوج خديجة وهو في الخامسة والعشرين ورزق منها ولديه القاسم وعبد الله الطيب والطاهر اللذين ماتا طفلين كما رزق منها ابنته فاطمة

ذكر المؤرخون أن للنبي (ص) أربع بنات، هي بحسب تسلسل ولادتهن

زينب ـ رقية ـ أم كلثوم ـ فاطمة[1]

ولدى التحقيق في النصوص التاريخية لم نجد دليلاً على ثبوت بنوة غير الزهراء (ع) منهن، بل الظاهر أن البنات الأخريات كن بنات خديجة من زوجها الأول قبل محمد (ص).

ونورد فيما يلي خلاصة بالقرائن التاريخية المشعرة بصحة ما ذهبنا إليه

١ ـ زينب

ولدت زينب ـ باتفاق المؤرخين ـ في سنة ثلاثين من مولد النبي (ص)[2] وتزوجها أبو العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد شمس وهو ابن خالتها، قبل أن يبعث النبي (ص) بالإسلام[3]، و «ولدت له علياً مات صغيراً، وأمامة»[4]

وعندما بعث النبي (ص) بالرسالة أسلمت زينب حين أسلمت أمها خديجة وبايعت رسول الله (ص) هي وأخواتها[5]

«وكان الإسلام قد فرّق بين زينب حين أسلمت وبين أبي العاص بن الربيع، إلا أن رسول الله (ص) كان لا يقدر على أن يفرّق بينهما فأقامت معه على إسلامها وهو على شركه»[6]

٢ ـ رقية

ولدت رقية، ورسول الله (ص) ابن ثلاث وثلاثين سنة[7]، و «تزوجها عتبة بن أبي لهب بن عبد المطلب قبل النبوة»[8] «وأسلمت حين أسلمت أمها خديجة بنت خويلد وبايعت رسول الله (ص) هي وأخواتها»[9]

ولما بعث رسول الله (ص) «أمر أبو لهب ابنه بطلاقها، فتزوجها عثمان»[10]، وكان ذلك قبل الهجرة الأولى إلى الحبشة، لأن «عثمان عندما هاجر كانت رقية بصحبته»[11]

٣ ـ أم كلثوم

ولدت بعد أختيها زينب ورقية من دون أن يعين المؤرخون عام ولادتها و «تزوجها عتبة بن أبي لهب بن عبد المطلب قبل النبوة. وأسلمت حين أسلمت أمها»[12]، وفارقت زوجها في نفس الوقت الذي فارقت به رقية زوجها عتبة

الخلاصة

إن أول بنت للنبي (ص) [illegible] قد ولدت وللنبي (ص) من العمر ثلاثون فمتى تزوجت من أبي العاص ومتى ولدت له علياً ـ إن لم نقل وأمامة ـ وكم كان عمرها حين زواجها، علماً بأن الإسلام قد فرّق بينها ـ وزوجاً ـ ولزينب عشر سنوات حسب الادعاء؟

وكذلك الأمر في رقية التي ولدت وللنبي (ص) من العمر ثلاث

---

(١) تاريخ الطبري ١٦١/٣
(٢) الاستيعاب ٢٩٢/٤ ونهاية الأرب ٢١١/١٨ وأسد الغابة ٤٦٧/٥
(٣) تاريخ الطبري ٤٦٧/٢ ونهاية الأرب ٢١١/١٨
(٤) نهاية الأرب ٢١١/١٨
(٥) طبقات ابن سعد ٢٤/٨
(٦) تاريخ الطبري ٤٦٨/٢ وأسد الغابة ٤٦٧/٥
(٧) الاستيعاب ٢٩٢/٤ ونهاية الأرب ٢١٢/١٨
(٨) طبقات ابن سعد ٣٦/٨
(٩) طبقات ابن سعد ٢٤/٨
(١٠) نهاية الأرب ٢١٢/١٨ والإصابة ٢٩٧/٤
(١١) تاريخ الطبري ٣٣٠/٢ و ٣٤، الطبعة الأميرية في مصر
(١٢) طبقات ابن سعد ٢٥/٨

أليس هذا طعنا في أبوة النبي صلى الله عليه وسلم وبناته رضوان الله عليهن ؟

حسن الامین

نے اپنی کتاب ”دائرة المعارف الاسلامیہ الشیعیة“ میں

باب قائم کیا ہے:

”کیا فاطمہ کے علاوہ نبی ﷺ کی بیٹیاں تھیں؟“

پھر ذکر کرتا ہے:

”مورخین نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں جو ولادت کے تسلسل کے لحاظ سے یہ ہیں: زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔“

چنانچہ تاریخی نصوص میں تحقیق کے وقت ہم نے کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جو زہراء علیہا السلام کے علاوہ دیگر بیٹیوں کے ثبوت پر دلالت کرتی ہو۔ بلکہ ظاہر یہی ہے کہ آپ کی دوسری بیٹیاں محمد ﷺ سے قبل، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سے تھیں۔

اور درج ذیل ہم تاریخی قرائن کے ذریعے خلاصہ بیان کرتے ہیں جو ہمارے مذہب کے صحیح ہونے پر واضح ہیں۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

کیا یہ نبی ﷺ کے والد ہونے میں اور آپ کی بیٹیوں کی شان میں طعن زنی نہیں ہے؟

الحق منها وبان له الصدق من احدهما اعتقد عند ذلك قول المحق من الخصمين ، وطرح الفاسد من المذهبين ، ولم يدحضه كثرة مخالفين ، وقلة عدد مؤالفيه ، فان الحق لا يتضح عند أهل النظر والفهم والعلم والتمييز والطلب لكثرة متبعيه ، ولا يبطل لقلة قائليه . وانما يتحقق ويتضح الصدق بتصحيح النظر والتمييز والطلب للشواهد والأعلام التي تنجاب معها طخياء الكلام ، ونحن نبين ونوضح وبالله التوفيق
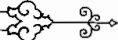
إن رقية وزينب زوجتا عثمان لم يكونا ابنتي رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) ولا ولد خديجة زوجة رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وإنما دخلت الشبهة على العوام فيهما لقلة معرفتهم بالأنساب ، وفهمهم بالأسباب ، وذلك أنا نظرنا في الآثار المختلفة فيهما وما يصح به معرفتهما فوجدنا الاجماع من اهل النقل على ان رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) قد كان زوج هاتين المرأتين المنسوبتين عند العوام اليه في الجاهلية ، من ابي العاص بن الربيع ، ومن عتبة بنت ابي لهب ، فكانت زينب عند ابي العاص ودخل بها وهي في منزله . وكانت رقية متزوجة بعتبة بن ابي لهب ، ولم يكن دخل بها وهي في منزله ، فلما اظهر رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) دعوته ودعا الى نبوته ، وظهرت عداوة قريش له على دلك ، قالت قريش لعتبة بن أبي لهب : طلق رقية بنت محمد حتى نزوجك بمن شئت من نساء قريش ، ففعل ذلك .

وقالوا لأبي العاص مثل ذلك فلم يفعل ، وقال: ما أريد باهلي بدلا ، فبقيت زينب عنده على حالها ودعا رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) على عتبة بن ابي لهب بسان يسلط الله عليه كلباً من كلابه فاستجيب دعوته فيه ، فاكله الأسد في طريق الشام وهو مع السفر في العير ، فان قريشا كانت تخرج العير في كل سفرة لهم مع رئيس من رؤسائهم ، فوقعت النوبة على عتبة ، فامتنع ابو لهب من اخراجه في

الشيعة أعماهم تعصبهم ضد الخليفة الراشد عثمان رضي الله عنه ، حتى طعنوا في نسب زوجتيه ابنتي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم !! أليس هذا طعن في شرف النبي ونسبه ؟!

علی الکوفی

اپنی کتاب "الاستغاثۃ فی بدع الثلاثۃ (ابوبکر وعمر وعثمان)" میں ذکر کرتا ہے:

"رقیہ اور زینب (رضی اللہ عنہا) جو عثمان (رضی اللہ عنہ) کی بیویاں تھیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں تھی اور نہ ہی خدیجہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تھیں اور عوام میں یہ شبہ اس لیے داخل ہوا کہ ان دونوں کی انساب کے لحاظ سے قلت معرفت اور اسباب کے لحاظ سے عدم فہم ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے۔ جاہلیت میں عوام کے ہاں یہ دو عورتیں ابوالعاص بن ربیع اور عقبہ بن ابولہب کی بیویوں سے منسوب تھیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ کو خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ سے ضد اور تعصب نے اندھا کر دیا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی آپ رضی اللہ عنہ کی زوجیت کی نسبت میں طعن زنی کی! کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نسب کے شرف میں طعن زنی نہیں ہے؟"

■ ثم قال : قم يا ابن أبي طالب ! فبايع ، فقال : فان لم افعل ؟ قال : اذاً والله نضرب عنقك(١) ، فاحتج عليهم ثلاث مرات ، ثم مد يده ـ من غير أن يفتح كفه ـ فضرب عليها أبو بكر ورضي بذلك منه .

فنادى علي عليه السلام قبل أن يبايع ـ والحبل في عنقه ـ : يا ابن ام ، ان القوم استضعفوني و كادوا يقتلونني (٢) .

■ وقيل للزبير بايع ، فأبى ، فوثب اليه عمر وخالد والمغيرة بن شعبة في اناس. فانتزعوا سيفه فضربوا به الارض حتى كسروه ، ثم لببوه (٣) ، فقال الزبير ـ وعمر على صدره ـ : يا ابن صهاك ، أما والله لو أن سيفي في يدي لحدت عني، ثم بايع .

■ قال سلمان : ثم أخذوني فوجأوا عنقي ، حتى تركوها كالسلعة (٤)، ثم أخذوا يدي فبايعت مكرهاً .

ثم بايع أبو ذر والمقداد مكرهين.

(١) تقدمت رواية ابي أبي المقدام حيث يقول فيها عمر لعلي : « اذاً اضرب والله عنقك » ، ورواية زيد بن وهب وقول أمير المؤمنين (ع) : «وقالوا لي: بايع والا قتلناك» . وكلاهما في البحار ، وقد اشرنا الى موضعهما هناك .

(٢) اشارة الى ماجاء في المصحف ، الأعراف ٧ : ١٥٠ .

(٣) روى العلامة المجلسي في البحار ج ٨ ص ٤٥ عن مروان بن عثمان حديثاً فيه: « فخرج الزبير ومعه سيفه فقال أبو بكر : عليكم بالكلب ، فقصدوا نحوه ، فزلت قدمه وسقط على الارض، ووقع السيف من يده، فقال ابو بكر : اضربوا به الحجر، فضرب به الحجر حتى انكسر»

(٤) في الاحتجاج ج ١ ص ٩٩ أورد رواية عن أبي المفضل الشيباني طويلة فيها : ثم قام سلمان وقال : كرديد ونكرديد، أي صنعتم ولم تفعلوا ، وقد كان امتنع من البيعة قبل ذلك حتى وجيء عنقه . . . الحديث .

سلیم بن قیس الھلالی

اپنی کتاب ''سلیم بن قیس'' میں

امیر المومنین اور آپ کے ساتھیوں سے زبردستی بیعت لینے کے حوالے سے

عنوان قائم کر کے اخبار نقل کرتا ہے:

۱۔ (عمر رضی اللہ عنہ نے کہا!) اے ابن ابی طالب! کھڑے ہو جایئے اور (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی) بیعت کریں۔ انھوں نے کہا: اگر میں نہ کروں؟ اس (عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا: تب اللہ کی قسم! ہم تیری گردن ماردیں گے۔ پھر تین مرتبہ ان پر حجیت قائم کی پھر ہاتھ پھیلایا۔ مٹھی بند کر لی۔ پھر ابوبکر نے اس کے ہاتھ پر مارا اور وہ اسی کے ساتھ راضی ہو گئے۔ چناں چہ علی علیہ السلام نے بیعت سے پہلے گردن میں رسی ڈال کر اونچی آواز سے منادی لگائی۔ اے لوگو! قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے۔

۲۔ زبیر سے کہا گیا بیعت کرو تو انھوں نے انکار کیا تو عمر، خالد اور مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہم) لوگوں میں اس پر کود پڑے، ان کی تلوار کھینچی، اسے زمین پر دے مارا حتی کہ اس کی ہڈیاں توڑ دیں پھر اس کی گردن میں کپڑا ڈال کر دبایا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) اس کے سینے پر تھے۔ کہ زبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے ابن صھاک! اللہ کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو مجھ سے ہٹ جاتا۔ پھر بیعت کر لی۔

۳۔ سلمان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پھر انھوں نے مجھے پکڑ لیا، میری گردن دبو چی حتی کہ میری گردن کو سامان کی طرح چھوڑ دیا پھر انھوں نے زبردستی مجھ سے بیعت لی۔

صاحب کتاب کہتا ہے: ''کیا یہ ایسا ممکن اور معقول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی ڈال کر انھیں کھینچا جائے؟ حالاں کہ آپ تو شیروں کے شیر اور حیدر کرار تھے؟''

امالي الصدوق للصدوق منشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات الخامسة ١٤٠٠ هـ

قال حدثنا عمرو بن حفص عن اسحاق بن نجيح عن حصيب عن مجاهد عن أبي سعيد الخدري قـال أوصى رسول الله ﷺ علي بن أبي طالب عليه السلام فقال يا علي إذا دخلت العروس بيتك فاخلع خفها حين تجلس واغسل رجليها وصب المـاء من باب داوك إلى أقصى دارك فإنك إذا فعلت ذلك أخرج الله من دارك سبعين الف لون من الفقر وادخل فيها سبعين الف لون (سبعين لوناً) من البركة وأنزل عليك سبعين رحمة ترفرف على رأس العروس حتى تنال بركتها كل زاوية من بيتك وتأمن العروس من الجنون والجذام والبرص أن يصيبها ما دامت في تلك الدار وامنع العروس في اسبوعها من الألبان والخل والكزبرة والتفاح الحامض من هـذه الأربعة الأشياء ، فقال علي عليه السلام يا رسول الله ولأي شيء أمنعها من هذه الأشياء الأربعة ، قال لأن الرحم تعقم وتبرد من هـذه الأربعة الأشياء عن الولد، ولحصير في ناحية البيت خير من امرأة لا تلد،فقال علي عليه السلام يا رسول الله لما بال الخل تمنع منه،فقال إذا حاضت على الخل لم تطهر أبداً طهراً بتمام والكزبرة تثير الحيض في بطنها وتشدد عليها الولادة والتفاح الحامض يقطع حيضها فيصير داء عليها ، ثم قال يا علي لا تجامع امرأتك في أول الشهر ووسطه وآخره ، فإن الجنون والجذام والخبل يسرع إليها وإلى ولدها ، يا علي لا تجامع امرأتك بعـد الظهر ، فإنه إن قضى بينكما ولد في ذلك الوقت يكون أحول العين، والشيطان يفرح بالحول في الإنسان ، يا علي لا تتكلم عند الجماع فإنـه إن قضى بينكما ولد لا يؤمن أن يكون أخرس ، ولا ينظرن أحـدكم إلى فرج إمرأته وليغض بصره عند الجماع، فإن النظر إلى الفرج يورث العمى في الولد، يا علي لا تجامع امرأتك بشهوة امرأة غيرك فإني أخشى إن قضى بينكما ولد ان يكون مخنثاً مؤنثاً مخبلاً يا علي من كان جنباً في الفراش مع امرأته فلا يقرأ القرآن فإني أخشى أن ينزل عليها نار من السماء فتحرقهما ، يا علي لا تجامع امرأتك إلا ومعك خرقة ومع أهلك خرقة ولا تمسحا بخرقة واحدة فتقع الشهوة على الشهوة ، فإن ذلك يعقب العداوة بينكما ثم يردكما إلى الفرقة والطلاق ، يا علي لا تجامع امرأتك من قيام

١٥٥

امالي الصدوق

صدوق اپنی کتاب "امالی الصدوق" میں خبر نقل کرتا ہے:

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو وصیت کی کہ اے علی! جب تو اپنی دلہن کے گھر میں داخل ہو تو بیٹھنے کے وقت اس کے موزے اتارنا، اس کے پاؤں دھونا اور گھر کے دروازے سے لے کر گھر کے آخر تک پانی انڈیلنا۔ جب تو یہ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے گھر سے فقر کے ستر ہزار رنگ نکال باہر کرے گا اور برکت کے ستر ہزار رنگ داخل کرے گا اور تجھ پر ستر بار رحمت کرے گا جو دلہن کے سر پر لہلہائیں گی، تمھارے گھر کا ہر زاویہ اسے پالے گا اور دلہن جنون، جذام اور برص وغیرہ بیماریوں سے محفوظ ہو جائے گی جب تک وہ اس گھر میں رہے گی۔ دلہن کو اس کے ہفتے (یعنی ایام مخصوصہ) میں دودھ، سرکہ، ترش سیب اور دھنیاں ان چار چیزوں سے روکنا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان چار چیزوں سے کیوں میں منع کروں؟ آپ نے فرمایا: کیوں کہ رحم بانجھ ہوتا ہے اور ان چار چیزوں سے بچے سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور گھر کے کونے میں بڑی چٹائی اس عورت سے بہتر ہے جو بچہ نہیں جنتی۔ علی علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! سرکہ سے کیوں روکا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب عورت سرکہ پی لے اور اسے حیض آ جائے تو وہ مکمل طور پر کبھی پاک نہ ہو گی۔ اور دھنیاں عورت کے پیٹ میں حیض پیدا کرتا ہے اور ولادت کے وقت مشکل پیش آتی ہے اور ترش سیب حیض کاٹ دیتا ہے تو وہ ہمیشہ بیماری بن جاتی ہے پھر آپ نے فرمایا: اے علی! مہینے کے شروع، درمیان اور آخر میں جماع نہ کرنا، کیوں کہ جنون، جذام اور دیوانہ پن اسے بہت جلدی لگ جائے گا اور اس کے بچے کو ایسی بیماری لگ سکتی ہیں۔ اے علی! ظہر کے بعد جماع نہ کرنا کیوں کہ اس نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ بھینگا ہو گا اور انسان میں بھینگا پن ہو تو شیطان خوش ہوتا ہے۔ اے علی! جماع کے وقت بات بھی نہ کرنا کیوں کہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ گونگا ہو گا اس سے بے خوف نہ رہنا۔ اور جماع کے وقت اپنی

بیوی کی شرم گاہ کومت دیکھنا نیچے جھکا کر رکھنا کیوں کہ جماع کے وقت شرم گاہ دیکھنے سے اولاد میں اندھا پن آجاتا ہے۔ اے علی! کسی دوسری سے شہوت کی وجہ سے اپنی بیوی سے جماع مت کرنا کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ اس کے نتیجے میں ہونے والی اولاد مخنث، مونث (لڑکی) اور دیوانی ہو۔

اے علی! جو اپنی بیوی کے ساتھ بستر پر جنبی ہو تو قرآن مت پڑھو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان دونوں پر آسمان سے آگ نازل ہو تو انھیں جلا دے۔ اے علی! اس حال میں اپنی بیوی سے جماع کر تیرا اور اس کا ایک ایک کپڑا ہو اور دونوں ایک کپڑے سے (شرم گاہ) صاف نہ کریں کیوں کہ ایک شہوت دوسری شہوت پر واقع ہوتی ہے، کیوں کہ اس کا انجام آپس میں عداوت ہوتی ہے پھر بالآخر ان دونوں میں جدائی اور طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

اے علی! تو اپنی بیوی سے حالت قیام میں جماع نہ کرنا، کیوں کہ یہ گدھوں جیسا کام ہے اور اگر اس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوئی تو وہ بستر پر بہتر زیادہ پیشاب کرنے والی ہوگی جس طرح گدھے ہر جگہ پیشاب کرتے ہیں۔ اے علی! عیدالفطر کی رات جماع نہ کرنا کیوں کہ اگر اس کے نتیجے میں اولاد ہوئی تو بہت زیادہ شریر ہوگی۔ اے علی! عیدالاضحیٰ کی رات اپنی بیوی سے جماع مت کرنا، کیوں کہ اگر اس کے نتیجے میں اولاد ہوئی تو چھ یا چار انگلیوں والی ہوگی۔ اے علی! پھل دار درخت کی نیچے اپنی بیوی سے جماع مت کرنا، کیوں کہ اگر اس کے نتیجے میں اولاد ہوئی تو وہ جلاد، قاتل اور کاہن ہوگا۔ اے علی! اپنی بیوی سے سورج کی طرف منہ کر کے جماع نہ کرنا الا یہ کہ اسے کسی کپڑے سے اچھی طرح ڈھانپ لے۔ کیوں کہ اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوگی تو وہ موت تک بھوک اور فقر میں رہے گی۔ اے علی! اپنی بیوی سے اذان اور اقامت کے درمیان جماع نہ کرنا کیوں کہ اگر اس سے جو اولاد پیدا ہوگی تو وہ (لوگوں کے) خون بہانے پر حریص ہوگی۔ اے علی! جب تیری بیوی حاملہ ہو جائے تو اس سے حالت وضو میں ہی جماع کرنا، کیوں کہ اس سے جو اولاد ہو

گی (یعنی اگر وضو کے بغیر جماع کیا تو) اندھے دل اور بخیل الید (خرچ نہ کرنے والی) ہوگی۔ اے علی! تو اپنی بیوی سے نصف شعبان کی رات میں جماع نہ کرنا، کیوں کہ اس سے جو اولاد ہوگی اس کے چہرے میں عیب ہوگا۔ اے علی! کسی بھی مہینے کے آخر میں جماع نہ کرنا جب کہ ابھی دو دن باقی ہوں، کیوں کہ اگر اس صورت میں بچہ ہوا تو وہ ٹیکس لینے والا یا ظالموں کا مددگار ہوگا اور لوگوں میں سے ایک جماعت کی ہلاکت اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اے علی! اپنی بیوی سے عمارت کی چھت پر جماع نہ کرنا، اگر اس صورت میں بچہ پیدا ہوا تو وہ منافق، ریاکار اور بدعتی ہوگا۔ اے علی! جب تو سفر کے لیے نکلے تو اس رات اپنی بیوی سے جماع نہ کرنا، کیوں کہ اگر اس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ اپنا مال ناحق جگہ میں خرچ کرے گا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (الاسراء: ٢٧)

"بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔"

اے علی! جب تو تین دن اور تین راتوں کے لیے سفر پر نکلے اپنی بیوی سے جماع نہ کرنا کیوں کہ اگر اس کے بدلے میں بچہ پیدا ہوا تو وہ تیرے اوپر ظلم کرنے والوں کا معاون ہوگا۔ اے علی! تجھ پر لازم ہے کہ پیر کی رات کو جماع کرے کیوں کہ اس کے نتیجے میں جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ کتاب اللہ کا حافظ اور اللہ کی تقسیم پر راضی ہوگا۔ اے علی! اگر تو اپنی بیوی سے منگل کی رات جماع کرے اور بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ کی شہادت کے بعد شہادت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسے مشرکوں کے ساتھ عذاب نہ دے گا، منہ کا ذائقہ اچھا ہوگا، نرم دل ہوگا، ہاتھ کا سخی اور غیبت، جھوٹ اور بہتان سے زبان کا پاک ہوگا اور اے علی! اگر تو جمعرات کو جماع کرے تو اس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ مقام میں حاتم ہوگا یا علماء میں عالم ہوگا۔

صاحب کتاب کہتا ہے: "آخر تک یہ جوگھٹیا وصیت ہے، عقل اور فطرت سلیم اس کا انکار کرتی ہے!"

الرجعة احمد الاحسائي المدار الثانية بيروت الاولى ١٤١٤ هـ

فصل

في ذكر بعض ما جاء في رجعة أمير المؤمنين -صلوات الله عليه-

في (منتخب البصائر) بسنده عن الأصبغ بن نباتة قال: قال لي معاوية: يا معشر الشيعة تزعمون ان علياً دابة الأرض؟ قلت: نحن نقول اليهود تقوله. فأرسل إلى رأس الجالوت فقال: ويحك تجدلون دابة الأرض عندكم؟ فقال: نعم. فقال: ما هي؟ فقال: رجل فقال: أتدري ما اسمه؟ قال: نعم اسمه (اليا) قال: فالتفت إلي فقال: ويحك يا أصبغ ما أقرب اليا من علي علياً.

وفي (كنز الكراجكي) بسنده عن أبي الجارود عمن سمع علياً ـ صلوات الله عليه ـ يقول: العجب كل العجب بين جمادى ورجب فقام رجل فقال: يا أمير المؤمنين ما هذا العجب الذي لا تزال تعجب منه؟ فقال: ثكلتك أمك وأي عجب اعجب من أموات يضربون كل عدو لله ورسوله ولأهل بيته وذلك تأويل هذه الآية: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تتولوا قوماً غضب الله عليهم قد يئسوا من الآخرة كما يئس الكفار من أصحاب القبور﴾ فإذا اشتد القتل قلتم مات أو هلك أو أي واد سلك وذلك تأويل هذه الآية: ﴿ثم رددنا لكم الكرة عليهم وأمددناكم بأموال وبنين وجعلناكم أكثر نفيراً﴾.

أقول: قوله: وأي عجب من أموات الخ يشير إلى العجب الذي يكون بين جمادى ورجب وذلك لأنه إذا كانت السنة التي يخرج فيها القائم عليه السلام أمطر الناس جمادى الآخر وعشرة أيام من رجب مطراً لم ير الخلائق مثله. وروي أربعين مطرة وروي أربعين يوماً آخرها بين جمادى ورجب حتى أنه لتقع أكثر بيوت أهل الدنيا فتنبت به لحوم المؤمنين وأبدانهم في قبورهم، قال الصادق عليه السلام: وكأني انظر اليهم مقبلين من قبل جهينة ينفضون شعورهم من

٢٠١

هل وصف أمير المؤمنين علي رضي الله عنه بهذا الوصف تشريف له ام اهانة ؟؟

احمد الاحسائی

اپنی کتاب "الرجعة" میں

فصل کا عنوان ذکر کرتے ہیں:

"ان چیزوں کا ذکر جو امیر المومنین علیہ السلام کی رجعت اور آپ کے دابۃ الارض (زمین کا جو پایہ) کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔"
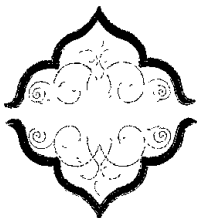
صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو اس وصف کے ساتھ متصف کرنا

اس میں آپ کا شرف ہے یا توہین؟"

الفروع من الكافي للكليني دار الكتب الإسلامية الرابعة ١٣٧٥ هـ

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام إلّا بمئزر .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالله بن محمّد الحجّال ، عن سليمان الجعفريّ قال : مرضت حتّى ذهب لحمي فدخلت على الرضا صلوات الله عليه فقال : أيسرّك أن يعود إليك لحمك ؟ قلت : بلى قال : ألزم الحمّام غبّاً[1] فإنّه يعود إليك لحمك وإيّاك أن تدمنه فإنّ إدمانه يورث السلّ .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن المثنّى بن الوليد الحنّاط ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتدخل الحمّام إلّا و في جوفك شيء يطفىء بعنك وهج المعدة[2] وهو أقوى للبدن ولا تدخله وأنت ممتلىء من الطعام .

٦ ـ عليٌّ بن الحكم ، عن رفاعة بن موسى ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان إذا أراد دخول الحمّام تناول شيئاً فأكله قال : قلت له : إنّ الناس عندنا يقولون : إنّه على الريق أجود ما يكون ، قال : لا بل يؤكل شيء قبله يطفىء المرارة ويسكّن حرارة الجوف .

٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العبّاس ، عن حمزة بن عبدالله ، عن ربعي ، عن عبيد الله الدابقي قال : دخلت حمّاماً بالمدينة فإذا شيخ كبير و هو قيّم الحمّام فقلت : يا شيخ لمن هذا الحمّام ؟ فقال : لأبي جعفر محمّد بن عليّ بن الحسين عليهما السلام فقلت : كان يدخله ؟ قال : نعم ، فقلت : كيف كان يصنع ؟ قال : كان يدخل فيبدء فيطلي عانته وما يليها ثمّ يلفّ على طرف إحليله و يدعوني فأطلي سائر بدنه ، فقلت له يوماً من الأيّام : الّذي تكره أن أراه قد رأيته ، فقال : كلّا إنّ النورة سترة .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ابن بزيع جميعاً ، عن حنان بن سدير ، عن أبيه قال : دخلت أنا وأبي وجدّي وعمّي حمّاماً بالمدينة فإذا رجل في بيت المسلخ فقال لنا : ممّن القوم ؟ فقلنا : من أهل العراق فقال :

(١) أي ائته يوماً وتركه يوماً . (٢) الوهج ، حر النار إذا توقدت .

فعل مستنكر قبيح من عوام الناس فكيف ينسب لامام من أئمة أهل البيت !

کلینی
اپنی کتاب "الفروع من الکافی" میں
ایک خبر بیان کرتا ہے:

''عبیداللہ الدابقی کہتا ہے:

''میں مدینہ میں ایک حمام میں داخل ہوا تو وہاں ایک بوڑھا شخص تھا جو حمام کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ میں نے کہا: اے شیخ یہ حمام کس کا ہے؟

اس نے کہا: ابوجعفر محمد بن علی بن حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا۔ میں نے کہا: وہ اس میں داخل ہوتے تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: وہ کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا: وہ اس میں داخل ہوکر سب سے پہلے اپنی شرم گاہ اور اس کے گرد طلاء کرتے پھر اس کے گرد ایک کنارہ پر کپڑا لپیٹ دیتے اور (پھر) مجھے بلاتے میں سارے بدن پر طلاء کرتا چناں چہ ایک دن میں نے انھیں کہا: وہ چیز (یعنی ذکر، شرم گاہ) جسے آپ ناپسند کرتے ہیں۔ کہ میں اسے دیکھوں تو تحقیق اسے میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو فرمانے لگے: ہرگز نہیں یہ جو نورہ ہے جس سے طلاء لگاتے ہیں وہ تو پردہ ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''ایک برا فعل ہے جسے عوام بھی کرے تو قبیح ہے چہ جائیکہ کہ اہل بیت کے اماموں میں سے کسی امام کی طرف منسوب کیا جائے!''

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و احياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

فأنزل الله : « أجعلتم سقاية الحاجّ و عمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لايستوون عندالله » إلى قوله : إنّ الله عنده أجرٌ عظيمٌ .

٦٠ ـ فس : أبي ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : جاء العباس إلى أمير المؤمنين صلوات الله عليه فقال : انطلق نبايع لك الناس ، فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : أتراهم فاعلون ؟ قال : نعم ، قال : فأين قول الله : « الم أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنّا وهم لايفتنون ولقد فتنّا الذين من قبلهم » أي اختبرناهم « فليعلمنّ الله الذين صدقوا وليعلمنّ الكاذبين [1] » .

٦١ ـ فس أبي ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ عن أبي الطفيل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : جاء رجل إلى أبي عليّ بن الحسين عليهما السلام فقال له : إنّ ابن عبّاس يزعم أنّه يعلم كلّ آية نزلت في القرآن في أيّ يوم نزلت و فيمن نزلت فقال أبي عليه السلام : سله فيمن نزلت : « ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة أعمى و أضلّ سبيلاً [2] » ؟ و فيمن نزلت : « ولا ينفعكم نصحي إن أردت أن أنصح لكم إن كان الله يريد أن يغويكم [3] » وفيمن نزلت : « يا أيّها الذين آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا [4] » ، فأتاه الرجل فسأله فقال : وددت أنّ الذي أمرك بهذا واجهني به فأسأله عن العرش ممّ خلقه الله ، و متى خلق ، و كم هو ، و كيف هو ؟ فانصرف الرجل إلى أبي عليه السلام فقال أبي عليه السلام : فهل أجابك بالآيات ؟ قال : لا قال أبي : لكن اُجيبك فيها بعلم و نور غير المدّعى ولا المنتحل ، أما قوله : « ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة أعمى وأضلّ سبيلاً » ففيه نزل وفي أبيه وأما قوله : « ولا ينفعكم نصحي إن أردت أن أنصح لكم » ففي أبيه نزلت ، و أمّا الاُخرى ففي ابنه نزلت وفينا ، ولم يكن الرباط الذي اُمرنا به ، وسيكون ذلك من نسلنا المرابط [5]

(١) تفسير القمي : ٤٩٣ و الايات في العنكبوت ١ ـ ٣ .
(٢) الاسراء : ٧٢ (٣) هود : ٣٤
(٤) آل عمران : ٢٠٠ (٥) المرابط خل أقول : يوجد ذلك في المصدر .

وهل يقال هذا الكلام في عم النبي صلى الله عليه وسلم وابناء عمه سادة بني هاشم ؟!

مجلسی اپنی کتاب "بحار الانوار" میں
"باب احوال عشائرہ واقر بائہ" کے تحت ایک روایت نقل کرتا ہے:

''ابو جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ابو علی بن حسین علیہ السلام کے پاس آیا اس نے کہا: عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کا خیال ہے کہ قرآن کی ہر آیت کس دن اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے مجھے علم ہے۔ تو میرے باپ علیہ السلام نے کہا: جا اس سے پوچھ کہ ﴿وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ٧٢) کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ﴾ (ھود: ٣٤) کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

وہ شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: میں چاہتا ہوں جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے وہ میرے سامنے آئے اور میں اس سے عرش کے بارے میں سوال کروں کہ اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا، کب پیدا کیا، وہ کیا ہے؟ کتنا ہے؟ پھر وہ آدمی میرے باپ علیہ السلام کے پاس آیا، میرے باپ علیہ السلام نے کہا: کیا اس نے ان آیات کا جواب دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ میرے باپ نے کہا: لیکن میں تجھے اس کے بارے میں علم اور نور کے ساتھ جواب دیتا ہوں دعویٰ نہیں کرتا اور نہ ہی ایسی بات کہتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔ رہی یہ آیت ﴿وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ٧٢) ''اور جو اس میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا۔''

تو اس کے اور اس باپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (یعنی عبداللہ اور عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں، نعوذ باللہ)

اور ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (ھود: ٣٤) ''اور میری نصیحت تمھیں نفع نہ دے گی اگر میں چاہوں کہ تمھیں نصیحت کروں۔'' یہ آیت اس کے باپ کے بارے نازل ہوئی ہے اور دوسری آیات اس کے بیٹے اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور جو (آیت میں) رباط ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے تو وہ عنقریب ہماری نسل سے ہی ہوگا۔

صاحب کتاب کہتا ہے: ''کیا اس طرح کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور چچا کے بیٹوں کے متعلق کہی جا سکتی ہے؟ جب وہ بنو ہاشم کے سردار تھے۔''

کامل الزیارات لابن قولویه القمي — مؤسسة نشر الفقاهة (قم)

کامل الزیارات

يسار ، قال : سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول مثله .

[١٣٤] ٣ ـ حدثني أبي رحمه الله ، عن سعد بن عبد الله ، عن يعقوب ابن يزيد ، عن محمد بن سنان ، عن سعيد بن يسار مثله .

[١٣٥] ٤ ـ حدثني ابي ، عن سعد بن عبد الله ، عن احمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن احمد بن عائذ ، عن ابي سلمة سالم بن مكرم ، عن ابي عبد الله عليه السلام ، قال :

لما حملت فاطمة بالحسين جاء جبرئيل عليه السلام الى رسول الله صلى الله عليه وآله فقال : ان فاطمة ستلد ولداً تقتله امتك من بعدك ، فلما حملت فاطمة بالحسين كرهت حمله و حين وضعته كرهت وضعه ، ثم قال ابو عبد الله عليه السلام : هل رأيتم في الدنيا أمّا تلد غلاماً فتكرهه ، و لكنها كرهته لانها علمت انه سيقتل.

قال: و فيه نزلت هذه الاية : «وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسانَ بِوالِدَيْهِ حُسْناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَ وَضَعَتْهُ كُرْهاً وَ حَمْلُهُ وَ فِصالُهُ ثَلاثُونَ شَهْراً»[١].[٢]

[١٣٦] ٥ ـ حدثني ابي رحمه الله ، عن سعد بن عبد الله ، عن محمد بن حماد ، عن اخيه احمد بن حماد ، عن محمد بن عبد الله ، عن ابيه ، قال : سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول :

---

١ ـ الاحقاف : ١٥.

٢ ـ عنه البحار ٤٤:٢٢١.

رواه في الكافي ١:٤٦٤، عنه البرهان ٤:١٧٢، نور الثقلين ٥ ١٣، تأويل الايات ٢:٥٧٩

یزعمون هذا فی ابنة رسول الله صلی الله علیه وسلم رضی من اکمل المؤمنین ایمانا بالله وبقضائه وقدره !!

ابن قولویہ القمی

اپنی کتاب "کامل الذیارات" میں

اپنی سند سے ایک روایت بیان کرتا ہے:

"ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب فاطمہ، حسین کے ساتھ امید سے ہوئیں تو جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا:

"بے شک فاطمہ ایک لڑکا جنم دے گی جسے تیرے بعد تیری امت اسے قتل کر دے گی۔"

تو جب حسین کے ساتھ فاطمہ حاملہ ہوئیں تو انھوں نے اس کے حمل کو ناپسند کیا اور جب اسے جنم دیا تب اسے ناپسند کیا۔

پھر ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ کوئی ماں اپنے بچے کی پیدائش کو ناپسند کرتی ہو؟ لیکن آپ اس لیے اسے ناپسند کرتی تھیں کیوں کہ آپ نے جان لیا تھا کہ عنقریب اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا یہ حضرات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے متعلق یہ خیالات رکھتے ہیں؟

جب کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں میں سب سے کامل اور اس کی قضا وقدیر پر ایمان رکھنے والی تھیں۔

علل الشرائع للصدوق الأعلمي للمطبوعات بيروت الأولى ١٤٠٨هـ

السلام يوم حظيرة بني النجار ، فلما قال له بعض أصحابه : ناولني أحدهما يا رسول الله قال : نعم الراكبان وأبوهما خير منهما ، وانه صلّى الله عليه وآله وسلّم كان يصلي بأصحابه فأطال سجدة من سجداته فلما سلّم قيل له : يا رسول الله لقد أطلت هذه السجدة ، فقال صلّى الله عليه وآله وسلّم : إن ابني ارتحلني فكرهت ان اعاجله حتى ينزل ، وإنما أراد بذلك (ص) رفعهم وتشريفهم فالنبي (ص) إمام ونبي وعلي (ع) إمام ليس بنبي ولا رسول فهو غير مطيق لحمل أثقال النبوة . قال محمد بن حرب الهلالي: فقلت له : زدني يابن رسول الله فقال : إنك لأهل للزيادة ان رسول الله (ص) حمل علياً عليه السلام على ظهره يريد بذلك أنه أبو ولده وإمام الأئمة من صلبه كما حول رداءه في صلاة الاستسقاء وأراد أن يعلم أصحابه بذلك أنه قد تحوّل الجدب خصباً . قال . قلت له زدني يابن رسول الله (ص) فقال : احتمل رسول الله (ص) علياً (ع) يريد بذلك ان يعلم قومه أنه هو الذي يخفف عن ظهر رسول الله (ص) ما عليه من الدين والعدات والاداء عنه من بعده ، قال . فقلت له . يابن رسول الله (ص) زدني فقال : احتمله ليعلم بذلك أنه قد احتمله وما حمل إلاّ لأنه معصوم لا يحمل وزراً فتكون أفعاله عند الناس حكمة وصواباً وقد قال النبي (ص) لعلي يا علي إن الله تبارك وتعالى حملني ذنوب شيعتك ، ثم غفرها لي وذلك قوله تعالى : ﴿ ليغفر لك الله ما تقدّم من ذنبك وما تأخر ﴾[1] ولما أنزل الله عزّ وجلّ عليه ﴿ عليكم أنفسكم ﴾ قال النبي (ص) : أيها الناس، عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل إذا اهتديتم وعلي نفسي وأخي أطيعوا علياً فإنه مطهر معصوم لا يضل ولا يشقى . ثم تلا هذه الآية : ﴿ قل أطيعوا الله وأطيعوا الرّسول، فإن تولّوا فإنما عليه ما حمل وعليكم ما حملتم وان تطيعوه تهتدوا وما على الرسول إلاّ البلاغ المبين ﴾[2]

(١) سورة الفتح ، آية ٢

(٢) سورة النور، آية : ٥٤

٢٠٨

صدوق

اپنی کتاب "علل الشرائع" میں
ایک لمبی خبر ذکر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

"نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
اے علی! یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھارے شیعہ کے گناہ مجھ پر ڈال دیے ہیں، پھر انھیں میرے لیے معاف کر دیا اور اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ﴾ (الفتح: ٢)
"تاکہ اللہ تیرے لیے بخش دے تیرا کوئی گناہ جو پہلے ہوا اور جو پیچھے ہوا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ عزوجل تو فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾
(الانعام: ١٦٤)

"اور کوئی جان کمائی نہیں کرتی مگر اپنے آپ پر اور نہ کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ اٹھائے گی۔"

الاختصاص للشيخ المفيد الأعلمي للمطبوعات بيروت

ثلاثة نفر بصفين شهد لهم رسول الله ﷺ بالجنّة ولم يرهم : اُويس القرني وزيد بن صوحان العبدي وجندب الخير الأزدي رحمة الله عليهم (١).

✿(سفيان بن ليلى الهمداني)✿

حدّثنا جعفر بن الحسين المؤمن وجماعة من مشايخنا ، عن محمّد بن الحسن بن أحمد ، عن محمّد بن الحسن الصفّار ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن علي بن النعمان ، عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي حمزة الثمالي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : جاء رجل من أصحاب الحسن عليه السلام يقال له : سفيان بن ليلى وهو على راحلة له فدخل على الحسن عليه السلام وهو محتب (٢) في فناء داره فقال له : السلام عليك يا مذلّ المؤمنين ، فقال له الحسن : انزل ولا تعجل ، فنزل فعقل راحلته في الدّار ، ثمّ أقبل يمشي حتّى انتهى إليه قال : فقال له الحسن عليه السلام : ما قلت ؟ قال قلت : السلام عليك يا مذلّ المؤمنين ، قال : وما علمك بذلك ؟ قال : عمدت إلى أمر الاُمّة فحللته من عنقك وقلّدته هذه الطاغية يحكم بغير ما أنزل الله ، قال : فقال الحسن عليه السلام : سأخبرك لم فعلت ذلك سمعت أبي يقول . قال رسول الله ﷺ لن تذهب الأيّام واللّيالي حتّى يلي على اُمّتي رجل واسع البلعوم رحب الصدر يأكل ولا يشبع وهو معاوية ، فلذلك فعلت ماجاءبك ، قال : حبك ؟ قال : الله ، قال : الله ، قال : فقال الحسن عليه السلام : والله لايحبّنا عبد أبداً و لو كان أسيراً بالدّيلم إلّا نفعه الله بحبّنا و إنّ حبّنا ليساقط الذّنوب من ابن آدم كما يساقط الرّيح الورق من الشجر (٣) .

✿(تسمية من شهد مع الحسين بن علي عليهما السلام بكربلا)✿

العباس بن عليّ بن أبي طالب وهو السقّاء قتله حكيم بن الطفيل و اُمّ العباس اُمّ البنين بنت حزام بن خالد بن ربيعة بن الوحيد بن عامر ، وجعفر بن علي ، وعبدالله بن علي بن أبي طالب عليه السلام واُمّهما اُمّ البنين ، ومحمّد بن عليّ واُمّه اُمّ ولد ، وأبو بكر بن عليّ واُمّه ليلى بنت مسعود ، وعليّ بن الحسين بن عليّ بن أبي طالب واُمّه ليلى بنت أبي مرّة بن عروة بن مسعود

(١) نقله المجلسي في البحار ج ٨ ص ٤٢٢ مع توضيح وبيان .
(٢) احتبى بالثوب : جمع بين ظهره وساقيه بعمامة ونحوه . (القاموس)
(٣) نقله المجلسي في البحار ج ١٠ ص ١٠٥ .

قطعوا الإمامة من عقبه وولده رضي الله عنه ووصفوه بأنه مذل المؤمنين (١)

شیخ المفید اپنی کتاب "الاختصاص" میں

سفیان بن لیلی ھمدانی کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

''ابوجعفر علیہ السلام نے بیان کیا کہ اصحاب حسن علیہ السلام میں سے ایک شخص آیا۔ جسے سفیان بن لیلیٰ کہا جاتا ہے چناں چہ جب اپنی کسی سواری پر سوار ہو کر حسن علیہ السلام کے پاس داخل ہوا اور آپ اپنے گھر کے صحن میں گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے کہا: السلام علیك یا مذل المومنین (اے مومنو کو ذلیل کرنے والے! تجھ پر سلام ہو) حسن نے اسے کہا: اتر آ جلدی مت کرنا۔ چناں چہ وہ اپنی سواری سے اترا اور حویلی میں سواری کو باندھ دیا پھر چل کر آپ کے پاس پہنچا تو حسن علیہ السلام نے اسے کہا: تو نے کہا کیا ہے؟ اس نے کہا: السلام علیك یا مذل المومنین (اے مومنو کو ذلیل کرنے والے! تجھ پر سلام ہو) آپ نے فرمایا: تجھے یہ بات کس نے بتائی ہے؟ اس نے کہا: آپ نے امت کے معاملہ کا قصد کیا اور اسے اپنی گردن سے اتار کر اس سرکش کے گلے میں ڈال دیا جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا راوی کہتا ہے حسن علیہ السلام نے کہا: میں تجھے بتاتا ہوں کہ ایسا میں نے کیوں کیا ہے۔

میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن اور رات ہرگز نہیں جائیں گے۔ (مطلب قیامت برپا نہ ہوگی) حتی کہ میری امت سے ایک موٹی گردن والا، کشادہ سینے والا والی نہ بن جائے جو کھاتا ہوگا لیکن سیر نہ ہوگا اور وہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہے، اسی لیے میں نے وہ کہا ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ پھر کہا تم کس سے محبت کرتے ہو، کہا اللہ سے۔ پھر کہا: اللہ سے۔ راوی کہتا ہے حسن علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم سے کوئی بھی بندہ محبت نہیں کرتا اگرچہ وہ دیلم مقام میں قید میں ہو مگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے اسے نفع دیتا ہے اور بے شک ہماری محبت ابن آدم کے گناہ ایسے گرا دیتی ہے جیسے ہوا درخت کے پتے گرا دیتی ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''انھوں نے حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت کو منقطع کر دیا اور انھیں ایمان والوں کو ذلیل کرنے والا قرار دیا ہے!''

حاضراً؟ فقالت : بل حاضراً قال : فرفع(١) رأسه إلى السماء وقال : اللّهمّ إنّه قد ثبت لك عليها أربع شهادات وإنّك قد قلت لنبيّك ﷺ فيما أخبرته به من دينك : يا محمّد من عطّل حدّاً من حدودي فقد عاندني وطلب بذلك مضادّتي اللّهمّ فإنّي غير معطّل حدودك ولا طالب مضادّتك ولا مضيّع لأحكامك بل مطيع لك ومتّبع سنّة نبيّك ﷺ قال : فنظر إليه عمرو بن حريث وكأنّما الرّمان يفقأ في وجهه فلمّا رأى ذلك عمرو قال : يا أمير المؤمنين إنّني إنّما أردت أكفله إذ ظننت أنّك تحبّ ذلك فأمّا إذا كرهته فإنّي لست أفعل فقال أمير المؤمنين عليه السلام : أبعد أربع شهادات بالله؟! لتكفلنّه وأنت صاغر فصعد أمير المؤمنين عليه السلام المنبر فقال : يا قنبر ناد في الناس الصلاة جامعة ، فنادى قنبر في الناس فاجتمعوا حتّى غصّ المسجد بأهله وقام أمير المؤمنين صلوات الله عليه فحمد الله وأثنى عليه ثمّ قال : أيّها الناس إنّ إمامكم خارج بهذه المرأة إلى هذا الظهر ليقيم عليها الحدّ إن شاء الله فعزم عليكم أمير المؤمنين لما خرجتم وأنتم متنكّرون ومعكم أحجاركم لا يتعرّف أحد منكم إلى أحد حتّى تنصرفوا إلى منازلكم إن شاء الله قال : ثمّ نزل فلمّا أصبح الناس بكرة خرج بالمرأة وخرج الناس متنكّرين متلثّمين(٢) بعمائمهم وبأرديتهم والحجارة في أرديتهم وفي أكمامهم حتّى انتهى بها والناس معه إلى الظهر بالكوفة فأمر أن يحفر لها حفيرة ثمّ دفنها فيها ثمّ ركب بغلته وأثبت رجليه في غرز الركاب(٣) ثمّ وضع إصبعيه السبّابتين في أذنيه ثمّ نادى بأعلى صوته يا أيّها الناس إنّ الله تبارك وتعالى عهد إلى نبيّه ﷺ عهداً عهده محمّد ﷺ إليّ بأنّه لا يقيم الحدّ من لله عليه حدّ فمن كان عليه حدّ مثل ما عليها فلا يقيم عليها الحدّ . قال : فانصرف الناس يومئذ كلّهم ما خلا أمير المؤمنين عليه السلام والحسن والحسين عليهما السلام فأقام هؤلاء الثلاثة عليها الحدّ يومئذ وما معهم غيرهم قال : وانصرف فيمن انصرف يومئذ محمّد بن أمير المؤمنين عليه السلام .

(١) والمشهور أنه لا يقام الحد على الحامل سواء كان جلداً أو رجماً فاذا وضعت فان كان جلداً ينتظر خروجها من النفاس لانها مريضة ثم إن كان للولد من يرضعه اقيم عليها الحد ولو رجماً على المشهور من أنه لا يعيش غالباً بدونه وإلا انتظر بها استغناء الولد عنها . (كذا ذكره الشهيد) .

(٢) اللثام ما كان على الفم من النقاب (٣) والغرز الركاب من الجلد

کلینی

اپنی کتاب "الفروع من الکافی" میں

محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہوئے ایک لمبی خبر ذکر کرتا ہے:

"امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی دونوں شہادت والی انگلیاں کانوں میں داخل کر کے اونچی آواز سے منادی لگائی:

اے لوگو! یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عہد لیا جو عہد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے لیا وہ عہد یہ تھا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حد لگنی ہو تو اس پر اس کی مثل حد قائم نہ کرے۔"

راوی کہتا ہے:

"اس دن سارے لوگ چلے گئے سوائے امیر المومنین، اور حسن و حسین علیہم السلام کے، تو ان تینوں نے اس دن اس عورت پر حد لگائی اور ان کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ اس دن جو لوگ واپس چلے گئے تھے ان میں محمد بن امیر المومنین علیہ السلام بھی تھا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس واقعہ میں ظاہری طور پر محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور ان کے باپ میں طعن اور بہتان تراشی ہے۔"

رجال الكشي — محمد بن عمر الكشي — تحقيق: أحمد السيد الحسيني

٥٢ عبد الله بن عباس

حتى قتل رحمة الله عليهما .

ما قيل في أهل عبد الله ومنهم ابن عباس :

وروى محمد بن عيسى بن عبيد عن محمد بن سنان عن موسى بن بكر الواسطي عن الفضيل بن يسار عن ابي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : قال امير المؤمنين عليه السلام : اللهم العن ابني فلان (١) واعم ابصارهما كما أعميت قلوبهما الاجلين في رقبتي واجعل عمى ابصارهما دليلا على عمى قلوبهما .

° ° °

١٥ ـ عبد الله بن عباس :

جعفر بن معروف قال : حدثنا يعقوب بن يزيد الانباري عن حماد ابن عيسى عن ابراهيم بن عمر اليماني عن الفضيل بن يسار عن ابي جعفر عليه السلام قال : أتى رجل ابي عليه السلام فقال : أن فلاناً ـ يعني عبد الله بن العباس ـ يزعم انه يعلم كل آية نزلت في القرآن في أي يوم نزلت وفيم نزلت . قال : فسأله فيمن نزلت ﴿ ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى واضل سبيلا ﴾ (٢) وفيم نزلت ﴿ ولا ينفعكم نصحي أن اردت أن انصح لكم ﴾ (٣) وفيم نزلت ﴿ ياايها الذين آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا ﴾ (٤) فأتاه الرجل وقال : وددت الذي امرك بهذا واجهني به فاسائله ، ولكن سله ما العرش ومتى خلق وكيف هو ؟ فانصرف الرجل إلى ابي فقال له ما قال ، فقال : وهل اجابك في الآيات ؟ قال : لا . قال ولكني اجيبك فيها بنور وعلم

(١) ... عبد الله وعبيد الله ابني عباس ...

(٢) سورة الاسراء آية ٧٢ .

(٣) سورة هود آية ٣٤ .

(٤) سورة آل عمران آية ٢٠٠ .

رجال الكشي — محمد بن عمر الكشي — تحقيق: أحمد السيد الحسيني

عبدالله بن عباس ابن عم رسول الله ، من سادات آل البيت مكانته عند المسلمين (ترجمان القرآن) وهو عند الشيعة : ملعون أعمى البصر والبصيرة !!

محمد بن عمر الکشی

اپنی کتاب "رجال کشی" میں

باب قائم کرتا ہے:

"علی (رضی اللہ عنہ) نے عباس (رضی اللہ عنہ) کے دو بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ پر بددعا کی۔"

پھر اپنی سند سے ابوجعفر علیہ السلام سے بیان کرتا ہے کہ انھوں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! فلاں 1 کے دونوں بیٹوں پر لعنت کر اور ان کی آنکھوں کو اس طرح اندھا کر دے جس طرح تو نے ان کے دلوں کو اندھا کیا ہے اور ان کی آنکھوں کے اندھا پن کو ان کے دلوں کے اندھا پن پر دلیل بنا۔

دوسری سند سے بیان کرتا ہے: "ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص میرے باپ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا: کہ فلاں یعنی عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) یہ گمان کرتا ہے کہ قرآن مجید میں نازل شدہ ہر آیت کے بارے میں علم ہے کہ وہ کس دن نازل ہوئی اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ...... الخ (یہ پورا واقعہ مجلسی کی بحار الانوار کے حوالے سے پیچھے گزر چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں)"

حاشیہ میں ہے: فلاں کے دو بیٹوں سے عبداللہ اور عبیداللہ بن عباس سے کنایہ ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، آل بیت کے سرداروں میں سے ایک ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں یہ قرآن کے ترجمان ہیں لیکن شیعہ کے ہاں لعنتی آنکھوں اور بصیرت سے اندھے ہیں!"

الخاصة فقال حينئذ إذا شئت جعلني الله فداك، ثم قال لحجابه: خذوا به خلف السماطين حتى لا يراه هذا - يعني الموفق - فقام وقام أبي وعانقه ومضى، فقلت لحجاب أبي وغلمانه: ويلكم من هذا الذي كنيتموه على أبي وفعل به أبي هذا الفعل، فقالوا - هذا علوي يقال له الحسن بن علي يعرف بابن الرضا فازددت تعجباً ولم أزل يومي ذلك قلقاً متفكراً في أمره وأمر أبي وما رأيت فيه حتى كان الليل وكانت عادته أن يصلي العتمة ثم يجلس فينظر فيما يحتاج إليه من المؤامرات[1] وما يرفعه إلى السلطان، فلما صلى وجلس، جئت فجلست بين يديه وليس عنده أحد فقال لي: يا أحمد لك حاجة؟ قلت: نعم يا أبه فإن أذنت لي سألتك عنها؟ فقال: قد أذنت لك يا بني فقل ما أحببت، قلت: يا أبه من الرجل الذي رأيتك بالغداة فعلت به ما فعلت من الاجلال والكرامة والتبجيل وفديته بنفسك وأبويك؟ فقال: يا بني ذاك إمام الرافضة، ذاك الحسن بن علي المعروف بابن الرضا، فسكت ساعة، ثم قال: يا بني لو زالت الامامة عن خلفاء بني العباس ما استحقها أحد من بني هاشم غير هذا وإن هذا ليستحقها في فضله وعفافه وهديه وصيانته وزهده وعبادته وجميل أخلاقه وصلاحه ولو رأيت أباه رأيت رجلاً، جزلاً، نبيلاً، فاضلاً، فازددت قلقاً وتفكراً وغيظاً على أبي وما سمعت منه واستزدته في فعله وقوله فيه ما قال، فلم يكن لي همة بعد ذلك إلا السؤال عن خبره والبحث عن أمره، فما سألت أحداً من بني هاشم والقواد والكتاب والقضاة والفقهاء وسائر الناس إلا وجدته عنده في غاية الاجلال والاعظام والمحل الرفيع والقول الجميل والتقديم له على جميع أهل بيته ومشايخه فعظم قدره عندي إذ لم أر له ولياً ولا عدواً إلا وهو يحسن القول فيه والثناء عليه، فقال له بعض من حضر مجلسه من الأشعريين: يا أبا بكر فما خبر أخيه جعفر؟[2] فقال: ومن جعفر فتسأل عن خبره؟ أو يقرن بالحسن جعفر معلن الفسق فاجر ماجن[3] شريب للخمور أقل من رأيته من الرجال وأهتكهم لنفسه، خفيف قليل في نفسه، ولقد ورد على السلطان وأصحابه في وقت وفاة الحسن بن علي ما تعجبت منه وما ظننت أنه يكون وذلك أنه

(١) المؤامرات: المشاورة كالمؤامرة والاستشارة والتآمر (٢) هو المشهور بالكذاب.
(٣) الماجن من لم يبال بما قال وما صنع. والشريب كسكين المولع بالشراب.

وهل يقال مثل هذا الكلام في رجل من آل بيت النبي عليه وعلى آله أفضل الصلاة والسلام؟!!

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

کتاب الحجة کے تحت جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کرتا ہے:

(اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ مشہور کذاب ہے۔) پھر آگے ذکر کیا:

"جعفر رضی اللہ عنہ کون؟"

آپ جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کرتے ہو؟

جعفر (رضی اللہ عنہ) تو ظاہری فسق کرنے والا فاجر، پاگل اور بہت زیادہ شراب پینے والا، مردانگی میں بہت کم، اپنے نفس کی سب سے زیادہ ہتک کرنے والا اور اپنے نفس میں بھی بڑا ضعیف ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا ایسی بات آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی آدمی کے متعلق کہی جاسکتی ہے؟"

تفسير القمي علي بن ابراهيم القمي دار الكتاب قم ايران الثالثة تصوير بيروت ١٣٨٧هـ

الميثاق عليهم له « واما الذين كفروا فيقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا يضل به كثيراً ويهدي به كثيراً » فرد الله عليهم فقال « وما يضل به الا الفاسقين الذين ينقضون عهدالله من بعدميثاقه - في علي - ويقطعون ما امرالله به ان يوصل » يعني من صلة امير المؤمنين (ع) والائمة عليهم السلام « ويفسدون في الارض اولئك هم الخاسرون » قوله (وكيف تكفرون بالله وكنتم امواتاً فاحياكم) اي نطفة ميتة وعلقة واجرى فيكم الروح فاحياكم (ثم يميتكم - بعد - ثم يحييكم) في القيامة (ثم اليه ترجعون) والحياة في كتاب الله على وجوه كثيرة ، فمن الحياة ابتداء خلق الانسان في قوله « فاذا سويته ونفخت فيه من روحي » فهي الروح المخلوق خلقه الله واجرى في الانسان « فقعوا له ساجدين » .

والوجه الثاني من الحياة يعني به انبات الارض وهو قوله يحيي الارض بعد موتها والارض الميتة التي لا نبات لها فاحياؤها بنباتها .

ووجه آخر من الحياة وهو دخول الجنة وهو قوله « استجيبوا لله وارسوله اذا دعاكم لما يحييكم » يعني الخلود في الجنة والدليل على ذلك قوله « وان الدار الآخرة لهي الحيوان » .

واما قوله (واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكافرين) فانه حدثني ابي عن ابن ابي عمير عن جميل عن ابي عبدالله (ع) قال سئل عما ندب الله الخلق اليه ادخل فيه الضلالة ؟ قال نعم والكافرون دخلوا فيه لأن الله تبارك وتعالى امر الملائكة بالسجود لآدم فدخل في امره الملائكة وابليس فان ابليس كان من الملائكة في السماء يعبدالله وكانت

هل وصف امير المومنين باحط الحشرات واحقرها مدح له ام ذم ؟؟!

علی بن ابراہیم القمی

اپنی "تفسیر القمی" میں

ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتا ہے:

انھوں نے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾ (البقرة: ٢٦) قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق فرمایا:

اللہ تعالی نے یہ مثال امیرالمومنین علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمائی ہے۔ "بعوضة" سے مراد امیرالمومنین علیہ السلام ہیں اور "فمافوقما" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ (البقرة: ٢٦)

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو حشرات میں سے سب سے حقیر اور نکمے جانور سے متصف کرنا یہ آپ کی مدح ہے یا مذمت؟"

پانچویں فصل

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر صحابہ رسول ﷺ کی ثناء بیان کی ہے اور ان کے متعلق خبر دی ہے کہ جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ ہیں اور ان میں دس (۱۰) ایسے صحابہ ہیں جنھیں جنت کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جنھیں دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی ہیں۔ (حاشیہ)

نیز فتح مکہ سے پہلے اور بعد والے تمام صحابہ جنھوں نے اسلام قبول کیا ان کی تعریف فرمائی اور اس بات کی وضاحت فرمائی کہ جو اس سے پہلے اسلام لے آئے وہ افضل ہیں اور ان تمام سے اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝﴾ (الحدید: ۱۰)

''تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (یہ عمل بعد میں کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور ان سب سے اللہ نے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خوب باخبر ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کی ازواج (بیویاں) سب کی سب اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

''اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

ان میں سے کسی کو بھی استثنیٰ نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کے درمیان اور نبی ﷺ کے ساتھ باقی رہنے کا اختیار دیا تو ان سب نے آپ ﷺ کی وفات تک آپ کے ساتھ باقی رہنے کو اختیار کیا اور وہ آپ کی عصمت میں رہیں اور اگر وہ دنیا کو اختیار کرتیں یا کفر کرتیں۔ جیسا کہ ان میں سے بعض کے بارے میں شیعہ کا اعتقاد ہے۔ تو ان کے لیے کبھی بھی آپ کے ساتھ باقی رہنا اسلام میں جائز نہ ہوتا۔

پھر مہاجر اور انصار صحابہ کی بھی ثناء بیان کی ہے۔ جیسے سورہ الحشر میں ہے پھر بیان کیا کہ ان کے بعد آنے والے اہل ایمان وہ لوگ ہیں جو ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔ چناں چہ وہ اہل ایمان نہیں میں جو صبح وشام ان پر وشتم کرتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ (الحشر: ١٠)

''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

کیا اس کے بعد عقل اس بات کو قبول کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مبعوث کرے پھر آپ کے خاص ساتھی اور آپ کے خاص احباب کو جھوٹ اور دھوکے کا مرکب بنا دے؟ کیا اللہ تعالیٰ انھیں مرتد لوگوں میں انتہائی ادنیٰ درجے کے لوگ بنا دے گا؟ کیا یہ بات عقل میں سما سکتی ہے کہ یہ سارے کے سارے لوگ ایسے ہی تھے اور ایک کثیر تعداد کو مرتد قرار دے کر استثنیٰ قرار دیں؟

لیکن جو صحابہ کے بارے میں قصص اور اخبار بیان کی جاتی ہیں ان میں بعض تو جھوٹ ہیں بعض میں کمی وبیشی ہے، بعض کو غیر محل پر محمول کیا ہے۔ بعض میں عذر ہیں اور بعض میں غلطیاں ہیں، تاہم صحابہ کرام گناہوں سے معصوم نہیں ہیں۔ لیکن ان کی نیکیاں گناہوں کے مقابلہ میں کئی گناہ زیادہ ہیں۔ یہ تفصیل ذکر کرنے کی جگہ نہیں ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ثناء بیان کی ہے، ان سے راضی ہونے کی خبر دی ہے اور ان سے اچھا وعدہ کیا ہے، چناں چہ نبی ﷺ کی دعوت کے اختتام تک آپ کے ساتھی بن کر رہے، آپ کے ساتھ صبر کا مظاہرہ کیا، مل کر جہاد کیا اور آپ کی وفات کے بعد بھی ثابت قدم رہے اور مرتدین سے قتال کیا تو یہ صحابہ کرام ہمارے آباء واجداد سے بھی زیادہ عذر کے حق دار ہیں اور ان کے متعلق یہی اہل السنہ کا مذہب ہے۔

ہم بات کو طول نہیں دیتے چناں چہ آج تلک بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کے بارے میں

طعن زنی اور جرح کرتے ہیں اور اسی طرح امہات المومنین کے بارے میں گھٹیا زبان استعمال کرتے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کی صحابہ وامہات المومنین کے بارے میں کیسی سنگین باتیں ہیں جو کہ ان کے ہاتھوں نے خود لکھی ہیں۔

لئالیء الأخبار — محمد التویسرکانی — ایران قم

-۹۲- الادعیۃلاداءالدین ج۲

یضم : الجهاد فقال رسول اللہ : لکل ماقلتم فضل ولیس به ولکن اوثق عری الأیمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ وتولی اولیاء اللہ والتبرّی من أعداء اللہ وقدمرت هناك أخبار عجیبة فی فضل المتحابین فی اللہ والمتباغضین فی اللہ منها ان اباعبداللہ قال: ان للہ عموداً من زبرجد اعلاہ معقود بالعرش واسفله فی تخوم الارضین السابعة علیه سبعون الف قصر فی کل قصر سبعون الف مقصورة فی کل مقصورة سبعون الف حوراء قداعدالله ذلك للمتحابین فی اللہ والمتباغضین فی اللہ .

ومرت فی الباب السابع فی لؤلؤان النبی اوتی سمع الخلایق قصة غریبة من لمرأة فاحشة کانت تزنی باینها وتجت بعد موتها بسبب الصلاة علی النبی و آله واللعن علی أعدائهم لهما شیء عظیم فی المقام فارجهما لان لاتفتر من لعن هؤلاء الملاعین وغیرهم من الاعداء .

فی الادعیة لاداء الدین

لؤلؤ: فی ادعیة مجربة لاداء الدین والثروة وفی بعض الادعیة الشریفة التی لایحصی ثوابها وینبغی المداومة علیها فی جمیع الاوقات سیما فی ادبار الصلوات ـ فی الکشکول عن الصادق عن آبائه قال امیر المؤمنین : شکوت الی رسول اللہ دیناً علیّ فقال : یاعلی قل: اللهم اغننی بحلالك عن حرامك، و بفضلك عمن سواك فلو کان علیك مثل ثبیر دیناً قضاہ اللہ عنك. قال طاب ثراہ فی شرح الاربعین بعد نقل هذا قد کثر علیّ الدین فی بعض السنین حتی جاوز الفاً وخمسمأة مثقال ذهباً وکان اصحابه متشددین فی تقاضیه غایة التشدد حتی شغلنی الاهتمام به عن أکثر اشتغالی ولم یکن لی فی وفائه حیلة ولا الی أدائه وسیلة

فی ای دیانة او ملة رایت مثل هذا الکلام ؟

محمد التور سیر کانی

اپنی کتاب "لئالئ الأخبار" میں

صحابہ کرام کے متعلق لعنت کرنے کی مناسب جگہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"تنبیہ! جان لو! کہ سب سے اچھی جگہ، اوقات اور سب سے مناسب حالات کہ جن میں تم ان (صحابہ) پر لعنت کرنا چاہتے ہو وہ (یہ ہے کہ): جب تم قضائے حاجت کی جگہ میں ہو یا تم قضائے حاجت کے لیے اکیلے ہو اور پیشاب سے فارغ ہو کر پاکی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس وقت کہو: اے اللہ! عمر پر لعنت کر، پھر ابوبکر اور عمر پر، پھر عثمان اور عمر پر، پھر معاویہ اور عمر پر، پھر یزید اور عمر پر، پھر ابن زیاد اور عمر پر، پھر ابن سعد اور عمر پر، پھر شمر اور عمر پر، پھر ان کے لشکر اور عمر پر لعنت کر۔ اے اللہ! عائشہ، حفصہ، ہند، ام الحکم پر لعنت کر اور قیامت تک اس شخص پر بھی لعنت کر جو ان کے افعال کو پسند کرے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کس دین وملت میں اس جیسا کلام ملتا ہے؟"

فصل

في سيرته عليه السلام

ومن سيرته ما يعمل من الحدود بأبي بكر وعمر وعايشة. روى في حلية الأبرار السيد هاشم التوبلي بسنده إلى عبد العظيم الحسيني قال. قلت لمحمد ابن علي بن موسى عليه السلام إني لأرجو أن تكون القائم عليه السلام من أهل بيت محمد الذي يملأ الأرض عدلاً وقسطاً كما ملئت جوراً وظلماً فقال عليه السلام: يا أبا القاسم ما منا إلا قائم بأمر الله عز وجل وهاد إلى دين الله، ولكن القائم عليه السلام الذي يطهر الله عز وجل به الأرض من أهل الكفر والجحود ويملأها عدلاً وقسطاً هو الذي تخفى على الناس ولادته ويغيب عنهم شخصه ويحرم عليهم تسميته وهو سمي رسول الله صلى الله عليه وآله وكنيه صلى الله عليه وآله، وهو الذي تطوى له الأرض ويذل له كل صعب وتجتمع إليه أصحابه عدة أصحاب بدر ثلثمائة وثلاثة عشر رجلاً من أقاصي الأرض وذلك قول الله عز وجل: ﴿أينما تكونوا يأت بكم الله جميعاً إن الله على كل شيء قدير﴾ فإذا اجتمعت له هذه العدة من أهل الإخلاص أظهر الله أمره فإذا أكمل له العقد وهو عشرة آلاف رجل خرج بإذن الله عز وجل فلا يزال يقتل أعداء الله حتى يرضى الله عز وجل: قال عبد العظيم: فقلت: يا سيدي فكيف يعلم ان الله عز وجل قد رضي؟ قال: يلقي في قلبه الرحمة فإذا أتى المدينة أخرج اللات والعزى فأحرقهما أقول. يحمل المنع من تسميته عليه السلام وقت ولادته وفي زمان غيبته الصغرى بالاسم الخاص لورود التسمية به عنهم عليهم السلام.

وفيه عن محمد بن جرير الطبري في مسند فاطمة عليها السلام بسنده إلى أبي الجارود عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته متى يقوم قائمكم؟ قال: يا

١١٢

احمد الاحسائی

اپنی کتاب "الرجعة" میں

قائم بامر اللہ کے متعلق کہتا ہے:

"ابوبکر، عمر اور عائشہ پر حد قائم کرے گا۔ آگے چل کر خط کشیدہ عبارت میں کہتا ہے۔ کہ وہ مدینہ میں آئے گا لات اور عزی کو نکال کر جلا دے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کون سی ایسی حدود ہیں جو نبی ﷺ کے دو وزیروں پر اور آپ ﷺ کی پاک باز بیوی پر وہ حد قائم کرے گا؟

کیا قائم بامر اللہ، علی رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ گیا ہے!"

ابن ابی كبشة فيكون هلاكنا ولكن يكون ذخرا فان ظفرت قريش اظهرنا عبادة هذا الصنم واعلمناهم انّنا لم نفارق ديننا وان رجعت دولة ابن ابی كبشة كنّا مقيمين على عبادة الصنم سرّا فاخبر بها جبرئيل عليه السلام رسول الله صلى الله عليه وآله فخبرني بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله بعد قتل عمرو بن عبدودّ فدعاهما فقال كم صنم عبدتما في الجاهلية فقالا يا محمد لاتعيّرنا بما في الجاهلية فقال كم صنما تعبدان اليوم فقالا والذی بعثك بالحق نبيّاً ما نعبد الاّ الله منذ اظهرنا لك من دينك ما اظهرنا فقال يا علی خذ هذا السيف ثمّ انطلق الى موضع كذا وكذا فاستخرج الصنم الذی يعبدانه فاهشمه فان حال بينك وبينه احد فاضرب عنقه فانكبّا على رسول الله صلى الله عليه وآله يقبّلانه ثمّ قالا استرنا يسترك الله فقلت انا الضامن لهما من الله ورسوله ان لايعبدا الاّ الله ولايشركا به شيئا فعاهدا رسول الله صلى الله عليه وآله على ذلك وانطلقت حتّى استخرجت الصنم من موضعه ثم انصرفت الى رسول الله صلى الله عليه وآله فوالله لقد تبيّن ذلك في وجوههما

وقد ابدى ابن ابی الحديد عذرهما حيث قال

عذرتكما إن الحمام لمبغض	وإنّ بقاء النفس للنفس محبوب
دعا قصب العلياء يملكها امرء	بغير أفاعيل الدنائة مغصوب

[illegible]

ويوضح هذا المعنى ما ذكره البلاذری وهو من الجمهور في تاريخه قال لمّا قتل الحسين بن علی عليهما السلام كتب عبدالله بن عمر الى يزيد بن معاوية ، امّا بعد فقد عظمت الرزيّة وجلّت المصيبة ، وحدث في الاسلام حدث عظيم ، ولا يوم كيوم الحسين فكتب اليه يزيد لعنه الله يا أحمق إنّا جئنا الى بيوت منجّدة ، وفرش ممهدة ، ووسائد منضّدة فقاتلنا عنها فان يكن الحقّ لنا فمن حقّنا وان يكن لغيرنا فابوك اوّل من سنّ هذا وابتزّه واستأثر بالحقّ على اهله فبعث الى عبدالله بن عمر عهداً كتبه ابوه الى معاوية هذا عهد من عمر بن الخطاب الى معوية بن ابی سفيان

إعلم يا معوية أنّ محمّداً قد جاء بالا فك والسحر ومنعنا من اللاّت والعزّى وحوّل

إلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا — أليس هذا صاحب النبي في الغار؟

نعمة اللہ الجزائری

اپنی کتاب "انوار النعمانیة" میں

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک لمبی روایت نقل کرنے کے بعد کہتا ہے:

''اس حدیث پر تعجب نہ کرو کیوں کہ خاص طور پر بعض اخبار میں مروی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور اس کی گردن میں ایک بت لٹکا ہوتا اور اس کو سجدہ کرتا تھا۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی نہیں ہیں؟ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ: ٤٠)

''اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو بلاشبہ اللہ نے اس کی مدد کی، جب اسے ان لوگوں نے نکال دیا جنھوں نے کفر کیا، جب کہ وہ دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

الزام الناصب في إثبات الحجة الغائب علي الحائري الأعلمي للمطبوعات بيروت الرابعة ١٣٩٧هـ

لا تأخذوا المصاحف ودعوها تكون عليهم حسرة كما بدلوها وغيروها وحرفوها ولم يعملوا بما فيها قال المفضل يا مولاي ثم ماذا يصنع المهدي قال عليه السلام يثور سرايا على السفياني الى دمشق فيأخذونه ويذبحونه على الصخرة ثم يظهر الحسين عليه السلام في اثنى عشر الف صديق واثنين وسبعين رجلا اصحابه يوم كربلا فيا لك عندها من كرة زهراء بيضاء ثم يخرج الصديق الاكبر امير المؤمنين عليه السلام علي بن ابي طالب وينصب له القبة بالنجف ويقام أركانها ركن بالنجف وركن بهجر وركن بصفا وركن بأرض طيبة لكأني أنظر الى مصابيحها تشرق في السماء والارض كأضواء من الشمس والقمر فعندها تبلى السرائر وتذهل كل مرضعة عما ارضعت الى آخر الاية ثم يخرج السيد الاكبر محمد رسول الله (ص) في أنصاره والمهاجرين ومن آمن به وصدقه واستشهد معه ويحضر مكذبوه والشاكون فيه والرادون عليه والقائلون فيه انه ساحر وكاهن ومجنون وناطق عن الهوى ومن حاربه وقاتله حتى يقتص منهم بالحق ويجازون بأفعالهم منذ وقت ظهور رسول الله (ص) الى ظهور المهدي مع امام امام ووقت وقت ويحق تأويل هذه الاية ونريد أن نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين ونمكن لهم في الارض ونرى فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون قال المفضل يا سيدي ومن فرعون ومن هامان قال عليه السلام أبو بكر وعمر قال المفضل يا سيدي ورسول الله وامير المؤمنين صلوات الله عليهما يكونان معه فقال لابد ان يطأ الارض أي والله حتى ما وراء الخاف أي والله وما في الظلمات وما في قعر البحار حتى لا يبقى موضع قدم الا وطئاه واقاما فيه الدين الواجب لله تعالى ثم لكأني أنظر يا مفضل الينا معاشر الائمة بين يدي

لم لم يقل النبي صلى الله عليه وآله وسلم هذا عنهما مع انه مؤيد بالوحي ؟؟

علی الجزائری

اپنی کتاب ”الزام الناصب فی اثبات حجۃ الغائب“ میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو فرعون اور ہامان قرار دیتے ہوئے ایک خبر نقل کرتا ہے:

”مفضل نے کہا: اے میرے سردار ﴿وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾ (القصص:٦) فرعون اور ہامان کون ہیں؟ تو جواب دیتے ہوئے علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ ابوبکر اور عمر ہیں۔“
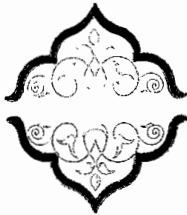
صاحب کتاب کہتا ہے:

”یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق کیوں نہیں فرمائی؟ حالانکہ آپ پر تو وحی کی جاتی تھی۔“

المصباح للكفعمي — دار الكتب العلمية النجف الأشرف — الطبعة الثانية ١٣٤٩ هـ

٥٥٢

وَالآخِرَةِ حَتّى لا يَظفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الباطِلِ إلّا مَزَّقَهُ وَيُحِقَّ الحَقَّ وَ
يُحَقِّقَهُ اللّهُمَّ وَاجْعَلهُ مَفْزَعاً لِلْمَظْلُومِ مِنْ عِبادِكَ وَناصِراً لِمَنْ لا يَجِدُ
لَهُ ناصِراً غَيْرَكَ وَمُجَدِّداً لِما عُطِّلَ مِنْ أَحْكامِ كِتابِكَ وَمُشَيِّداً لِما وَرَدَ مِنْ
أَعْلامِ دِينِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاجْعَلهُ اللّهُمَّ مِمَّنْ
حَصَّنْتَهُ مِنْ بَأْسِ المُعْتَدِينَ اللّهُمَّ وَسُرَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
بِرُؤْيَتِهِ وَمَنْ تَبِعَهُ عَلى دَعْوَتِهِ وَارْحَمِ اسْتِكانَتَنا مِنْ بَعْدِهِ اللّهُمَّ اكْشِفْ
هذِهِ الغُمَّةَ عَنْ هذِهِ الأُمَّةِ بِحُضُورِهِ وَعَجِّلِ اللّهُمَّ ظُهُورَهُ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً
وَنَراهُ قَرِيباً بِرَحْمَتِكَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ ثُمَّ تَضْرِبُ عَلى فَخِذِكَ الأَيْمَنِ ثَلاثاً وَ
تَقُولُ يا مَوْلايَ يا صاحِبَ الزَّمانِ ثُمَّ ادْعُ بِهذا الدُّعاءِ المَرْوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلامُ
اللّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَالْعَنْ صَنَمَيْ قُرَيْشٍ وَجِبْتَيْهِما وَطاغُوتَيْهِما وَ
إِفْكَيْهِما وَابْنَتَيْهِما اللَّذَيْنِ خالَفا أَمْرَكَ وَأَنْكَرا وَحْيَكَ وَجَحَدا إِنْعامَكَ وَعَصَيا
رَسُولَكَ وَقَلَبا دِينَكَ وَحَرَّفا كِتابَكَ وَأَحَبّا أَعْداءَكَ وَجَحَدا آلاءَكَ
وَعَطَّلا أَحْكامَكَ وَأَبْطَلا فَرائِضَكَ وَأَلْحَدا فِي آياتِكَ وَعادَيا أَوْلِياءَكَ وَ
والَيا أَعْداءَكَ وَخَرَّبا بِلادَكَ وَأَفْسَدا عِبادَكَ اللّهُمَّ الْعَنْهُما وَأَتْباعَهُما
وَأَوْلِياءَهُما وَأَشْياعَهُما وَمُحِبِّيهِما فَقَدْ أَخْرَبا بَيْتَ النُّبُوَّةِ وَرَدَما بابَهُ وَ
نَقَضا سَقْفَهُ وَأَلْحَقا سَماءَهُ بِأَرْضِهِ وَعالِيَهُ بِسافِلِهِ وَظاهِرَهُ بِباطِنِهِ وَ
اسْتَأْصَلا أَهْلَهُ وَأَبادا أَنْصارَهُ وَقَتَلا أَطْفالَهُ وَأَخْلَيا مِنْبَرَهُ مِنْ وَصِيِّهِ
وَوارِثِ عِلْمِهِ وَجَحَدا إِمامَتَهُ وَأَشْرَكا بِرَبِّهِما فَعَظِّمْ ذَنْبَهُما وَخَلِّدْهُما فِي
سَقَرَ وَما أَدْراكَ ما سَقَرُ لا تُبْقِي وَلا تَذَرُ اللّهُمَّ الْعَنْهُمْ بِعَدَدِ كُلِّ مُنْكَرٍ أَتَوْهُ

کفعمی

اپنی کتاب "المصباح" میں

ایک دعا ذکر کرتا ہے، جس کا نام "دعا صنمی قریش" ہے۔

جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت و درود بھیج اور قریش کے دو بتوں اور دو طاغوتوں ان کی، بیٹوں اور بیٹیوں پر لعنت کر جنھوں نے تیرے حکم کی نافرمانی کی، تیری وحی اور تیرے انعام کا انکار کیا، تیرے رسول کی نافرمانی کی اور دونوں نے تیرے دین کو بولا، تیری کتاب میں تحریف کی اور تیرے دشمنوں سے محبت کی......الخ۔"

پھر اسی طرح بد دعا لمبی چوڑی ذکر کی ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ کے ہاں یہ دُعا" صنمی قریش" کے نام سے مشہور ہے اور قریش کے دو بتوں سے مراد ان کی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اس دعا کو شیعہ کے کبار علماء نے معتمد قرار دیا ہے جن میں خمینی اور تحفہ عوام مقبول ہیں۔خوئی نے جسے المصباح سے نقل کیا ہے اور یہ دعا ان کے عوام اور خواص کے ہاں مقبول دعاؤں میں سے ہیں۔"

ثبت في المستفيض من الطرفين : إن من مات ولم يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية .

ويجب اعتقاد ان فاطمة ﷺ مطهرة معصومة من الذنوب والمعاصي ، وان الله أمر بطاعتها ومحبتها ، فيجب تعظيمها لوجوه :

منها قوله ﷺ : فاطمة بضعة مني ، من آذاها فقد آذاني ، وفي حديث آخر من طريقهم كالمتواتر : فاطمة بضعة مني يؤذيني ما آذاها .

وهذه الاخبار واضرابها مما توجب لها العصمة ، فهي داخلة في آية التطهير ، كما استفاضت به الروايات من طرقهم ، ولقد أظهر الله لها كرامات ومعاجز ، لو جاز لها دعوى النبوة والإمامة ، لثبت لها ذلك الشأن ، فهي اصل الائمة ﷺ ، وكلهم في ذريتها ما عدا بعلها ، فهي افضل نساء العالمين من الاولين والآخرين ، ولقد نقل السيوطي في انموذج اللبيب : ان فاطمة عليها السلام ، وأخاها إبراهيم افضل من الخلفاء الاربعة ، فكلامه حق بالنسبة لغير علي ﷺ ، فكيف يرتضون ويعتذرون عن أولئك الخلفاء بما صنعوا بها من تلك الارزاء ، وينفون عصمتها ، بل نسبوا إليها مالا يجوز نسبته لسائر النساء .

ويجب اعتقاد ان المحارب لعلي ﷺ وللائمة كافر لقول النبي ﷺ فيما اشتهر بين الفريقين : ياعليّ حربك حربي ، وسلمك سلمي ، وحرب عليّ كحرب رسول الله ﷺ بتنصيص هذه الاخبار ، وحرب النبي كفر بالاجماع ، فيكون حرب عليّ كذلك ، وإلا لم تصح هذه القضية الحملية ، ولا حمل هذه المواطاة بالكلية ، فبهذا نعتقد ونقطع بأن معاوية وطلحة والزبير [illegible] وأهل النهروان وغيرهم ممن حاربوا علياً والحسن والحسين ﷺ كفار بالتاويل ، وإن كان بما نطق به القرآن ومتواتر الاخبار ، فلا تغير بما أبداه بعض المشبهة من علماء الفريقين ، حيث اثبتوا لهم البقاء على الإسلام ، ركوناً إلى اخبار تضمنت الكف عنهم ، وعن أموالهم ، وعن ذراريهم بعد الهزيمة والإسلام ، وليس ذلك بنافع ؛ لان الكف عنهم إنما هو للمنة عليهم من رسول الله ﷺ ، على اهل مكة مع كونهم كفاراً بالإجماع ، ولعلمه بخروج

يلمزون بالمرأة عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها
فهذا معتقدهم في زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم !!

حسین آل عصفور البحرانی

اپنی کتاب "محاسن الاعتقاد فی اصول الدین" میں

صحابہ کے متعلق کہتا ہے:

''واجب ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں کہ علی علیہ السلام اور ائمہ سے لڑائی کرنے والا کافر ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان ہے:

''اے علی! جس نے تجھ سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے تجھے سلامتی سے رکھا اس نے مجھے سلامتی سے رکھا۔''

ان اخبار سے معلوم ہوا کہ علی سے لڑائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنے کی طرح ہے، اور نبی سے جنگ کرنے والا بالا جماع کافر ہے۔ لہٰذا علی سے جنگ کرنا بھی ایسے ہی ہے ورنہ یہ قضیہ درست نہ ہوگا۔ چناں چہ ہم قطعی طور پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ معاویہ، طلحہ، زبیر، عورت (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور اہل بزوان وغیرہم جنھوں نے علی حسن و حسین علیہ السلام سے جنگ کی یہ سب کفار بالتاویل ہیں۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''عورت سے مراد انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا لیا ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے!''

لؤلؤة البحرين للشيخ يوسف البحراني — منشورات مكتبة العلوم العامة البحرين

لانه نائب الامام عليه السلام ، فكان الشيخ يكتب الى جميع البلدان كتبا بدستور العمل في الخراج وما ينبغي تدبيره في أمور الرعية حتى أنه غير القبلة في كثير من بلاد العجم باعتبار مخالفتها لما يعلم من كتب الهيئة ، وقد تقدم في ترجمة الشيخ حسين بن عبد الصمد والد شيخنا البهائي رحمهما الله ما يشير الى ذلك ، قال مولانا السيد نعمة الله الجزائري في صدر كتابه شرح عوالي اللئالي : « وأيضا الشيخ علي بن عبد العالي عطر الله مرقده لما قدم اصفهان وقزوين في عصر السلطان العادل الشاه طهماسب أنار الله برهانه مكنه من الملك والسلطان وقال له أنت أحق بالملك لانك النائب عن الامام عليه السلام وانما أكون من عمالك اقوم باوامرك ونواهيك ، ورأيت للشيخ أحكاما ورسائل الى الممالك الشاهية الى عمالها أهل الاختيار فيها تتضمن قوانين العدل وكيفية سلوك العمال مع الرعية في أخذ الخراج وكميته ومقدار مدته ، والامر لهم باخراج العلماء من المخالفين لئلا يضلوا الموافقين لهم والمخالفين ، وأمر بأن يقرر في كل بلد وقرية اماما يصلي بالناس ويعلمهم شرائع الدين ، والشاه — تغمده الله برضوانه — يكتب الى أولئك العمال بأمتثال أوامر الشيخ وأنه الاصل في تلك الاوامر والنواهي ، وكان — رحمه الله — لايركب ولا يمضي الا والسباب يمشي في ركابه مجاهرا بلعن الشيخين ومن على طريقتهما (انتهى كلامه زيد مقامه) .

(أقول) — ان ما نقله عن الشيخ المزبور من ترك التقية والمجاهرة بسب الشيخين خلاف ما استفاضت به الاخبار عن الائمة الاخيار الابرار عليهم السلام ، وهي غفلة من شيخنا المشار اليه ان ثبت النقل المذكور ، وقد نقل السيد المذكور ان علماء الشيعة الذين في مكة المشرفة كتبوا الى علماء اصفهان من أهل المحارب والمنابر : انكم تسبون أئمتهم في اصفهان ونحن في الحرمين نعذب بذلك اللعن والسب (انتهى) وهو كذلك .

هذا من أطلق عليه الشيعة لقب (المحقق الثاني) ، لعن الشيخين كانت سجيته وعادته ، فألف كتابه (نفحات اللاهوت في لعن الجبت والطاغوت)

شیخ یوسف البحرانی

اپنی کتاب "لؤلؤۃ البحرین" میں

شیخ علی بن عبدالعالی کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"آپ رحمہ اللہ جب بھی کسی سواری پر سوار ہوتے اور کہیں جاتے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت اونچی آواز سے شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر اور ہر اس شخص پر لعنت بھیجتے جو ان کے طریقے پر ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

شیعہ حضرات اس شخص کو محقق ثانی کا لقب دیتے ہیں، شیخین پر لعنت کرنا اس کی عادت اور وطیرہ تھا اس نے ایک کتاب لکھی ہے:

"نفحات الاھوت فی لعن الجبت و الطاغوت"

تفسير القمي . علي بن ابراهيم القمي . دار الكتاب . قم ايران . الثانية . تصوير بيروت ١٣٨٧هـ

ثم خاطبها فقال : (عسى ربه أن طلقكن ان يبدله ازواجاً خيراً منكن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثيبات وابكاراً) عرض عائشة لأنه لم يتزوج ببكر غير عائشة ، حدثنا محمد بن جعفر قال : حدثنا محمد بن عبدالله (عبداللہ بن محمد) عن ابن ابي نجران عن عاصم بن حميد عن أبي بصير قال : سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول : إن تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما - إلى قوله - وصالح المؤمنين ، قال صالح المؤمنين علي بن ابي طالب عليه السلام ، اخبرنى الحسين بن محمد عن المعلى بن محمد عن احمد بن محمد بن عبدالله عن يعقوب بن يزيد عن (زیاد) سليمان الكاتب عن بعض اصحابه عن ابي عبدالله عليه السلام في قوله (يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين) قال هكذا نزلت فجاهد رسول الله صلى الله عليه وآله الكفار وجاهد علي عليه السلام المنافقين فجاهد علي عليه السلام جهاد رسول الله صلى الله عليه وآله اخبرنا احمد بن إدريس عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن زرعة بن محمد عن ابي بصير قال سألت ابا عبدالله عليه السلام عن قول الله (قوا انفسكم واهليكم ناراً وقودها الناس والحجارة) قلت : هذه نفسي أقيها فكيف أقي اهلي ؟ قال : تأمرهم بما أمرهم الله وتنهاهم عما نهاهم الله عنه فان اطاعوك كنت قد وقيتهم وان عصوك فكنت قد قضيت ما عليك ، قال الحسين وحدثني محمد بن الفضيل عن ابي الحسن عليه السلام في قوله (يا ايها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً) قال عليه السلام : يتوب العبد ثم لا يرجع فيه وان أحب عباد الله إلى الله المتقي التائب قال علي بن ابراهيم في قوله (ضرب الله مثلا) ثم ضرب الله فيهما مثلا فقال (ضرب الله مثلا للذين كفروا امرأة نوح وامرأة لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتاهما) فقال والله ما عنى بقوله فخانتاهما إلا الفاحشة وليقيمن الحد على فلانة فيما اتت في طريق وكان فلان يحبها فلما أرادت ان تخرج إلى .. قال لها فلان لا يحل لك ان تخرجي من غير محرم فزوجت نفسها من فلان قوله (ثم ضرب الله مثلا للذين آمنوا امرأة فرعون

نسخة جديدة واضح فيها الحذف والتكنية ولكن الافصاح في تفسير شبر والبرهان للبحراني !! وفيها اتهام عائشة وطلحة رضي الله عنهما بالفاحشة عياذاً بالله

علی بن ابراہیم القمی

نے اپنی "تفسیر القمی" میں

درج ذیل آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"فرمان الٰہی ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا﴾

میں

﴿فَخَانَتٰهُمَا﴾ کے متعلق کہتا ہے:

"اللہ کی قسم! اس سے مراد فاحشہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ فلاں عورت پر ضرور حد قائم کرے گا اس پر جو کچھ اس نے راستے میں کیا۔ اور فلاں شخص اس سے محبت کرتا تھا تو اس (عورت) نے اس (جگہ) کی طرف نکلنا چاہا تو فلاں شخص نے اس (عورت) سے کہا کہ تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ تو غیر محرم کے ساتھ نکلے تو اس (عورت) نے فلاں شخص سے نکاح کر لیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

جس نسخے کی ہم نے تصویر لی ہے یہ جدید نسخہ ہے اس میں الفاظ حذف ہیں اور ڈاٹ وغیرہ لگائے گئے ہیں لیکن تفسیر شبر اور بحرانی کی تفسیر البرھان میں واضح الفاظ ہیں اور اس میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو فاحش بول کر تہمت لگائی گئی ہے۔ عیاذ اللہ

■ ومن غريب ماشهدوا به على طلحة وعثمان من شكّهم في الاسلام وشهادة الله عليهم بالكفر بعد إظهار الايمان ماذكره السدى ايضاً، في تفسير قوله تعالى يا ايّها الّذين آمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارى أولياء بعضهم أولياء بعض ومن يتولّهم منكم فانّه منهم انّ الله لا يهدى القوم الظالمين، قال لمّا أصيب أصحاب النبيّ ﷺ باحد قال عثمان لألحقنّ بالشام، فانّ لي به صديقا من اليهود يقال له دهلك فلآخذنّ منه أماناً، فانّى أخاف ان يدال(١) علينا اليهود وقال طلحة بن عبدالله لأخرجنّ الى الشام، فانّ لي به صديقا من النصارى فلآخذنّ منه أماناً فانّى اخاف ان يدال علينا النصارى

■ قال السدى فأراد احدهما ان يتهوّد والآخران يتنصّر؛ قال فأقبل طلحة الى النبيّ ﷺ وعنده علىّ بن ابيطالب ﷺ فاستأذنه طلحة في المسير الى الشام، وقال انّ لي بها مالاً آخذه ثمّ أنصرف، فقال النبيّ ﷺ على مثل هذا الحال تخذلنا وتخرج، فأكثر على النبيّ ﷺ من الاستيذان فقال علىّ ﷺ يارسول الله إئذن لابن الحضرمية، فكفّ طلحة عن الاستيذان عند ذلك فأنزل الله عزّ وجلّ فيهما، ويقول الّذين آمنوا أهؤلاء الّذين أقسموا بالله جهد ايمانهم انّهم لمعكم حبطت اعمالهم، يقول انّه يحلف لكم انّه مؤمن معكم فقد حبط عمله مادخل فيه من امر المسلمين حيث نافق فيه

ومن غريب ما ألقوا اليه من الطعن في اصل عثمان ونسبه مارواه علمائهم وذكره ابو المنذر هشام بن السائب الكلبى في كتاب المثالب فقال ماهذا لفظه، وممّن كان يلعب به ويتخنّث ثمّ ذكر من كان كذلك قال وعفّان بن أبي العاص بن امية ممّن كان يتخنّث ويلعب به وأغرب من هذا ماذكره في ذمّ اصل طلحة بن عبدالله وطعنهم في نسبه وكونهم جعلوه ولد زنا، وقد ذكره جماعة من الرواة وذكره ايضا ابو المنذر هشام بن محمد السائب الكلبى في كتاب المثالب، فقال وذكر من جملة البغايا من ذوى الرايات صعبة فقال وامّا صعبة فهي بنت الحضرمى كانت لها راية بمكّة فوقع عليها ابوسفيان، وتزوّجها عبيدالله بن عثمان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم فجائت بطلحة بن عبيدالله لستة أشهر، فاختصم ابوسفيان وعبيدالله

(١) دالت الايام دارت ودال الزمان دولة انقلب من حال الى حال يقال دالت له الدولة ودالت الايام بكذا ودال الرجل دولا ودالة صار شهرة

وهل مع هذه حالة بزوجة النبي عليه الصلاة والسلام ابنتيه؛ او حتى ربيبتيه؛ قليلاً من التفكر!!

نعمة الله الجزائری

اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں

عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ پر طعن کے حوالے سے کہتا ہے:

"انتہائی غریب (روایت) جو عثمان کے اصل اور نسب میں طعن کے حوالے سے پہنچی ہے وہ روایت ہے جسے ابوالمنذر ہشام بن السائب الکلبی "کتاب المثالب" میں روایت کیا ہے، وہ کہتا ہے: جس کے ساتھ لوگ کھلواڑ کرتے اور وہ مخنث بن جاتا تھا۔ (وہ یہ عثمان ہے) پھر اس طرح لوگ بھی ذکر کیے اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بھی انھیں میں سے ایک ہے کہ جس کے ساتھ کھلواڑ ہوتا اور وہ مخنث بن جاتا تھا۔ اور اس سے عجیب بات کہ جو انھوں نے طلحہ بن عبداللہ کی اصل اور اس کے نسب میں طعن کے حوالے سے ذکر کی ہے وہ یہ کہ حرامی آدمی تھا اور اسے رواۃ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔

اور اسی طرح ابوالمنذر ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کتاب المثالب میں ذکر کیا ہے۔ اور متعدد کنجریوں کا بھی ذکر ہے جن کے جھنڈے ہوتے تھے ایک صعبہ نامی عورت جو الحضرمی کی بیٹی تھی تو اس کا بھی مکہ میں جھنڈا ہوتا تھا۔ ابوسفیان نے اس سے زنا کیا اور عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے اس سے نکاح کیا تو چھ ماہ بعد طلحہ بن عبیداللہ پیدا ہوا پھر ابوسفیان اور عبیداللہ کا جھگڑا ہوا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"جس شخص کا یہ حال ہو تو کیا نبی ﷺ اپنی دو بیٹیوں یا اپنی دو ربیبہ کا نکاح کر سکتے ہیں؟ تھوڑا سا غور وفکر کر لیں!"

مرآة العقول | للمجلسي | دار الكتب الإسلامية | الثانية | ١٤٠٤ هـ

ما تحملون

٥٢٣ ـ محمّد بن أحمد القمّي، عن عمّه عبدالله بن الصلت، عن يونس بن عبدالرحمن عن عبدالله بن سنان، عن حسين الجمال، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله تبارك و تعالى: «ربّنا أرنا اللّذين أضلّانا من الجنّ والإنس نجعلهما تحت أقدامنا ليكونا من الأسفلين»[1] [illegible]

٥٢٤ ـ يونس، عن سورة بن كليب عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله تبارك و تعالى: «ربنا أرنا اللّذين أضلّانا من الجنّ و الإنس نجعلهما تحت أقدامنا ليكونا من الأسفلين» قال: يا سورة هما والله هما ـ ثلاثاً ـ والله يا سورة إنّا لخزّان علم الله في السماء وإنّا لخزّان علم الله في الأرض

٥٢٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن سليمان

ما يحمله هؤلاء الضعفاء من الشيعة، فكذلك هؤلاء الضعفاء لايحملون ما تحملون أنتم.

الحديث الثالث والعشرون والخمسماءة: مجهول، و يحتمل أن يكون الجمال، حسين بن أبي سعيد المكاري، والخبر حسن، أو موثق.

قوله عليه السلام: «هما» أي أبوبكر و عمر و المراد بـ«فلان» عمر أي الجن المذكور في الآية عمر، و إنما سمي به لانه كان شيطاناً، إما لانه كان شرك شيطان لكونه ولد زنا أو لانّه كان في المكر و الخديعة كالشيطان، و على الاخير يحتمل العكس بأن يكون المراد بفلان أبابكر.

الحديث الرابع والعشرون والخمسماءة: مجهول، و يمكن أن يعد حسنا لان الظاهر أن سورة هو الاسدي.

قوله عليه السلام: «انا لخزان علم الله في السماء» أي من أهل السّماء والارض أو العلوم السماوية والارضية.

الحديث الخامس والعشرون والخمسماءة: صحيح.

(١) فصلت: ٢٩.

تأمل جيداً: هل يتزوج النبي صلى الله عليه وسلم ابنة رجل موصوف بهذا؟ وهل يزوجه علي رضي الله عنه ابنته الطاهرة؟

مجلس

اپنی کتاب "مراۃ العقول" میں فرمان الٰہی

﴿ رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے

ابوعبداللہ علیہ السلام کا قول ذکر کرتا ہے:

"اس نے کہا: وہ دونوں پھر فرمایا: فلاں تو شیطان ہے۔"

اس کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتا ہے:

"آپ (ابوعبداللہ) کا "ھما" (وہ دونوں) سے مراد ابوبکر اور عمر ہیں اور فلاں سے مراد عمر ہے یعنی آیت میں مذکور "جن" سے مراد عمر ہے یہ نام اس لیے ہے کہ وہ خود شیطان ہے یا اس لیے کہ شیطان اس کی پیدائش میں شامل تھا کیوں کہ یہ حرامی تھا یا اس لیے کہ شیطان کی طرح دھوکا دینے اور چال چلنے میں اس کی طرح ہے اور آخری بات میں اس کے برعکس کا بھی احتمال ہے کہ فلاں سے مراد ابوبکر ہو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"خوب غور کریں! کیا نبی ﷺ ایسے شخص کی بیٹی سے نکاح کریں گے؟

اور کیا علی رضی اللہ عنہ اپنی پاک بیٹی سے اس (عمر رضی اللہ عنہ) سے نکاح کر سکتے ہیں؟"

بحار الأنوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و احياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

٢٣٥
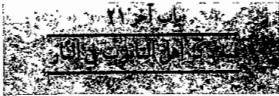
١ - الاحتجاج: سليم بن قيس الهلالي عن سلمان الفارسي، قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام في يوم بيعة أبي بكر لعنه الله: لستُ بقائل غير شيء واحد، اذكركم بالله ايّها الأربعة، يعنيني و الزبير وأبا ذر والمقداد، أسمعتم رسول الله ﷺ يقول: انّ تابوتاً من نار فيه اثنا عشر رجلاً ستّة من الأوّلين، وستة من الآخرين، في جبّ في قعر جهنّم، في تابوت مقفّل، علىٰ ذلك الجبّ صخرة إذا أراد الله ان يسعّر جهنّم كشف تلك الصخرة عن ذلك الجبّ، فاستعاذت جهنّم من حرّ ذلك الجبّ، فسألناه عنهم وأنتم شهود، فقال النّبي ﷺ: امّا الأولين فابن آدم الّذي قتل اخاه، وفرعون الفراعنة، والّذي حاجّ ابراهيم في ربّه، ورجلان من بني اسرائيل، بدّلا كتابهما، وغيّرا سنّتهما، أمّا احدهما فهوّد اليهود، و الآخر نصّر النصّارى، وابليس سادسهم، والدّجال في الآخرين، وهؤلاء الخمسة أصحاب الصّحيفة الّذين تعاهدوا و تعاقدوا علىٰ عداوتك يا أخي، والتظاهر عليك بعدي، هذا وهذا حتىٰ عدّدهم وسمّاهم، فقال سلمان فقلنا: صدقت نشهد انّا سمعنا ذلك من رسول الله ﷺ[1].

٢ - كتاب سليم: مثله وقد مرّ[2].

٣ - تفسير القمي: ﴿قل: اعوذ بربّ الفلق﴾، قال: الفلق جبّ في جهنّم يتعوّذ أهل النّار من شدّة حرّه، سأل الله أن يأذن له أن يتنفّس، فاذن له فتنفّس، فأحرق جهنّم، قال: و

(١) الاحتجاج ١: ١١٢
(٢) كتاب سليم. ٨١.

هكذا يتقولون ويفترون، والله تعالى يقول عن صحابته الكرام: محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا ... الآية

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الأنوار" میں ایک باب قائم کرتا ہے

"اہل تابوت کا دوزخ میں ہونے کا ذکر"

پھر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے:

"انھوں نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کے دن امیرالمومنین علیہ السلام نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے میں ایک بات کے علاوہ کسی کا بھی قائل نہیں ہوں، میں تمھیں ان چار یعنی زبیر، ابوذر اور مقداد کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا نہیں، کہ آگ کا ایک تابوت ہوگا جس میں بارہ لوگ ہوں گے چھ اولین سے اور چھ آخرین سے، آگے چل کر ذکر کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولین میں آدم کا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، فرعون، نمرود، بنی اسرائیل کے دو آدمی اور ابلیس ہے اور آخرین میں چھٹا دجال ہے اور پانچ میں اصحاب الصحیفہ ہیں اے میرے بھائی! جنھوں نے معاہدہ کیا اور ادر تیرے ساتھ دشمنی کرنے کا اکٹھ کیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ ایسی باتیں کہتے ہیں اور اختراء باندھتے ہیں۔ جب کہ صحابہ کے متعلق فرمان الٰہی تو یہ ہے: "محمد اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں۔" (الفتح: ٢٩)

ابن محمد الطيار قال : ذكرنا محمد بن ابي بكر عند ابي عبد الله «ع» فقال ابو عبد الله عليه السلام : رحمه الله وصلى عليه ، قال لأمير المؤمنين عليه السلام يوماً من الأيام : ابسط يدك ابايعك فقال : أو ما فعلت ؟ قال : بلى ، فبسط يده فقال : اشهد انك امام مفترض طاعتك وأن ابي في النار . فقال أبو عبد الله عليه السلام : كان النجابة من قبل امه اسماء بنت عميس رحمة الله عليها لا من قبل ابيه .

حمدويه بن نصير عن محمد بن عيسى عن محمد بن ابي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة بن اعين عن ابي جعفر عليه السلام : ان محمد بن ابي بكر بايع علياً عليه السلام على البراءة من ابيه .

حمدويه وابراهيم قالا : حدثنا محمد بن عبد الحميد قال : حدثني أبو جميلة عن ميسر بن عبد العزيز عن أبي جعفر عليه السلام قال : بايع محمد بن أبي بكر على البراءة من الثاني .

حمدويه [قال: حدثني] محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن موسى بن مصعب عن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: ما من اهل بيت إلا ومنهم نجيب من انفسهم ، وانجب النجباء من اهل بيت سوء محمد بن أبي بكر .

• • •

١٧ — مالك الاشتر (١) :

حدثني عبد (٢) بن محمد النخعي الشافعي السمرقندي عن أبي احمد الطرسوسي قال : حدثني خالد بن طفيل الغفاري عن ابيه عن حلام بن دلف

(١) الأشتر لقب لمن كان به شتر ، وهو انقلاب الجفن الأسفل من العين .
(٢) وفي بعض النسخ عبد العزيز .

أيعقل أن هذه صفات صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وخليفته من بعده !!

محمد بن عمر الکشی

اپنی کتاب "رجال الکشی" میں

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق بیان کرتا ہے:

"ابن محمد الطیار کہتا ہے کہ محمد بن ابی بکر نے ابو عبداللہ علیہ السلام کے پاس ہمیں بتایا کہ ابو عبداللہ نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کرے۔ اس (محمد بن ابی بکر) نے امیر المومنین علیہ السلام سے ایک دن بیعت کرتے ہوئے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے امام ہیں کہ آپ کی بیعت فرض ہے اور بے شک میرا باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) جہنمی ہے۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہا: اس کی سمجھ داری اس کی والدہ اسماء بنت ابی عمیس کی طرف سے ہے نا کہ اس کے باپ کی طرف سے۔"

دوسری سند سے بیان کرتا ہے: "ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً محمد بن ابی بکر نے علی علیہ السلام کی بیعت اپنے باپ سے برأت پر کی ہے۔

تیسری سند سے بیان کرتا ہے: "ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: محمد بن ابی بکر نے دوسرے (عمر رضی اللہ عنہ) سے براءت اختیار کرتے ہوئے بیعت کی ہے۔"

چوتھی سند سے ابو جعفر کا قول نقل کرتا ہے: "برے گھر والوں میں سے سب سے نجیب محمد بن ابی بکر ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا یہ بات معقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کی ایسی صفات کیوں۔"

نصّبه الله علماً للإسلام ، وصراطاً واضحاً للأنام ، ورفعه على منكبه فنكّس الأصنام عن البيت الحرام ، جازم أعناق النواصب اللئام ، صلّى الله عليهما وعلى آلهما السادة الكرام ، الميامين الأعلام ، صلاة دائمة ما دامت الليالي والأيّام والشهور والأعوام ليوم الحشر والقيام .

[المقدّمة]

وبعد : فهذه نبذة في غرايب الأخبار ، وعجايب الآثار ، تخبر عن وفاة العتل الزنيم والأفاك الأثيم عمر بن الخطّاب عليه اللعنة والعذاب ليوم الحشر والحساب ، فإنها من لب اللباب ، وذكرى لأولي الألباب ، تسمى الحديقة الناصرة ، والحدقة الناظرة ، الداعية للسرور ، الباعثة للحبور ، وباب البيان لمن نظر وتفكّر ، ﴿ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾[1] ، وهي أجدر أن تكتب بالنور على جبهات الأيام والدهور ، وسميتها كتاب « **عقد الدرر في بيان بقر بطن عمر** » ، ورتّبتها على أربعة فصول وخاتمة على حسب المراد والسعادة الدائمة .

(١) الآية ٢٩ من سورة الكهف .

لن وسباب لصهر النبي الاكرم صلى الله عليه واله وسلم وصهر علي رضوان الله عليه !

یسین الصواف

اپنی کتاب "عقدر الدر" میں

مقدمہ کا عنوان قائم کر کے ذکر کرتا ہے:

"کچھ غریب آثار اور عجیب اخبار ہیں جو بدکار، سرکش، گناہ گار اور زبان تراش عمر بن خطاب کی وفات کے متعلق ہیں، اس پر لعنت ہو اور یوم حشر اور حساب کے دن عذاب ہو چنانچہ یہ لب لباب اور عقل والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اس کا نام حدیقة الناصره، حدقة الناظرة، الراعيه للمسرور، الباعثة للحبور رکھا ہے اور اس میں پر غور وفکر کرنے والے کے لیے وضاحت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الکھف: ۲۹)

"پھر جو چاہے سو ایمان لے آئے اور جو چاہے سو کفر کرے۔"

اور یہ کتاب اس لائق ہے کہ دنوں اور زمانے کی پیشانی پر اس کے نور کو لکھ دیا جائے اور میں نے اس کا نام ((عقدالدر فی بیان نقر بطن عمر)) "عمر رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو چاک کرنے کے بیان میں پرو دیئے ہوئے موتیوں کا ہار) اور میں نے اسے چار فصلوں اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ کے سسرال کو گالی دینا اور لعنت کرنا کیا یہ کسی صاحب ایمان کا کام ہے؟"

فصل
في ام الشرور

أكثر اعتقاد القوم على رواياتها ، وقد خالفت ربّها و نبيّها في قوله تعالى : « وقرن في بيوتكنّ » (١)الآية .

قال ابن عبّاس: لمّا علم الله حرب الجمل قال للنساء النبيّ ﷺ : « وقرن في بيوتكنّ » الآية وفي أعلام النبوّة للماوردي وفردوس الديلمي عن ابن عبّاس قال النبيّ ﷺ لنسائه : أيّكم صاحبة الجمل الأدبب تخرج فتفضحها كلاب الحوأب يقتل عن يمينها ويسارها كثير .

وفي تاريخ البلاذري وأربعين الخوارزمي وابن مردويه في الفضائل قال سالم ابن الجعد : ذكر النبيّ ﷺ خوارج بعض نسائه فضحكت الحميرا فقال : انظري أن لا تكوني هي ، والتفت إلى عليّ ﷺ وقال: إذا ولّيت من أمرها شيئاً فارفق بها.

إن قيل : هذا دليل على محبّة النبيّ لها مع علمه بمحاربتها ، فلم تنته المحاربة بها إلى تكفيرها كما تزعمون فيها قلنا : كيف ذلك وقد أجمعنا و إيّاكم على قوله : ياعليّ حربك حربي ، وحرب النبيّ ﷺ كفر وقد نقل ابن البطريق في عمدته عن الجمع بين الصحيحين قول النبيّ ﷺ :من سلّ علينا السيف فليس منّا ، وقال النبي في موضع آخر : عليّ منّي بمنزلة الرأس من الجسد ، ولم يرد بقوله : ليس منّا نفي الجنسيّة ، ولا القرابة ، ولا الزوجيّة ، لأنّ ذلك لاتنفيه المحاربة فالمراد ليس من ديننا .

و أمّا وصيّته له ﷺ بالارفاق فانّما هو صون لعرض عليّ من أهل النفاق وقد بعث معها نساءاً في زيّ الرجال ، فنعت عليه في المدينة فانكشف حالهنّ ليظهر كذبها و افترائها ، وقد بذل أهل عسكرها مهجهم في رضاها ، وقعدوا عن ابنة النبيّ صلّى الله عليه و آله لمّا طلبت إرثها ونحلة أبيها ، ولم يكن في معونة فاطمة كفر ولا

(١) الاحزاب : ٣٣ .

علی العاملی البیاضی

اپنی کتاب "الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم" میں
ایک فصل قائم کرتا ہے، جس کا عنوان ہے:
"ام الشرور" (شریر لوگوں کی ماں) (اور اس سے مراد عائشہ رضی اللہ عنہا لیتا ہے۔)

کہتا ہے:
"سنیوں کی اکثریت نے اس کی روایات پر اعتماد کیا ہے حالاں کہ اس نے اپنے رب اور نبی کی مخالفت کی ہے۔ کیوں کہ فرمان الٰہی ہے:
﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (الاحزاب: ۳۳)
"اے نبی ﷺ کی بیویو! تم اپنے گھروں میں رکی رہو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:
"اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب کریم میں نبی ﷺ کی بیوی کا نام ام المومنین لیتا ہے اور شیعہ اپنی کتب میں ام الشرور لیتے ہیں۔"

الأصول من الكافي محمد بن يعقوب الكليني ، دار الكتب الإسلامية ، طهران ، الثالثة ١٣٨٨ هـ

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن داود الحمار ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : ثلاثة لا يكلّمهم الله يوم القيامة ولا يزكّيهم ولهم عذاب أليم : من ادّعى إمامة من الله ليست له ، ومن جحد إماماً من الله ، ومن زعم أنّ لهما في الإسلام نصيباً .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن يحيى أخي اُديم ، عن الوليد بن صبيح قال: سمعت أبا عبدالله يقول: إنّ هذا الأمر لا يدّعيه غير صاحبه إلّا تبّر الله عمره .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن سنان ، عن طلحة بن زيد عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أشرك مع إمام إمامته من عند الله من ليست إمامته من الله كان مشركاً بالله .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن منصور بن يونس ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل قال لي : اعرف الآخر من الأئمّة ولا يضرّك أن لا تعرف الأوّل ، قال : فقال: لعن الله هذا ، فإنّي اُبغضه ولا أعرفه ، وهل عرف الآخر إلّا بالأوّل .

٨ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن محمّد بن جمهور ، عن صفوان ، عن ابن مسكان قال : سألت الشيخ[1] ، عن الأئمّة عليهم السلام قال : من أنكر واحداً من الأحياء فقد أنكر الأموات .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن سعيد ، عن أبي وهب عن محمّد بن منصور قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : « وإذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباءنا والله أمرنا بها قل إنّ الله لا يأمر بالفحشاء أتقولون على الله ما لا تعلمون[2] » قال فقال : هل رأيت أحداً زعم أنّ الله أمر بالزنا وشرب الخمر أو شيء من هذه المحارم ؟ فقلت : لا ، فقال : ما هذه الفاحشة الّتي يدّعون أنّ الله أمرهم بها قلت : الله أعلم ووليّه ، قال : فإنّ هذا في أئمّة الجور ، ادّعوا أنّ الله أمرهم بالائتمام بقوم لم يأمرهم الله بالائتمام بهم ، فردّ الله ذلك عليهم فأخبر أنّهم قد قالوا عليه الكذب وسمّى ذلك منهم فاحشة .

(١) يعني به الكاظم عليه السلام . (٢) الأعراف : ٢٧ .

(لهما) : أي أبا بكر وعمر ... وعليه فكل المسلمين غير الشيعة ينالهم هذا العقاب !!

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

''ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: قیامت کے دن تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا، نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امامت کا دعویٰ کیا جو اس کے لیے نہیں ہے، جو شخص اللہ کی طرف سے کسی امام کا انکار کرے اور جو شخص گمان کرے کہ ان دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کا اسلام میں کچھ حصہ ہے۔

دوسری سند سے ابوعبداللہ علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہے کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف مقرر شدہ امام کے ساتھ اپنی امامت کو شریک کیا کہ جس کی اپنی امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوئی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''ان دونوں'' سے مراد ان کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ان کی اس بات کے پیش نظر شیعہ کے علاوہ تمام مسلمانوں کو یہ سزا ملے گی!!۔''

ثم سلمت على النسوة وسمت كل واحدة منهن باسمها ، وبشر أهل السماء بعضهم بعضاً بولادة الزهراء ، وكانت تحدث خديجة في الأحشاء وتؤنسها بالتسبيح والتقديس ، وكان نورها وحقها وخلالها وجمالها لا يعدو رسول الله (ص) ، ومن كراماتها على الله أنها لما منعت حقها أخذت بعضادة حجرة النبي وقالت : ليست ناقة صالح عند الله بأعظم مني ، ثم رفعت جنب قناعها الى السماء وهمت أن تدعو فارتفعت جدران المسجد عن الارض ، ونزل العذاب فجاء أمير المؤمنين (ع) فمسك يدها وقال : يا بقية النبوة وشمس الرسالة ، ومعدن العصمة والحكمة ، إن أباك كان رحمة للعالمين فلا تكوني عليهم نقمة ، أقسم عليك بالرؤوف الرحيم ، فعادت الى مصلاها .

الفصل الرابع

في أسرار الحسن بن علي (ع) فمن ذلك أنه لما قدم من الكوفة جاءت النسوة يعزينه في أمير المؤمنين (ع) ، ودخلت عليه أزواج النبي (ص) ، فقالت عائشة : يا أبا محمد ما مثل فقد جدك إلا يوم فقد أبوك ، فقال لها الحسن : نسيت نبشك في بيتك ليلا بغير قبس بحديدة ، حتى ضربت الحديدة كفك فصارت جرحاً الى الآن فأخرجت جرداً أخضر فيه ما جمعته من خيانة حتى اخذت منه اربعين ديناراً عدداً لا تعلمين لها وزناً ففرقتها في مبغضي علي صلوات الله عليه من تيم وعدي ، وقد تشفيت بقتله ، فقالت : قد كان ذلك ، ومن ذلك ان معاوية لما اراد حرب علي (ع) وجمع أهل الشام ، سمع بذلك ملك الروم فقيل له رجلان قد خرجا يطلبان الملك ، فقال : من اين ؟ فقيل له رجل بالكوفة ورجل بالشام ، فقال : صفوهما فقال : من أين ؟ فقيل له : والحق في يد الكوفي ، ثم كتب الى معاوية أن ابعث الي أعلم أهل بيتك ، وبعث الى أمير المؤمنين (ع) ابعث الي أعلم أهل بيتك ، حتى اجمع بينهما وأنظر في الانجيل مَنْ أحق بالملك منكما وأخبركما ، فبعث اليه معاوية ابنه يزيد ، وبعث اليه أمير المؤمنين الحسن (ع) ، فلما دخل يزيد أخذ الرومي يده فقبلها ، ولما دخل الحسن (ع) قام الرومي فانحنى على قدميه فقبلها ، فجلس الحسن (ع) لا يرفع بصره ، فلما نظر ملك الروم اليهما أخرجهما معاً ، ثم استدعى يزيد وحده ، وأخرج له من خزانته ١١٣ صنماً تماثيل الأنبياء وصورهم وقد زينت بكل زينة ، فأخرج صنما فعرضه على يزيد فلم يعرفه ، ثم عرض آخر فلم يعرفه ، ثم سأله عن ارزاق العباد وعن لرواح المؤمنين ، وأرواح الكفار ، أين تجمع بعد الموت ؟ فلم يعرف ، فدعى

٨٦

مشارق أنوار اليقين في أسرار أمير المؤمنين

الإمام الحافظ البرسي (اللہ کی پناہ!!! یہ کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ!)

رجب البرسی

اپنی کتاب "مشارق انوار الیقین" میں
ایک خبر نقل کرتا ہے:

"حسن بن علی جب کوفہ سے واپس آئے تو امیر المومنین کے پاس عورتیں تعزیت کے لیے آئیں اور نبی ﷺ کی بیویاں بھی آئیں۔ تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: اے ابو محمد! تیرے دادا کے گم ہونے کی مثال اس دن کی طرح ہے جس دن تیرے والد گم ہوئے تھے، چناں چہ حسن نے اسے کہا: تمھیں وہ خزانہ بھول گیا جو تو نے اپنے گھر میں رات کے وقت بغیر کسی روشنی کے لوہے کے ذریعے دفن کیا، یہاں تک کہ اس لوہے نے تیرا ہاتھ زخمی کر دیا جو زخم آج تک ہے۔
پھر تو نے سبز رنگ کا وہ مٹکا نکالا جس میں تو نے خیانت کر کے مال جمع کیا تھا۔ اور تو نے اس میں سے چالیس دینار لے لیے، تو اس کا وزن نہیں جانتی تھی پھر تو نے ان دیناروں کو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں میں قبیلہ تیم اور عدی میں تقسیم کر دیے اور تجھے میرے دادا کے قتل سے ٹھنڈک پہنچی۔ وہ آگے سے کہنے لگیں۔ ہاں ایسے ہوا تھا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"خیانت سے" (مال جمع کیا) کیا اس حد تک نبی ﷺ کی عزت، حقیر ہوگئی ہے؟

قال: فقلت له: إنهم يفسّرون هذا على وجهٍ آخر. قال: فقال: أو ليس قد أخبر الله عن الذين من قبلهم من الأُمم أنّهم اختلفوا من بعد ما جاءتهم البيّنات حين قال: ﴿وَءَاتَيْنَا عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱلْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ﴾ إلى قوله: ﴿فَمِنْهُم مَّنْ ءَامَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ﴾[1] الآية؟ ففي هذا ما يُستَدَلُّ به على أنّ أصحاب محمّد عليه الصلاة والسلام قد اختلفوا من بعده، فمنهم من آمن، ومنهم من كفر[2].

١٥٢/٧٩١ ـ عن عبدالصمد بن بشير، عن أبي عبدالله عليه السلام، قال: أتدرون مات النبيّ صلى الله عليه وآله أو قتل، إنّ الله يقول: ﴿أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَابِكُمْ﴾ فسُمّ قبل الموت [illegible]

١٥٣/٧٩٢ ـ عن الحسين بن المنذر، قال: سألتُ أبا عبدالله عليه السلام عن قوله تعالى: ﴿أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَابِكُمْ﴾ القتل، أم الموت؟ قال: يعني أصحابه الذين فعلوا ما فعلوا[4].

١٥٤/٧٩٣ ـ عن منصور بن الوليد الصّيقل، أنّه سمع أبا عبدالله جعفر بن محمّد عليه السلام قرأ: (وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قُتِلَ[5] مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ) [١٤٦]. قال: ألوف وألوف، ثمّ قال: إي والله يُقتَلُون[6].

١٥٥/٧٩٤ ـ عن الحسين بن أبي العلاء، عن أبي عبدالله عليه السلام، وذكر يوم أُحد

---

(١) البقرة ٢: ٢٥٣.

(٢) الكافي ٨: ٢٧٠/٣٩٨، بحار الأنوار ٢٨: ٢٠/٢٧

(٣) بحار الأنوار ٢٢: ٥١٦/٢٣، و٢٨: ٢٠/٢٨.

(٤) بحار الأنوار ٢٠: ٩٠/١٨، و٢٨: ٢١/٢٩.

(٥) قال الطبرسي رحمه الله: قرأ أهل البصرة وابن كثير ونافع بضمّ القاف بغير ألف، وهي قراءة ابن عباس، والباقون (قاتل) بألف، وهي قراءة ابن مسعود «مجمع البيان ٢: ٨٥٣».

(٦) بحار الأنوار ٢٠: ٩١/١٩

محمد العیاشی

اپنی تفسیر "تفسیر العیاشی" میں

ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کرتا ہے:

"انھوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ فوت ہوئے یا قتل ہوئے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران: ١٤٤)

"تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے، یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔"

نبی ﷺ کو موت سے پہلے زہر دیا گیا تھا۔ ان دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نے آپ کو زہر پلایا اور ان دونوں کا باپ اللہ کی مخلوق میں سے بدتر ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"جو شخص ابوبکر و عمر اور نبی ﷺ کی ازواج میں عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہم حال و احوال، خصائص و فضائل اور رسول اللہ ﷺ سے ان کا شدید قریب ہونے اور اختصاص کو جانتا ہے تو وہ برملا کہے گا کہ یہ واضح بہتان ہے۔"

الانوار النعمانية . نعمة الله الجزائري . الأعلمي للمطبوعات . بيروت . الرابعة ١٤٠٤هـ

این هذا ابن الشيطان ولست آمن أن يتأمر علينا ، ولكن أدخلوه من باب المسجد على أن أحمى له حديدة وأخط في وجهه خطوطاً ، وأكتب عليه وعلى إبنه ان لايتصدر في مجلس ولا يأتمر على اولادنا ولايضرب معنا بسهم ، قال ففعلوا وخط وجهه بالحديدة وكتب عليه الكتاب ، وذلك الكتاب عندنا فقلت لهم إن أمسكتم والا أخرجت الكتاب ففضحتكم فأمسكوا، والحديث طويل أخذنا منه موضع الحاجة فهذا نسب الخليفة الثاني

واما افعاله الجميلة فلقد نقل منها مجبوله ومتابعوه مالم ينقله أعداؤه منها ما نقله صاحب كتاب الاستيعاب في الرجال وهو من أفاضلهم ، فقال ان عمر لما ضربه أبولؤلؤة بالسكين في بطنه قال ادعوا لي الطبيب فدعى الطبيب ، فقال أى الشراب أحب إليك قال النبيذ فسقى نبيذا فخرج من بعض طعناته فقال الناس هذا دم هذا صديد ، قال أسقونى لبناً فخرج من الطعنة فقال له الطبيب لاأرى أن تمسى فما كنت فاعلا فافعل ، وذكر تمام الخبر في الشورى ، والنبيذ هو شراب التمر ولقد كان يحب أن يلاقي الله سبحانه وبطنه الممزوقة ممتلية من الشراب ، فأنظروا ياأهل الألباب .

ومنها ماقاله المحقق جلال الدين السيوطى في حواشي القاموس عند تصحيح لفظ الإبنة ، وقال هناك وكانت في جماعة في الجاهلية أحدهم سيّدنا عمر وأقبح منه ما قاله الفاضل ابن الأثير وهما من أجلاء علمائهم ، قال زعمت الروافض أن سيدنا عمر كان مخنثا كذبوا ، ولكن كان به داء دواؤه ماء الرجال وغير ذلك مما يستقبح منا نقله ، وقد قصروا في إضاعة مثل هذا السر المكنون المخزون ولم أر في كتب الرافضة مثل هذا ، نعم روى العياشى منهم حديثا حاصل معناه أن الاسم الّذى هو لفظ أمير المؤمنين فخص الله به على بن ابيطالب عليه السلام ، وبهذا لم تسم الرافضة أئمتهم بهذا الاسم و من سمّى نفسه به غير على بن ابيطالب فهو ممن يؤتى في دبره ، وهذا شامل لجميع المتخلفين من الأموية والعباسية وقد نقلت اهل السنة هيهنا عن امامهم ماهو أقبح من هذا ، ولا حول ولا قوّة إلا بالله العلى العظيم وقد بقى أشياء كثيرة

منها ماذكر الطبرى في تاريخه وهو من علمائهم قال أتى عمر بن الخطاب إلى منزل

وهل يليق بطهارة النبي صلى الله عليه وسلم أن يتزوج ابنة من هذا حاله
وهل يزوج علي رضي الله عنه ابنته لرجل هذه صفته ؟! تأمل !!

نعمة اللہ الجزائری

اپنی کتاب "الأنوار النعمانیه" میں

ابن اثیر سے نقل کرتا ہے:

''رافضی یہ خیال کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مخنث تھا یہ جھوٹ ہے۔ لیکن انھیں ایک بیماری تھی جس کا علاج مردوں کا پانی تھا، اور اس کے علاوہ کچھ اخبار ہیں جنھیں نقل کرنا ہمارے نزدیک قبیح عمل ہے اور انھوں نے اس طرح کے پوشیدہ راز کو ضائع کرنے میں کوتاہی کی ہے اور میں نے روافض کی کتب میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔ ہاں عیاشی نے اس سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا خلاصہ یوں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لفظ ''امیر المومنین'' نام کو صرف علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لیے خاص رکھا ہے، اسی لیے روافض اپنے ائمہ میں سے کسی بھی امام کا یہ نام نہیں رکھتے اور جو شخص علی بن ابی طالب کے علاوہ کسی کے لیے امیر المومنین نام رکھے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کی دبر میں آیا جاتا ہے اور یہ اموی اور عباسی کے تمام خلیفہ کو شامل ہے۔ اور اہل السنہ نے اپنے اماموں سے وہ کچھ نقل کیا ہے جو اس سے بھی زیادہ قبیح ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت کے یہ لائق ہے کہ آپ ایسے شخص کی بیٹی سے نکاح کریں گے جس کا یہ حال ہو؟ اور کیا علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے؟ خوب غور وفکر کریں۔''

علل الشرائع : للصدوق منشورات مؤسسة الأعلمي بيروت الأولى ١٤٠٨ هـ

١٠ ـ حدثنا محمد بن علي ماجيلويه عن عمه محمد بن أبي القاسم عن أحمد بن أبي عبد الله عن أبيه عن محمد بن سليمان عن داود بن النعمان عن عبد الرحيم القصير قال: قال لي أبو جعفر عليه السلام: أما لو قام قائمنا لقد ردت إليه الحميراء حتى يجلدها الحد وحتى ينتقم لأبنة

٢٠٣

محمد فاطمة عليها السلام منها، قلت: جعلت فداك ولم يجلدها الحد؟ قال: لفريتها على أم إبراهيم، قلت: فكيف أخره الله للقائم؟ فقال: لأن الله تبارك وتعالى بعث محمداً (ص) رحمة وبعث القائم عليه السلام نقمة.

صدوق
اپنی کتاب "علل الشرائع" میں
نقل کرتا ہے:

"عبدالرحیم القصیر کہتا ہے کہ مجھے ابوجعفر علیہ السلام نے کہا: اگر ہمارا قائم بامر اللہ ہوتو وہ حمیراء (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو نکال کر حد کے کوڑے لگائے اور محمد کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کی طرف سے انتقام لے۔ میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں وہ کیوں حد لگائے گا؟ فرمایا: اس نے ام ابراہیم پر بہتان لگایا تھا۔ میں نے کہا: اس (حد) کو اللہ تعالیٰ نے قائم بامر اللہ کے لیے کیوں مؤخر کر دیا؟ فرمایا: کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا اور قائم علیہ السلام کو عذاب بنا کر مبعوث کیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

کیا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت میں آپ کو تکلیف دینا نہیں ہے؟ کیوں کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (الاحزاب: ۵۷)

"بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا۔"

ابن الخطاب الذي يهجر وهو كاف إلى يوم القيامة للمسلم الغيور . والحق أنهم يعرفون قدره جيداً وهو الذي تحمّل الأذى والشدائد من أجل هدايتهم وإرشادهم وبذل جهده لذلك والإنسان المؤمن الشريف الغيور يدرك بأي حال مضت هذه الروح المقدسة النور الطاهر بعد سماع ذلك الكلام من ابن الخطاب . إن هذا الهذيان الذي ظهر من بقايا الكفر والزندقة ، مخالف للآيات الكريمة : ففي سورة النجم الآية ٣ : ﴿ وما ينطق عن الهوى إن هو إلاّ وحي يوحى علّمه شديد القوى ﴾ وآية ﴿ اطيعوا الله وأطيعوا الرسول . . ﴾ وآية ﴿ وما آتاكم الرسول فخذوه . . ﴾ وآية ﴿ وما صاحبكم بمجنون ﴾ وغيرها من الآيات

نتيجة الكلام في هذا المقام

يتبين من مجموع هذه الأمور ان مخالفة الشيخين للقرآن وأمام أعين المسلمين لم يكن أمر مهماً جداً والمسلمون اما كانوا في حزبها يوافقونها في الأعراض أو أنهم كانوا مخالفين لها لكن لم يجرأوا على اعلان ذلك حتى كان لهم ذلك التعامل مع رسول الله وابنته أو أنه إذا تكلم أحد أحياناً لا يعتنى بكلامه . وجملة الكلام أنه حتى إذا صرّح القرآن بذلك فإنهم لن يتراجعوا عن هدفهم ولن يتركوا الرئاسة بسبب كلام الله غاية الأمر أن أبا بكر يحل المسألة بوضع حديث كما حصل بالنسبة لآيات الإرث اما عمر فلا يستبعد منه أن يقول في آخر الأمر ان الله أو جبرئيل أو النبي قد اشتبهوا في هذه الآية فيتركها والسنة حينئذ ستتبعه كما تبعوه في جميع تغييراته التي أوجدها في دين الإسلام ، وكان كلامه مقدماً على الآيات القرآنية وكلام الرسول

نظرة في مقالة الثرثارين :

إلى الآن اتضح أن الإمامة من أصول الإسلام المسلّمة وأن أولئك الذين أخذوا هذا الموقع بالإجبار غير لائقين به وقد تبيّن الوجه في عدم ذكر اسم الإمام في القرآن . ثم إننا نجد هذيانات أخرى في المقالة الثانية حول الإمامة وهي وإن لم تكن ذات قيمة لكن كي يتضح مستوى معلوماتهم وليتبين ان العلماء عندما يعرضون عن الرد عليهم فلأنهم ليسوا أهلاً لذلك ولأن وقتهم أعزّ من ان يصرفوه في هذه المناقشات كان لا بد أن نذكر جملة من كلماتهم ونذكر الجواب ليزداد هؤلاء ذلاً .

خمینی

اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں

عمر رضی اللہ عنہ کی بعض باتوں کو ذکر کر کے کہتا ہے:

"بے شک یہ ہذیان (لایعنی گفت گو) کفر اور زندقہ کے باقی ماندہ اثرات میں سے تھا۔"

پھر آگے نتیجہ لکھتا ہے: "ان امور کے مجموعہ سے یہ واضح ہوا کہ لوگوں کے سامنے شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کا قرآن کی مخالفت کرنا یہ کوئی اہم معاملہ نہیں ہے، مسلمان یا تو ان دونوں کے گروہ سے تھے اور اغراض میں ان کی موافقت کر رہے تھے یا وہ ان دونوں کے مخالف تھے لیکن اس اعلان پر جرأت نہ کی، یہاں تک ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی تعامل تھا۔ یا جب کوئی کلام کرتا تو اس کی کلام کی پرواہ نہ کی جاتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب قرآن مجید کا کوئی واضح حکم ذکر کیا گیا تو وہ اپنے ہدف سے واپس نہ پلٹے اور انھوں نے کلام الٰہی کی وجہ سے ریاست کو نہ چھوڑا ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابوبکر کوئی حدیث گڑھ کر مسئلہ کا حل نکال لیتے تھے جس طرح وراثت کی آیات ہیں۔ رہے عمر تو اس سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ کسی بھی معاملے کے آخر میں کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ، جبریل یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے بارے میں اشتباہ ہو گیا ہے پھر وہ اس آیت کو چھوڑ دیتا۔ اور سنت بھی اس وقت اس (قرآن) کے تابع ہو جاتی۔ جس طرح انھوں نے اس (حدیث) کی جمع تغیرات میں اس (قرآن) کے تابع کیا ہے کہ جو دین اسلام میں انھوں نے ایجاد کر لیے تھے۔ اور پھر قرآن مجید کی آیات اور کلام رسول پر عمر کا کلام مقدم ہوتا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "حیران کن سوال ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کیسے راضی ہو گئے کہ وہ ان دو آدمیوں کے وزیر برقرار رہیں کہ جن کی یہ حالت ہو؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انصاف بہت عزیز ہے۔"

فقال: ويحك يازيد، وما أربى! أن تكون والله[1] أزكى من أئمتكم ﴿إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ﴾ يعني علياً عليه السلام ﴿وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ * وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ * وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا﴾ بعد ما سلّمتم على عليّ بإمرة المؤمنين ﴿وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾ يعني علياً ﴿وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [٩١ ـ ٩٤]

ثمّ قال لي: لمّا أخذ رسول الله صلى الله عليه وآله بيد عليّ عليه السلام، فأظهر ولايته، قالا جميعاً: والله ما هذا من تلقاء الله، ولا هذا إلّا شيء أراد أن يُشرّف به ابن عمّه، فأنزل الله عليه ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ * لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ * ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ * فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ * وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ * وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ﴾ يعني فلانا وفلاناً ﴿وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ يعني علياً عليه السلام ﴿وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ﴾ يعني علياً عليه السلام ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾[2]

٢٤٢٤/٦٤ ـ عن عبدالرحمن بن سالم الأشلّ، عنه عليه السلام، قال: ﴿الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا﴾ عائشة هي نكثت أيمانها[3].

٢٤٢٥/٦٥ ـ عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام، قال: سمعته يقول: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ * إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ * إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ﴾ [٩٨ ـ ١٠٠].

---

(١) زاد في «أ، ب، د، هـ»: كي

(٢) الكافي ١: ١/٢٣١ «نحوه»، بحار الأنوار ٣٦: ١٢٦/١٤٨، والآيات من سورة الحاقة ٦٩: ٤٤ ـ ٥٢

(٣) بحار الأنوار ٣٢: ٢٣٨/٢٨٦.

والله يقول عنها في كتابه: ﴿النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم﴾

محمد عیاشی

اپنی "تفسیر العیاشی" میں

﴿الَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ (النحل: ۹۲)

"جس نے اپنا سوت مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔"

کی تفسیر میں کہتا ہے:

"اس سے مراد عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہے جس نے اپنی قسم کو توڑ دیا تھا۔"
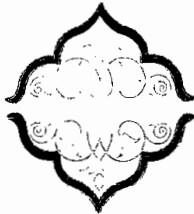
صاحب کتاب کہتا ہے:

جب کہ اللہ تعالیٰ کو آپ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرماتا ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶)

"یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

الروضة من الكافي للكليني دار الكتب الإسلامية الخامسة ١٣٧٥ هـ

وأمّا قولك : أشباه الناس ، فهم شيعتنا وهم موالينا وهم منّا ولذلك قال إبراهيم عليه السلام : «فمن تبعني فإنّه منّي[1]» .

وأمّا قولك : النسناس ، فهم السواد الأعظم و أشار بيده إلى جماعة النّاس ثمّ قال : «إن هم إلّا كالأنعام بل هم أضلّ سبيلاً[2]» .

٣٤٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حنان بن سدير ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير ، عن أبيه قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عنهما [3] فقال : يا أبا الفضل ما تسألني عنهما فوالله ما مات منّا ميّت قطّ إلّا ساخطاً عليهما وما منّا اليوم إلّا ساخطاً عليهما يوصي بذلك الكبير منّا الصغير ، إنّهما ظلمانا حقّنا ومنعانا فيئنا وكانا أوّل من ركب أعناقنا وبثقا علينا بثقاً[4] في الإسلام لا يسكر أبداً حتّى يقوم قائمنا أو يتكلّم متكلّمنا[5] .

ثمّ قال : أما والله لو قد قام قائمنا [أ]و تكلّم متكلّمنا لأبدى من اُمورهما ما كان يكتم ولكتم من اُمورهما ما كان يظهر والله ما اُسّست من بليّة ولا قضيّة تجري علينا أهل البيت إلّا هما أسّسا أوّلها فعليهما لعنة الله والملائكة والناس أجمعين .

٣٤١ ـ حنان ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان النّاس أهل ردّة بعد النّبيّ صلى الله عليه وآله[6] إلّا ثلاثة فقلت : ومن الثلاثة ؟ فقال : المقداد بن الأسود و أبوذرّ الغفاري و سلمان الفارسيّ رحمة الله و بركاته عليهم ثمّ عرف اُناس بعد يسير و قال : هؤلاء الذين

(١) ابراهيم : ٣٦ .

(٢) الفرقان : ٤٤

(٣) هما رجلان معروفان عند الراوي .

(٤) بثق السيل موضع كذا يبثق بثقاً ـ بفتح الباء ـ وبثقاً ـ بكسرها ـ عن يعقوب أي خرقه وشقه أي انفجر . (الصحاح) وقوله « لا يسكر » أي لا يسد .

(٥) لعل كلمة « أو » بمعنى الواو كما يدل عليه ذكره ثانياً بالواو ويحتمل أن يكون الترديد من الراوي ويحتمل أن يكون المراد بالقائم الإمام الثاني عشر عليه السلام كما هو المتبادر وبالمتكلم من تصدى لذلك قبله عليه السلام .

(٦) « أهل ردة » ـ بالكسر ـ أي ارتداد .

هل يعقل أن يفشل النبي صلى الله عليه وسلم في تربية أصحابه فيمكث فيهم ثلاثاً وعشرين سنة فلا يؤمن إلا ثلاثة !!!
وأين آل البيت من هذا ، وهل تشملهم الرواية !؟

کلینی

اپنی کتاب "الروضۃ من الکافی" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا:

نبی ﷺ (کی وفات) کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین لوگوں کے۔"

میں نے کہا: وہ تین کون ہیں؟

فرمایا: "مقداد بن اسود، ابوذر الغفاری اور سلمان الفارسی رضی اللہ عنہم۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا یہ بات معقول ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کی تربیت میں اس حد تک ناکام رہے تیس (۲۳) سال تک ان میں رہے تو صرف تین لوگ ایمان لائے اور آل بیت کہاں چلے گئے اور کیا یہ روایت ان کو شامل نہیں؟"

وحصل له المعين وقوى الاسلام ، فلمّا ﷺ انّما ترك جهاد جماعة كانوا متجاهرين بالاسلام .

ولمّا النبّي ﷺ فانّما ترك جهاد أهل عبادة الأصنام فما توردون من الاعتراض علينا بالنسبة الى قعود على عليه السلام فنحن نورده عليكم بالنّسبة الى قعوده ﷺ ومما يوضح بعض ماقلناه أنّ الحسين عليه السلام كان من الشّجاعة بمكان لايدانى فيه ، كيف لا وقد سبق انّ النبّى ﷺ ورثه شجاعته وسخاوته ، ولمّا صار لطلب حقّه وقلّت أعوانه وكثرت الأعداء عليه أصيب بتلك المصيبة الّتى هدمت أركان الدّين وزلزلت السّموات والأرض ، وهي كالحجّة على انّ عليّاً عليه السلام انّما قعد عن المنازلة لمثل هذا مع انّ عليّاً عليه السلام قدكان له قوّة إلهيّة وبها قلع باب خيبر وقوّة بشريّة ولم يكن بها قادراً على كسر قرص الشّعير اليابس فبالنّظر الى القوّة الأولى قدكان قادراً لولا تلك الموانع من ارتداد النّاس عن الدّين ومن جهة الودائع التّى كانت فى أصلاب المرتدّين وأمّا بالنّظر الى القوة الثانية فهو كغيره من أفراد البشر يوصف بالعجز ونحوه .

٥(نور سماوى)٥

[illegible] ، رويناه من كتاب الشّيخ الامام العالى ابى جعفر محمد بن جرير الطبرى قال المقتل الثانى يوم التّاسع من شهر ربيع الاول (١) أخبرنا الأمين السّيد أبو المبارك احمد بن محمد بن أردشير الدّستانى قال أخبرنا السّيد

(١) لايخفى على القارى العزيز مافى هذه الرواية من المخالفة لما هو المشهور بين المؤرخين من أن عمر بن الخطاب توفى فى أواخر ذى الحجة سنة (٢٣) هـ فقيل توفى ليلة الاربعا لثلاث بقين من ذى الحجة وقيل طعن يوم الاربعاء لاربع بقين من ذى الحجة ودفن يوم الاحد هلال محرم سنة (٢٤) هـ وقيل توفى لاربع بقين من ذى الحجة وقيل ان وفاته كانت فى غرة المحرم سنة (٢٤) هـ وقيل طعن لسبع بقين من ذى الحجة وقيل لست بقين منه وقيل غير ذلك .

أنظر تاريخ الطبرى ج ٣ ص ٢٦٥ ـ ٢٦٦ ط مصر سنة (١٣٥٧) هـ وتهذيب الاسماء للنووى ج ٢ ص ١٤ وابن الاثير ج٣ ص ٢٠ و تاريخ الخلفاء

علي أي ملة هذا اتتوك لعبا ملة ((بابا شجاع)) والجميع يعرف مكانته

نعمة اللّٰہ الجزائری

اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں

"نور سماوی" کا عنوان قائم کر کے کہتا ہے:

''عمر بن خطاب کے قتل کے دن ثواب کے متعلق نقاب کشائی کی جائے گی۔''

پھر آگے چل کر مزید ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''یہ کس دین میں سے ہے کہ اس دن ثواب ملے گا شاید یہ بابا شجاع کے دین میں ہو اور سب کو معلوم ہے کہ بابا شجاع کون تھا۔''

الصراط المستقيم الى مستحقي التقديم للعلامة الباضي نشر المكتبة المرتضوية لإحياء الآثار الجعفرية مطبعة الحيدري

ج ٣ في ردّ الشبهات الواردة من مخالفيه -١٦٥-

قالوا : برّأها الله في قوله : « اُولئك مبرّؤون ممّا يقولون [(١)] » قلنا : ذلك تنزيه لنبيّه عن الزنا ، لا لها كما أجمع فيه المفسّرون ، على أنّ في تفسير مجاهد « المبرّؤون » هم الطيّبون من الرجال ، صيغة التذكير ، و ليس فيها ما يدلّ على التغليب .

قالوا : هي محبوبة النبيّ ﷺ و توفّي بين سحرها ونحرها ، قلنا : لانتمها المحبّة ، و قد صدر حرب النبيّ عنها ، و يكذّب توفيته بين سحرها و نحرها ما أخرجه في المجلد الخامس من الوسيلة من قوله ﷺ : ادعوا لي حبيبي فاُدخل عليه أبوبكر فغيّب وجهه عنه ثمّ عمر فغيّب وجهه عنه ، فدخل عليّ فسارّه ولم يزل محتضنه حتّى مات هذه رواية عائشة فيه .

قالوا : لم ينزل القرآن في بيت غيرها قلنا : كيف ذلك وقد نزل أكثر القرآن في بيت غيرها .

قالوا : أذهب الله الرّجس عنها قلنا : وأيّ رجس أعظم من محاربة إمامها فهذا أعظم فاحشة ، وقد قال تعالى : « يانساء النبيّ من يأت منكنّ بفاحشة يضاعف لها العذاب ضعفين [(٢)] » و قد أخبر الله عن امرأتي نوح و لوط أنّهما لم يغنيا عنهما من الله شيئاً [(٣)] وكان ذلك تعريضاً من الله لعائشة وحفصة في فعلهما وتنبيهاً على أنّهما لا يتّكلان

(١) النور : ٢٦.

(٢) الاحزاب . ٣٠

(٣) يريد قوله تعالى : ضرب الله مثلا للذين كفروا امرأت نوح و امرأت لوط ، كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتاهما ، فلم يغنيا عنهما من الله شيئاً و قيل ادخلا النار مع الداخلين ، التحريم الاية العاشرة .

و الدليل على أن الاية فيها و في حفصة قوله تعالى في صدر السورة النازلة في ذلك « ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما و ان تظاهرا عليه فان الله هو مولاه و جبريل و صالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهير ، عسى ربه ان طلقكن أن يبدله أزواجاً خيراً منكن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثيبات و ابكارا » .

و العجب من غفلة المسلمين عن تماديهم هذه الاية الاخيرة حيث ينفي عنهما الاسلام و الايمان و القنوت و التوبة و العبادة و السياحة .

یری هذا العالم الشیعي أن الله لم یبرئ أم المؤمنين عائشة مما قذفها به المنافقون والله يقول : ﴿ الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات والطيبات للطيبين والطيبون للطيبات أولئك مبرؤون مما يقولون لهم مغفرة ورزق كريم ﴾

علی العاملی البیاضی

اپنی کتاب ''الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم'' میں

﴿أُولَٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾

''یہ لوگ اس سے بری کیے ہوئے ہیں جو وہ کہتے ہیں'' کے

متعلق کہتا ہے، ہم نے کہا:

''یہ آیت نبی ﷺ کے زنا سے تنزیہ (بری ہونا) کے بارے میں نازل ہوئی ہے

نا کہ اس عورت (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں۔ جیسا کہ تمام مفسرین کا اجماع ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''اس شیعہ عالم کا خیال ہے کہ منافقوں نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس تہمت سے بری قرار نہیں دیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ لوگ اس سے بری کیے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش ہے اور باعزت روزی ہے۔'' (النور:۲۶)

الروضة من الكافي للكليني دار الكتب الإسلامية الخامسة ١٣٧٥ هـ

« فيهن خيرات حسان[(١)] » فإذا قال الرجل لصاحبه : جزاك الله خيراً فإنما يعني بذلك تلك المنازل التي قد أعدها الله عز وجل لصفوته وخيرته من خلقه .

٢٩٩ - وعنه ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن في الجنة نهراً حافتاه حور نابتات فإذا مر المؤمن بإحديهن فأعجبته اقتلعها فأنبت الله عز وجل مكانها .

﴿ حديث القباب ﴾

٣٠٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الوشاء ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي حمزة قال : قال لي أبوجعفر عليه السلام ليلة وأنا عنده ونظر إلى السماء فقال : يا أباحمزة هذه قبة أبينا آدم عليه السلام وإن لله عز وجل سواها تسعة وثلاثين قبة فيها خلق ما عصوا الله طرفة عين .

٣٠١ - عنه ، عن أحمد بن محمد ، عن أبي يحيى الواسطي ، عن عجلان أبي صالح قال : دخل رجل على أبي عبدالله عليه السلام فقال له : جعلت فداك هذه قبة آدم عليه السلام ؟ قال : نعم ولله قباب كثيرة ، ألا إن خلف مغربكم هذا تسعة وثلاثون مغرباً أرضاً بيضاء مملوءة خلقاً يستضيئون بنوره لم يعصوا الله عز وجل طرفة عين ما يدرون خلق آدم أم لم يخلق ،

٣٠٢ - علي بن محمد ، عن صالح بن أبي حماد ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من خصف نعله و رقع ثوبه وحمل سلعته[(٢)] فقد برىء من الكبر .

٣٠٣ - عنه ، عن صالح ، عن محمد بن أورمة ، عن ابن سنان ، عن المفضل بن عمر قال : كنت أنا والقاسم شريكي و نجم بن حطيم و صالح بن سهل بالمدينة فتناظرنا في

(١) الرحمن ٧٠ .
(٢) السلعة - بكسر السين - : المتاع وما يشترى الانسان لاهله .

ويقول لم يعصوا الله .. فهل عرف هؤلاء القرآن .. وهم لا يدرون عن خلق آدم !!

کلینی

اپنی کتاب "الروضة من الکافی" میں

اپنی سند سے ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابوصالح کہتا ہے کہ ایک آدمی ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں یہ قبہ آدم علیہ السلام کیا ہے؟ فرمایا: ہاں، اللہ کے لیے کئی قبے ہیں، خبردار! بے شک تمھاری مغرب کے پیچھے، سفید رنگ کی انتالیس مغربی زمین ہیں جو مخلوق سے بھری ہوئی ہیں وہ اس (کیقبر) کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ انھوں نے کبھی آنکھ جھپکنے کے بقدر نافرمانی نہیں کی، وہ نہیں جانتے کہ آدم پیدا کیا گیا ہے یا نہیں پیدا کیا گیا وہ فلاں اور فلاں شخص سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ کہہ رہا ہے کہ انھوں نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی تو کیا انھوں نے اس قرآن کو پہچان لیا اور وہ یہ نہیں جانتے کہ آدم پیدا ہوئے ہیں یا نہیں!"

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و احياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

٥٧ - شي : عن أبي بصير قال : يؤتى بجهنّم لها سبعة أبواب : بابها الأوّل للظالم وهو زريق ، وبابها الثاني لحبتر ، و الباب الثالث للثالث ، والرابع لمعاوية ، و الباب الخامس لعبدالملك ، والباب السّادس لعسكربن هوسر ، والباب السابع لأبي سلامة ؛ فهم (فهي خل) أبواب لمن اتّبعهم .

بيان : الزريق كناية عن أبي بكر لأنّ العرب يتشأّم بزرقة العين . والحبتر هو عمر ، والحبتر هو الثّعلب ، ولعلّه إنّما كنّي عنه لحيلته ومكره ؛ وفي غيره من الأخبار

-٣٠٢- كتاب العدل والمعاد ج٨

وقع بالعكس وهوأظهر إذا الحبتر بالأوّل أنسب ، ويمكن أن يكون هنا أيضاً المراد ذلك ، وإنّما قدّم الثاني لأنّه أشقى وأفظّ وأغلظ . وعسكر بن هوسر كناية عن بعض خلفاء بني اُميّة أوبني العبّاس ، وكذا أبي سلامة ، ولا يبعد أن يكون أبوسلامة كناية عن أبي جعفر الدوانيقيّ ، ويحتمل أن يكون عسكر كناية عن عائشة وسائر أهل الجمل إذ كان اسم جمل عائشة عسكراً ، وروي أنّه كان شيطاناً .

والله تعالى يقول في كتابه الكريم عنهم ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار﴾

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الانوار" میں ابوبصیر کا قول نقل کرتا ہے:

"وہ کہتا ہے: جہنم کو لایا جائے گا اور اس کے سات دروازے ہوں گے: پہلا دروازہ ظالم کے لیے اور وہ زریق ہے۔ دوسرا دروازہ حبتر کے لیے۔ تیسرا دروازہ تیسرے کے لیے اور چوتھا معاویہ کے لیے، پانچواں عبدالملک کے لیے، چھٹا عسکر بن ہوسر کے لیے اور ساتواں دروازہ ابوسلامہ کے لیے چناں چہ یہ وہ ہر اس شخص کے لیے دروازے ہیں جو ان (ساتوں) کی پیروی کرے۔

اس کی شرح میں مجلسی کہتا ہے: زریق ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کنایہ ہے کیوں کہ عرب آنکھ کے نیل گوں ہونے سے نحوست لیا کرتے تھے۔ اور حبتر سے مراد عمر ہے، اور عربی میں حبتر لومڑ کو کہتے ہیں اور اسے اس کے حیلے اور مکر کی وجہ سے لومڑ کہا گیا ہے۔

پھر آگے ذکر کرتا ہے: عسکر بن ہوسر یہ بنوامیہ یا بنوعباس سے کنایہ ہے۔ اسی طرح ابوسلامہ، اور یہ بعید نہیں ہے کہ ابوسلامہ کہہ کر اس سے مراد ابوجعفر الدوانیقی لیا گیا ہو۔ اور احتمال ہے کہ عسکر یہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کنایہ ہو اور اہل جمل کے پہلے لشکر سے کنایہ ہو کیوں کہ عائشہ کے اونٹ کا نام عسکر تھا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ وہ (اونٹ) شیطان تھا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب عظیم میں یہ فرماتا ہے:"اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"(التوبة: ۱۰۰)

الاحتجاج — للطبرسي — الأعلمي للمطبوعات — بيروت — الثالثة ١٤٢١ هـ

فقلت: يا مولانا وابن مولانا روي لنا: أنّ رسول الله «ص» جعل طلاق نسائه إلى امير المؤمنين، حتى أنه بعث يوم الجمل رسولا إلى عائشة وقال: إنك أدخلت الهلاك على الاسلام وأهله بالغش الذي

أجوبة الإمام المنتظر مسائل سعد بن عبد الله ٤٦٣

حصل منك، وأوردت أولادك في موضع الهلاك بالجهالة، فان امتنعت وإلا طلقتك. فأخبرنا يا مولاي عن معنى الطلاق الذي فوض حكمه رسول الله «ص» إلى امير المؤمنين «ع»؟

... عظم شأن نساء النبي «ص» فخصهنّ بشرف الامهات فقال رسول ... هذا الشرف باق ما دمن لله على طاعة، فأيتهنّ عصت الله بعدي بالخروج ... من شرف أمية المؤمنين.

طبرسی

اپنی کتاب "الاحتجاج" میں
کسی شخص سے خبر نقل کرتا ہے:

"وہ کہتا ہے: میں نے کہا: اے مولانا اور بن مولانا! ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طلاق (دینے کا اختیار) امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دی تھی، یہاں تک کہ انھوں نے جمل کے دن عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف ایک قاصد بھیجا اور فرمایا: تو نے دھوکے کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام پر ہلاکت کو داخل کر دیا ہے اور تو نے اپنی اولاد کو جہالت کے ذریعے ہلاکت کی جگہ لا کھڑا کر دیا، اگر تو باز آ گئی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ لہٰذا اے میرے مولا! طلاق کا معنی بتائیے کہ جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف سپرد کر دیا تھا؟

تو انھوں نے کہا: اللہ سبحان وتعالیٰ نے نبی ﷺ کی شان بہت رکھی ہے پھر انھیں امہات (المومنین) کے شرف سے خاص کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! یہ شرف اس وقت تک باقی ہے جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرتی رہیں۔ تو میرے بعد ان میں سے جو بھی تجھ پر خروج کے ذریعے اللہ تعالیٰ نافرمانی کرے تو ان بیویوں میں سے اسے طلاق دے دینا اور اسے ام المومنین کے شرف سے ساقط کر دینا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"جس کے پاس ذرا سی بھی عقل ہو اور ادنیٰ سا دین ہو تو وہ کیا اس قدر غلیظ بات کرے گا؟"

شیخ المفید

اپنی کتاب "الاختصاص" میں

"حریت غار" کا عنوان قائم کر کے ابو جعفر علیہ السلام سے خبر نقل کرتا ہے:

"انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کی طرف دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
تجھے کیا ہے، کیا اللہ ہمارے ساتھ نہیں ہے؟ تو چاہتا ہے کہ میں انصار کی مجلس میں تجھے اپنا صحابی دکھاؤں کہ وہ باتیں کر رہے ہیں اور میں تجھے جعفر بن ابی طالب اور اپنے صحابہ دکھاؤں کہ جو کشتی میں غوطے لگا رہے ہیں؟ تو ابوبکر نے کہا: ہاں آپ مجھے وہ صحابہ دکھائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے اور آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس نے ان صحابہ کو دیکھ لیا پھر ابوبکر نے اپنے دل میں یہ بات چھپا لی کہ آپ ﷺ تو جادوگر ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس خرافات اور عربی متن میں خرابیوں کے ساتھ ساتھ اس پر بھی غور و فکر کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب کو کشتی کو کیسے دیکھ لیا، حالاں کہ دونوں واقعات کے درمیان زمینی فاصلہ بہت زیادہ ہے، کیوں کہ ہجرت حبشہ تو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے سے کئی سال پہلے ہوئی تھی!"

حر العاملی
اپنی کتاب "وسائل الشیعہ" میں
جابر بن یزید الجعفی کے ترجمے میں ذکر کرتا ہے:

"اسے ابن الغضائری وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، کشی وغیرہ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں جو مدح اور توثیق پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس کے متعلق مذمت بھی بیان ہوئی ہے اور ہمارے بعض علماء نے اسے ضعیف بھی کہا ہے مگر راجح بات یہ ہے کہ یہ ثقہ ہے۔

اور اس نے باقر علیہ السلام سے ستر ہزار احادیث روایت کی ہیں۔ اور ایک روایت کے مطابق چالیس لاکھ احادیث بیان کی ہیں۔

اور بطریق مشافہہ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ائمہ علیہم السلام سے اس سے زیادہ کسی نے روایات نقل نہیں کیں، چناں چہ ان کے ہاں یہ عظیم المنزلت شخص ہے کیوں کہ ان کا قول ہے: ہم میں سے ان لوگوں کی منزلت کو ہم سے روایت کرنے کے بقدر ان کی منزلت پہچانو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ علماء اسلام کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر کیوں عیب لگاتے ہیں کہ جنھوں نے تو صرف (۵۳۷۴) پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث روایت کی ہیں۔ انصاف والے بنو!"

آسمان اور زمین عدل کے ساتھ قائم ہیں، اسلام کا منہج، ربانی منہج ہے نہ اس میں طبعاً فحش ہے اور نہ ہی تکلفاً فحش ہے، نہ اس میں بدزبانی ہے اور ہر قسم کے طعن وتشنیع،لعنت اور عزت کو اچھالنے سے کوسوں دور ہے۔ حبیب مصطفی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔'' اور فرمایا: ''بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے اور نہ سفارشی۔''

یہ نبی ﷺ کی ہدایت ہے اور اسی پر خلفاء راشدین چلتے رہے ہیں چناں چہ علی رضی اللہ عنہ اپنے شیعہ سے کہتے: ''یقیناً میں تمھارے لیے ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالم گلوچ دینے والے بنو۔''

بلاشبہ اسلام کا منہج، ربانی اور قرآنی منہج ہے۔ اور انسان کا ہر لفظ جو وہ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے لکھا جارہا ہے۔ انسان اپنے منہ سے جو بھی بات نکالتا ہے تو ایک تیار بیٹھا فرشتہ فوراً اسے لکھ لیتا ہے اس کے الفاظ کتاب میں ہیں۔ اور حساب کے دن اس کا محاسبہ ہوگا۔

لیکن! اس قوم کا کیا معاملہ ہے جنھوں نے سب وشتم کو معمولی سمجھا ہے تہمتوں کو ماپتے ہیں، القاب تقسیم کرتے ہیں، اپنی زبانیں جرح کرنے اور مذمت کرنے میں لمبی کرتے ہیں اور جھوٹی باتوں، قصے کہانیوں پر احکام کی بنیاد رکھتے ہیں، یہاں تک کہ خیر القرون کے لوگوں پر زبان درازی ہے خصوصاً رسول اللہ ﷺ کے خاص لوگ خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا پر بھی زبان درازی کی ہے۔

اور جب ہم بعض شیعہ سے لعن وطعن اور عیب جوئی سنتے ہیں تو غم زدہ ہوتے ہیں گویا ایسے محسوس ہوتا ہے کہ انھیں سب وشتم کے لیے پیدا کیا گیا ہے، جب کہ اگر اس کا وہ وقت ذکر اللہ اور تلاوت قرآن میں گزر جائے تو وہ زیادہ نفع مند ہوگا۔

مصیبت تو یہ ہے کہ سب وشتم کرنے والا علماء میں شمار ہوتا ہے ان کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے (کہ فلاں بڑا عالم ہے)

آئیں ذرا ان اقوال کو دیکھیں کہ ناممکن ہے کہ زبان ایسے اقوال بولیں اور قلمیں ایسی باتیں لکھیں کہ جو دلوں میں اعتقاد نہ ہو!

صفحات کو پلٹیے اور صبر کے ساتھ اس کلام کی ورق گردانی کیجیے۔

اقتضت العادة به ، بل أخبارهم عليهم السلام تنادي بان الناصب هو ما يقال له عندهم سنياً .

ففي حسنة بن أذينة المروية في الكافي والعلل عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : ما تروى هذه الناصبة ؟ فقلت جعلت فداك فبماذا ؟ فقال : في أذانهم وركوعهم وسجودهم .... الحديث .

ولا كلام في أن المراد بالناصبة فيه هم أهل التسنن الذين قالوا : إن الأذان رآه أبي من كعب في النوم . فظهر لك أن النزاع والخلاف بين القائلين بهذه المذاهب الثلاثة - أعني مجرد التقديم ونصب العداوة لشيعتهم ، كما اعتمده محمد أمين في الفوائد المدنية ، ونصب العداوة لهم عليهم السلام ، كما هو اختيار المشهور خلاف لفظي لما عرفت من التلازم بينها .

وقد صرح بهذا جماعة من المتأخرين ، منهم السيد المحقق السيد نور الدين ، أبي الحسين الموسوي في الفوائد المكية ، واختاره شيخنا المنصف العلامة الشيخ يوسف في الشهاب الثاقب ، وهو المنقول عن الأخواجه نصير الدين وكفاك شاهداً على قوته التئام الأخبار به وشهادة العادة - كما يظهر من أحوالهم .

وحيث أن هذا المقام ليس مقام تحقيق معناه ، وإنما ذكرناه

هكذا بكل صراحة يظهر عالمهم هذا عقيدة الشيعة بان : (السني) و (أهل التسنن) هم الناصبة !! الذين هم في معتقدهم أنجس من الكلاب ! واكفر من اليهود والنصارى !

حسین آل عصفور الدرازی البحرانی

اپنی کتاب "المحاسن النفسانیه فی اجوبة السائل الخراسانیه" میں ناصبیوں کے متعلق کہتا ہے:

"آئمہ کی اخبار بول بول کر کہتی ہیں کہ ناصبی وہ ہے جو ان کے نزدیک سنی ہوتا ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے: اس میں تو کوئی کلام (یعنی اختلاف) ہی نہیں ہے کہ ناصبی سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل سنی ہیں۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ کا یہ عالم بڑی وضاحت کے ساتھ شیعہ کا عقیدہ واضح کر رہا ہے کہ "سنی" اور "اہل تسنن" ناصبی لوگ ہیں۔ جو کہ ان کے عقیدے کے مطابق یہ لوگ کتوں سے زیادہ ناپاک اور یہود ونصاریٰ سے زیادہ کافر ہیں۔"

بحار الانوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء و احياء التراث العربي بيروت الثالثة ۱۴۰۳ هـ

۱۲

((باب))

(فضل زيارته صلوات الله عليه في يوم عرفة او العيدين)

۱ ـ ثو ، لي : أبي عن سعد ، عن ابن أبي الخطّاب ، عن ابن بزيع ، عن صالح بن عقبة ، عن بشير الدهّان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ربما فاتني الحج فأعرّف عند قبر الحسين عليه السلام ؟ قال : أحسنت يا بشير أيّما مؤمن أتى قبر الحسين عارفاً بحقّه في غير يوم عيد كتبت له عشرون حجّة ، و عشرون عمرة مبرورات متقبّلات ، و عشرون غزوة مع نبيّ مرسل أو إمام عادل ، و من أتاه في يوم عرفة عارفاً بحقّه كتبت له ألف حجّة وألف عمرة مبرورات متقبّلات ، و ألف غزوة مع نبيّ مرسل أو إمام عادل .

قال : فقلت له : و كيف لي بمثل الموقف ؟ قال : فنظر إليّ شبه المغضب ثمّ قال : يا بشير إنّ المؤمن إذا أتى قبر الحسين عليه السلام يوم عرفة و اغتسل بالفرات ثمّ توجّه إليه كتب الله عزّوجلّ له بكلّ خطوة حجّة بمناسكها ، و لا أعلمه إلّا قال : وغزوة (۱) .

۲ ـ ما : المفيد ، عن الصّدوق مثله (۲) .

۳ ـ مل : محمّد بن جعفر ، عن ابن أبي الخطّاب مثله (۳) .

۴ ـ ثو ، مع : أبي عن سعد ، عن النهدي ، عن عليّ بن أسباط يرفعه إلى أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله تبارك وتعالى يبدأ بالنظر إلى زوّار قبر الحسين بن علي عليه السلام عشيّة عرفة قال : قلت : قبل نظره إلى أهل الموقف ؟ قال : نعم ، قلت : و كيف ذاك ؟ قال : لأنّ في أولئك أولاد زنا و ليس في هؤلاء أولاد زنا (۴) .

(۱) ثواب الاعمال ص ۸۱ وأمالي الصدوق ص ۱۴۳ .
(۲) أمالي الطوسي ج ۱ ص ۲۰۴ .
(۳) كامل الزيارات ص ۱۶۹ .
(۴) ثواب الاعمال ص ۸۱ ومعاني الاخبار ص ۳۹۱ .

إن الذين يرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الانوار" میں

عرفہ یا عیدین کے دن ائمہ کی زیارت کی فضیلت والا باب قائم کرتا ہے

پھر اپنی سند سے ایک خبر نقل کرتا ہے:

"علی بن اسباط ابوعبداللہ علیہ السلام تک مرفوع بیان کرتا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کے زائرین کی طرف دیکھ کر عرفہ کی پیشی کی ابتداء کرتا ہے۔ میں نے کہا: اہل موقف کو دیکھنے سے پہلے انھیں دیکھتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟ کہا: اس لیے کیوں کہ ان موقف والوں میں تو زانی بھی ہوتے ہیں اور ان (زائرین) لوگوں میں کوئی زانی نہیں ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ تو قرآن میں فرماتا ہے: "بے شک وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"

٤٣٠ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن سنان ، عن إسماعيل ابن جابر ؛ وعبد الكريم بن عمرو ؛ وعبدالحميد بن أبي الدّيلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : عاش نوح عليه السلام بعد الطوفان خمسمائة سنة ، ثمّ أتاه جبرئيل عليه السلام فقال : يا نوح إنّه قد انقضت نبوّتك واستكملت أيّامك فانظر إلى الاسم الأكبر وميراث العلم وآثار علم النبوّة الّتي معك فادفعها إلى إبنك سام فإنّي لا أترك الأرض إلّا وفيها عالم تعرف به طاعتي ويعرف به هداي [1] ويكون نجاة فيما بين مقبض النبيّ ومبعث النبيّ الآخر ولم أكن أترك النّاس بغير حجّة لي وداع إليّ وهاد إلى سبيلي وعارف بأمري ، فإنّي قد قضيت أن أجعل لكلّ قوم هادياً أهدي به السعداء ويكون حجّة لي على الأشقياء . قال : فدفع نوح عليه السلام الاسم الأكبر وميراث العلم وآثار علم النبوّة إلى سام وأمّا حام ويافث فلم يكن عندهما علم ينتفعان به ، قال : وبشّرهم نوح عليه السلام بهود عليه السلام وأمرهم باتّباعه وأمرهم أن يفتحوا الوصيّة في كلّ عام وينظروا فيها ويكون عيداً لهم [2].

٤٣١ ـ عليّ بن محمّد ، عن عليّ بن العبّاس ، عن الحسن بن عبدالرّحمن ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال . قلت له : إنّ بعض أصحابنا يفترون ويقذفون من خالفهم [3] فقال لي : الكفّ عنهم أجمل ، ثمّ قال : والله يا أبا حمزة [illegible] قلت : كيف لي بالمخرج من هذا ؟ فقال لي : يا أبا حمزة كتاب الله المنزل يدلّ عليه أنّ الله تبارك وتعالى جعل لنا أهل البيت سهاماً ثلاثة في جميع الفيء ثمّ قال عزّ وجلّ : « واعلموا أنّما غنمتم من شيء فأنّ لله خمسه وللرسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل [4] » فنحن أصحاب الخمس

---

(١) في بعض النسخ [هواي] أي ما أهواه وأحبّه من الطاعات . (آت)

(٢) رواه الصدوق في كتاب كمال الدين عن محمد بن علي بن ماجيلويه ومحمد بن موسى بن المتوكل وأحمد بن محمد بن يحيى جميعاً عن محمد بن يحيى العطار عن الحسين بن الحسن بن أبان عن محمد بن اورمة عن محمد بن سنان عن اسماعيل وعبدالكريم معاً عن عبدالحميد .

(٣) أي يقذفونهم بالزنا فأجاب عليه السلام بأنه لاينبغي لهم ترك التقية لكن لكلامهم محمل صدق . قوله ، « كيف لي بالمخرج » أي بم أستدل وأحتج على من أنكر هذا (آت)

(٤) الانفال : ٤٠ .

کلینی

اپنی کتاب "الروضة من الکافی" میں
اپنی سند سے ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابوحمزہ کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا:
ہمارے بعض ساتھی جھوٹ گھڑتے ہیں اور اپنے مخالف پر بہتان لگاتے ہیں تو انھوں نے مجھے کہا:
ان سے زبان روک لینا زیادہ اچھا ہے۔
پھر فرمایا: اے ابوحمزہ! ہمارے شیعہ کے علاوہ سبھی لوگ پیشہ ور زانیہ (فاحشہ) عورتوں کی اولاد ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:
"اے قاری کریم! تم دیکھو کہ تم دونوں میں کس گروہ سے ہو؟

وعندما تحدَّث عن الخلفاء أبي بكر وعمر وكل الصحابة بدون استثناء وتقول في فضلهم ما شئت وتغالي في ذلك ، فإنهم يطمئنون إليك ويستأنسون بحديثك ويقدموك على أنك كثير العلم واسع الاطلاع .

إنها بالضبط عقيدة سلفهم «الصالح» ، فقد نقل المؤرّخون بأن الإمام أحمد ابن حنبل كان يضعّف من أهل الحديث كل من يتنقص أبا بكر أو عمر أو عثمان ، بينما كان يكرم إبراهيم الجوزجاني الناصبي المتقدم ذكره إكراماً شديداً ، ويراسله ويقرأ كتبه على المنبر ويحتج بها .

وإذا كان هذا حال أحمد بن حنبل الذي فرض على معاصريه القول بخلافة علي (عليه السلام) وربع بها ، فلا تسأل عن الآخرين الذين لم يعترفوا له بفضيلة واحدة أو الذين سبّوه ولعنوه على المنابر في الجمعة والأعياد .

وهذا الدارقطني يقول : كان ابن قتيبة متكلم أهل السنة يميل إلى التشبيه ، منحرف عن العترة[1] .

وبهذا يتبين بأن أغلب «أهل السنة والجماعة» كانوا منحرفين عن عترة الرسول (ص) .

وهذا المتوكل الذي لقّبه أهل الحديث بـ «محيي السنّة» والذي كان يكرم أحمد ابن حنبل ويعظمه ويطيع أوامره في تنصيب القضاة ، كان من أكبر النواصب لعلي ولأهل البيت (عليهم السلام) حتى وصل به الحقد إلى نبش قبر الحسين بن علي ومنع من زيارته ، وقتل من يتسمّى بعلي . وذكره الخوارزمي في رسائله وقال بأنه كان لا يعطي مالاً ولا يبذل نوالاً إلا لمن شتم آل أبي طالب (عليهم السلام) ونصر مذهب النواصب[2] .

وغني عن التعريف بأن مذهب النواصب هو مذهب «أهل السنة والجماعة» وناصر مذهب النواصب المتوكل هو نفسه «محيي السنة» فافهم .

(1) لسان الميزان للذهبي ج 3 ص 357
(2) رسائل الخوارزمي ص 135

161

محمد التیجانی

اپنی کتاب "الشیعه هم اهل السنة" میں

کہتا ہے:

"نواصب کا مذہب اہل السنه و الجماعة کا مذہب ہے چنانچہ نواصب کے مذہب کی مدد کرنے والا المتوکل وہی "محی السنه" ہے اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔"
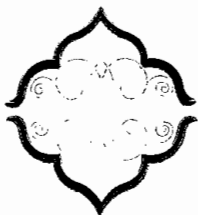
صاحب کتاب کہتا ہے:

"امامیہ شیعہ کے مذہب کا التیجانی اس زمانے کا مشہور داعی ہے جو بغیر کسی تقیہ کے اس بات کی صراحت کر رہا ہے کہ ناصبی وہ اہل السنه و الجماعة ہیں۔"

تفسير العياشي، محمد العياشي، مؤسسة البعثة، قم ايران، الاولى ١٤٢١ هـ

٧٠/٢٢٤٩ ـ عن أبي الجارود، عن أبي جعفر عليه السلام، قال: إنّ الله إذا أراد فناء قوم أمَرَ الفَلَك فأسرع الدَّور بهم، فكان ما يُريد من النُّقصان، فاذا أراد بقاء قومٍ أمر الفَلَك فأبطأ الدَّور بهم، فكان ما يُريد من الزيادة فلا تُنكِروا، فانّ الله يمحو ما يشاء ويُثبت وعنده أُمّ الكتاب[1].

٧١/٢٢٥٠ ـ عن ابن سِنان، عن أبي عبدالله عليه السلام يقول: إنّ الله يُقدّم ما يشاء ويُؤخّر ما يشاء، ويمحو ما يشاء ويثبت ما يشاء وعنده أُمّ الكتاب. وقال: لكُلّ أمر يُريده الله فهو في عِلمه قبل أن يصنعه، وليس شيءٌ يبدو له إلّا وقد كان في عِلمه، إنّ الله لا يبدو له من جهل[2].

٧٢/٢٢٥١ ـ عن إبراهيم بن أبي يحيى، عن جعفر بن محمّد عليه السلام، قال: ما من مولودٍ يولَدُ إلّا وإبليس من الأبالسة بحضرته، فإن عَلِم الله أنّه من شيعتنا حجبه عن ذلك الشيطان، وإن لم يكن من شيعتنا أثبت الشيطان إصبعه السّبابة في دُبُره، فكان مأبوناً، وذلك أنّ الذكر يخرج للوجه، فإن كانت امرأة أثبت في فرجها، فكانت فاجرة، فعند ذلك يبكي الصبيّ بكاءً شديداً إذا هو خَرَج من بطن أمّه، والله بعد ذلك يمحو ما يشاء ويُثبت وعنده أُمّ الكتاب[3].

٧٣/٢٢٥٢ ـ عن أبي حمزة الثُّمالي، عن أبي جعفر عليه السلام، قال: إنّ الله تبارك وتعالى أهبط إلى الأرض ظُلَلاً من الملائكة على آدم، وهو بوادٍ، يقال له الرَّوحاء، وهو وادٍ بين الطائف ومكّة. قال: فمَسَح على ظهر آدم، ثمّ صَرَخ بذُرّيّته وهم ذرّ، قال، فخرَجوا كما تخرُج النحل من كُورها، فاجتمعوا على شَفير الوادي فقال الله

(١) بحار الأنوار ٤: ١٢٠/٦٢.
(٢) بحار الأنوار ٤: ١٢١/٦٣.
(٣) بحار الأنوار ٤: ١٢١/٦٤.

وما ذنب من يولد على الفطرة؟!

محمد العیاشی

اپنی کتاب "تفسیر العیاشی" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"جعفر بن محمد علیہ السلام نے کہا: کوئی بھی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر ابلیسوں میں سے ایک ابلیس وہاں حاضر ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو کہ وہ ہمارے شیعہ میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس شیطان کو روک دیتا ہے اور اگر وہ ہمارے شیعہ میں سے نہ ہو تو شیطان اس کی دبر میں سبابہ انگلی داخل کرتا ہے تو مابون پیدا ہوتا ہے۔ (یعنی متہم ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے کہ جس سے بدکاری کی جاتی ہے) اور اس کی شرم گاہ سامنے سے نکل آتی ہے، اور اگر وہ عورت ہو تو اس کی فرج (شرم گاہ) میں انگلی کرتا ہے تو وہ فاجرہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت پھر جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو زور زور سے روتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی کتاب سے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ جو اس کے پاس ام الکتاب ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ بچہ فطرت پر پیدا ہوا ہے اور اس کا کیا گناہ ہے؟"

هذا فلا يخرج من النصب سوى المستضعفين منهم والمقلّدين والبله والنساء ونحو ذلك وهذا المعنى هو الأولى ؛ ويدلّ عليه ما رواه الصدوق قدّس الله روحه في كتاب علل الشرايع باسناد معتبر عن الصادق عليه السلام قال ليس الناصب من نصب لنا أهل البيت ؛ لأنّك لاتجد رجلاً يقول أنا أبغض محمداً وآل محمد ولكنّ الناصب من نصب لكم وهو يعلم أنّكم تتولّونا وانّكم من شيعتنا ، وفي معناه أخبار كثيرة

[illegible] علي عليه السلام وهذه خاصّة شاملة لاخاصّة ، ويمكن إرجاعها ايضا الى الأوّل بأن يكون المراد تقديم غيره عليه على وجه الاعتقاد والجزم ، ليخرج المقلّدون والمستضعفون ؛ فانّ تقديمهم غيره عليه انّما نشأ من تقليد علمائهم وآبائهم وأسلافهم ؛ والاّ فليس لهم الى الاطّلاع والجزم بهذا سبيل .

ويؤيّد هذا المعنى انّ الأئمة عليهم السلام وخواصّهم أطلقوا لفظ الناصبي على ابي حنيفة وأمثاله ، مع أنّ ابا حنيفة لم يكن ممّن نصب العداوة لأهل البيت عليهم السلام بل كان له انقطاع اليهم ؛ وكان يظهر لهم التودّد ، نعم كان يخالف آرائهم ويقول قال علي وانا أقول ، ومن هذا يقوى قول السيّد المرتضى وابن ادريس قدّس الله روحيهما وبعض مشائخنا المعاصرين بنجاسة المخالفين كلّهم ، نظرا الى إطلاق الكفر والشرك عليهم في الكتاب والسنّة فيتناولهم هذا اللفظ حيث يطلق ، ولأنّك قد تحقّقت انّ أكثرهم نواصب بهذا المعنى

الثاني في جواز قتلهم واستباحة أموالهم؛ قد عرفت انّ أكثر الأصحاب ذكروا للناصبي ذلك المعنى الخاصّ في باب الطهارات و النجاسات ، وحكمه عندهم كالكافر الحربيّ في أكثر الأحكام ؛ وأمّا على ما ذكرناه له من التفسير فيكون الحكم شاملا كما عرفت ، روى الصدوق طاب ثراه في العلل مسندا الى داود بن فرقد قال قلت لأبي عبدالله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب؟ قال حلال الدم لكنّي أتّقي عليك ؛ فان قدرت أن تقلب عليه حائطا او تغرقه في ماء لكي لايشهد به عليك فافعل ، قلت فما ترى في ماله؟ قال خذه ما قدرت

النواصب عند الشيعة هم اهل السنة ، لا يستنظروا قتلهم واستباحة أموالهم

نعمة الله الجزائری

اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں

ذکر کرتا ہے:

'' ناصبیوں سے صرف کمزور لوگ، مقلدین، بے وقوف اور عورتیں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی دلیل جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ناصبی وہ نہیں ہے جو اہل بیت کو ہمارے لیے نصب کرے، کیوں کہ ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو کہے میں محمد اور آل محمد سے بغض کرتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ناصبیوں کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ غیر علی کو علی پر مقدم کرنا ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے کہ اس معنی کی موافقت اس سے بھی ہوتی ہے کہ ائمہ علیہم السلام اور خواص نے ناصبی کا لفظ ابوحنیفہ جیسے لوگوں پر بھی استعمال کیا ہے۔

آگے چل کر مزید ناصبیوں کے قتل اور ان کے اموال کے حلال ہونے کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: اس بات کو خوب اچھی طرح پہچان لو کہ اکثر اصحاب نے طہارت اور نجاست کے ابواب میں اس خاص معنی کو ناصبی کے لیے ذکر کیا ہے۔

اوران کے نزدیک اکثر احکام میں اس (ناصبی) کا حکم کافر حربی جیسا ہے اس بنیاد پر جو کچھ ہم نے تفسیر سے بیان کیا ہے تو یہ حکم سب کو شامل ہے جیسا کہ پیچھے آپ نے اس بات کو جان لیا ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''شیعہ' ناصبیوں (اہل السنہ) کو قتل کرنے اور ان کے اموال کو لوٹنا مستحب سمجھتے ہیں۔''

الاصول من الكافي | محمد بن يعقوب الكليني | دار الكتب الاسلامية | طهران | الثالثة ۱۳۸۸ هـ

... عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ...
... إن أهل مكة ليكفرون بالله جهرة ...

٦ـ عنه ، عن محمد بن الحسين ، عن النضر بن شعيب ، عن أبان بن عثمان ، عن الفضيل بن يسار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتجالسوهم ـ يعني المرجئة ـ لعنهم الله ولعن [الله] مللهم المشركة الّذين لايعبدون الله على شيء من الأشياء .

﴿ باب ﴾

☆(المؤلفة قلوبهم)☆ (۱)

۱ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليّ بن الحكم ، عن موسى بن بكر ؛ وعلي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن رجل جميعاً ، عن زرارة ، عن

ـــ وهو الكفر بالله العظيم و النصارى لم يكونوا يعلنون ذلك ويحتمل أن يكون هذا مبنياً على أن المخالفين غير المستضعفين مطلقاً شر من سائر الكفار كما يظهر من كثير من الاخبار و التفاوت بين أهل تلك البلدان باعتبار اختلاف رسوخهم في مذهبهم الباطل أو على ان أكثر المخالفين في تلك الازمنة كانوا نواصب منحرفين عن أهل البيت عليهم السلام لاسيما أهل تلك البلدان الثلاثة و اختلافهم في الشقاوة باعتبار اختلافهم في شدة النصب ... ولاريب في أن النواصب اخبث الكفار وكفر أهل مكة جهرة هو اظهارهم عداوة أهل البيت عليهم السلام في ذلك الزمن وقد بقي طائفة منهم إلى الان ، يعدون يوم عاشوراء عيداً لهم بل من أعظم اعيادهم لعنة الله عليهم وعلى اسلافهم الذين اسسوا ذلك لهم

(1) ﴿ المؤلفة قلوبهم ﴾ المشهور بين الاصحاب انهم كفار يستمالون للجهاد قال المفيد ـ رحمه الله ـ المؤلفة قسمان ، مسلمون و مشركون . وقال العلامة (ره) في القواعد ، المؤلفة قسمان : كفار يستمالون إلى الجهاد أو إلى الاسلام ومسلمون .

اذا كان هذا في حق أهل أطهر بقعتين ، فكيف بغيرهما

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

خبر نقل کرتا ہے:

"بعض ائمہ کہتے ہیں:

بلاشبہ اہل مکہ ظاہری طور پر اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اہل مدینہ مکہ والوں سے زیادہ خبیث ہیں، اور ان میں سے بعض ستر گنا زیادہ خبیث ہیں۔ دوسری سند سے بیان کرتا ہے کہ ابوبکر الحضرمی نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ کیا اہل شام زیادہ برے ہیں یا اہل روم؟ تو انھوں نے فرمایا: رومیوں نے کفر ضرور کیا ہے مگر ہم سے دشمنی نہیں کی اور شامیوں نے کفر کیا اور ہم سے دشمنی بھی کی۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"جب دونوں (مکہ اور مدینہ) پاکیزہ جگہ کے رہنے والوں کے متعلق یہ بیان ہے تو پھر ان کے علاوہ کے بارے میں کیا ہے؟"

....

استحقاق عذابهم، ثمّ يخرجون من النار وتبقى خالية، وتأوّلوا على هذا حديثاً رووه عنه عليه السلام أنّه قال: سيأتي على جهنّم زمان تصطفق أبوابها من خلوّها وحملوا عليه ما روي أيضاً من قوله عليه السلام: سيأتي على جهنّم زمان ينبت في قعرها الجرجير. مصادم للكتاب والسنّة واجماع المسلمين، فلا يعبأ به، والحديث الثاني غير مناف للمشهور، والأوّل لم يثبت.

نعم ذهب شيخنا المعاصر [١] ـ أبقاه الله تعالى ـ الى أنّ المستضعفين من الكفّار، كنواقص العقول ومن لم تقم عليه الحجّة ولم يقصّر في الفحص والنظر، وكأغلب النساء منهم ممّن يرجون لأمر الله: إمّا أن يعذّبهم، وإمّا أن يتوب عليهم. وهذا وان كان خلاف الاجماع الاّ أنّ في الروايات اشعاراً به، وقواعد أهل العدل لا يأباه.

وأمّا طوائف أهل الخلاف على هذه الفرقة الاماميّة، فالنصوص متظافرة في الدلالة على أنّهم مخلّدون في النار، وانّ اقرارهم بالشهادتين لا يجديهم نفعاً الاّ في حقن دمائهم وأموالهم واجراء أحكام الاسلام عليهم.

روي عنه صلّى الله عليه وآله أنّه قال: ولاية اعداء علي ومخالفة علي سيّئة لا ينفع معها شي الاّ ما ينفعهم بطاعاتهم في الدنيا بالنعم والصحّة والسعة، فيردوا الآخره ولا يكون لهم الاّ دائم العذاب. ثمّ قال: انّ من جحد ولاية علي عليه السلام لا يرى بعينه الجنّة أبداً الاّ ما يراه ممّا يعرف به أنّه لو كان يواليه لكان ذلك محلّه ومأواه، فيزداد حسرات وندامات [٢]. وروى المحقّق الحلّي في آخر السرائر مسنداً الى محمّد بن عيسى قال: كتبت اليه أسأله عن الناصب هل احتاج في امتحانه الى أكثر من تقديمه الجبت والطاغوت واعتقاد امامتهما؟ فرجع الجواب: من كان على

(١) هو العلاّمة المولى محمّد باقر المجلسي قدّس سره، في كتابه بحار الأنوار ٨. ٣٦٣ ـ ٣٦٤
(٢) بحار الأنوار ٨. ٣٥٢ ح ٢

المحقق الحلی نے

اپنی کتاب "السرائر" کے آخر میں

محمد بن عیسیٰ تک سند ذکر کر کے روایت کیا ہے:

"اس نے کہا:

میں نے اس کی طرف ناصبیوں کے بارے میں سوال لکھ کر بھیجا کہ کیا ناصبی کے امتحان کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ جبت اور طاغوت کو مقدم کرتا ہے اور ان دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے امام ہونے کا اقراری ہے؟ تو انھوں نے جواب لکھ کر بھیجا کہ جو اس عقیدے پر ہو تو وہ ناصبی ہے۔"

وصرّحت الأخبار في حصر المسلم في المؤمن والناصبي والضالّ، وفسّر الضالّ بمن لم يعرف مذهب الامامية ولم ينصب العداوة له الى غير ذلك من الأخبار

نعم ذهب طائفة منّا الى أنّ المستضعفين منهم، وهم غير المعاندين ومثل البله والنساء ومن لم تتمّ عليه الحجّة يكونون ممّن يرجى لهم النجاة، لكن لا على سبيل القطع

إذاً كل المسلمين نواصب، فلم يقدم عليا على ابي بكر وعمر رضي الله عنهم إلا الشيعة فقط!!!

صاحب کتاب کہتا ہے:

"پھر تو تمام مسلمان ہی ناصبی ہیں، کیوں کہ علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے مقدم تو صرف شیعہ کرتے ہیں۔"

هذي هي الوهابية | محمد جواد مغنية | دار الجديد | الثانية ١٤١٤هـ

وآلات.

ولست بصدد صحة هذا القول أو بطلانه، ولكن لدي سؤال واحد أود أن أوجهه الى الوهابيين على مقياسهم هذا، لا على مقاييسي أنا[١٨] وهذا هو السؤال: اذا كان للولي هذه الكرامة والقدرة، فهل يجوز لنا أن نطلب منه الدعاء بالخير والهداية الى الحق، تماماً كما نطلب العلم من العالم، والدواء من الطبيب؟. وعلى افتراض الجواز فلماذا قلتم من طلب من النبي (ص) أن يشفع له عند الله فهو مشرك؟. وإن قلتم: لا يجوز طلب الدعاء بالخير والتوفيق من الولي، قلنا: إذن لا خير عند الولي ولا كرامة.

السحر:

ويعتقد الوهابية بالسحر والساحر، وتعلم السحر عندهم سهل للغاية بشرط أن يكفر الانسان، ويأتي بأعظم المعاصي مثل أن يضع المصحف الشريف في كنيف ونحوه والعياذ بالله وقدمنا فيما سبق أمثلة من أقوالهم حين قابلنا بينها، وبين ما يدعو به الشيعة عند قبور الائمة الاطهار - راجع فقرة الشيعة والمباحاة من هذا الفصل - والآن ننقل ما ذكره الصنعاني كحجة على اعتقادهم بالسحر، وطريق تعلمه، قال في صفحة ٥١ من كتابه «تطهير الاعتقاد من أدران الالحاد» ما نصه بالحرف الواحد: «قد ثبت في الاحاديث: ان الشياطين والجان يتشكلون بأشكال الحية والثعبان، وهذا أمر مقطوع بوقوعه، فهم - أي الشياطين - الثعابين التي يشاهدها الانسان في أيدي المجاذيب، وقد يكون ذلك من باب السحر، وهو أنواع، وتعلمه ليس بالعسير، بل بابه الاعظم، هو الكفر بالله، واهانة ما عظم الله من جعل مصحف في كنيف ونحوه، فلا يغتر من يشاهد ما يعظم في عينيه من أحوال المجاذيب من الامور التي يراها خوارق، فإن للسحر تأثيراً عظيماً في الافعال، وهكذا يقلبون الاعيان بالاسحار وغيرها».

ومعنى قوله يقلبون الاعيان بالاسحار ان الساحر يستطيع أن يقلب الانسان حجراً، والحجر انساناً.

وبدون حقد، ولا ثورة أعصاب، وبكل لطف وهدوء أدعوك أيها القارئ أن

٧٥

هكذا بكل سهولة ينسب الكفر الى من سماهم (وهابيين) ! ولاغرابة فهذا دينهم !! فهل سمعتم أو رأيتم أو قرأتم أن أحدا ممن يتبع السلف الصالح يبيح ما يتهم به هذا الأفاك

محمد جواد مغنية

اپنی کتاب "هذی هی الواهابیة" میں

"جادو" کا عنوان قائم کر کے بیان کرتا ہے:

"وہابیہ (فرقہ) جادو اور جادوگر پر اعتقاد رکھتے ہیں، ان کے ہاں جادو سیکھنا نہایت آسان کام ہے اس شرط کے ساتھ کہ انسان کفر کر لے اور بڑے بڑے گناہ کا مرتکب ہو جائے مثلاً مصحف شریف کو فلش پر رکھ دے اور اس طرح کہ دیگر گناہ۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کتنی آسانی سے یہ ان لوگوں کی طرف کفر منسوب کر دیتے ہیں جنھیں یہ وہابی کہتے ہیں، یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کیوں کہ یہ ان کا دین ہے! تو کیا تم نے سنا یا دیکھا یا پڑھا ہو کہ سلف صالحین میں سے کسی نے اس طرح کے بہتان کو جائز قرار دیا ہو جو انھوں نے لگائے ہیں؟"

بحار الانوار - للمجلسي - مؤسسة دار الوفاء وإحياء التراث العربي - بيروت - الثالثة ١٤٠٣ هـ

عبدالله عليه السلام : إنّ بني [1] ينازعني مصر . فقال : مالك و مصر ؟ أما علمت أنّها مصر الحتوف ؟! ولا أحسبه إلّا قال : يساق إليها أقصر الناس أعماراً .

١٥ ــ و منه : بهذا الإسناد ، عن ابن أسباط ، عن أحمد بن محمّد بن الحضير ، عن يحيى بن عبدالله بن الحسن ، رفعه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : افتحوا مصر ولا تطلبوا المكث فيها . ولا أحسبه إلّا قال : و هو يورث الدياثة .

بيان - قال في القاموس : حاه قصده كانتحاه .

١٦ ــ القصص : بالإسناد المتقدّم عن ابن أسباط ، عن أبي الحسن عليه السلام قال: لا تأكلوا في فخارها ولا تغسلوا رؤسكم بطينها فإنّها تورث الذلّة و تذهب بالغيرة .

١٧ ــ كامل الزيارة : عن أبيه ، عن سعد بن عبدالله ، عن الحسين بن عبيدالله عن الحسن بن عليّ بن أبي عثمان ، عن عبد الجبّار ، عن أبي سعيد ، عن الحسين بن ثوير و يونس و أبي سلمة السرّاج و المفضّل بن عمر قالوا سمعنا أباعبدالله عليه السلام يقول لمّا مضى أبوعبدالله الحسين بن عليّ ــ صلوات الله عليهما ــ بكى عليه جميع ما خلق الله إلّا ثلاثة أشياء : البصرة ، و دمشق ، و آل عثمان [2] .

١٨ ــ الكشي : عن محمّد بن مسعود و عليّ بن محمّد معاً ، عن الحسين بن عبيدالله عن عبدالله بن عليّ ، عن أحمد بن حمزة ، عن عمران القمّي ، عن حمّاد الناب قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام ونحن جماعة إذ دخل عليه عمران بن عبدالله القمّي فسأله و برّه وبشّه ، فلمّا أن قام قلت لأبي عبدالله عليه السلام : من هذا الّذي بررت به هذا البرّ ؟ فقال : من أهل البيت النجباء ــ يعني أهل قم ــ ما أرادهم جبّار من الجبابرة إلّا قصمه الله .

١٩ ــ و منه : بهذا الإسناد ، عن أحمد بن حمزة ، عن المرزبان بن عمران ، عن أبان بن عثمان ، قال : دخل عمران بن عبدالله على أبي عبدالله عليه السلام فقال له : كيف أنت ؟ و كيف ولدك ؟ وكيف أهلك ؟ وكيف بنو عمّك ؟ وكيف أهل بيتك ؟ ثمّ حدّثه مليّاً ، فلمّا خرج قيل لأبي عبدالله عليه السلام : من هذا ؟ قال : هذا نجيب قوم النجباء ، ما

(١) ابني (خ) .
(٢) كامل الزيارة : ٨٠ .

اعتذاري لكم يا أهل الكنانة ، أما رسولنا صلى الله عليه وسلم فقد أوصى بأهل مصر
انظر ما جاء في صحيح مسلم (باب وصية النبي صلى الله عليه وسلم بأهل مصر)

مجلسی

"بحار الانوار" میں

اخبار نقل کرتا ہے:

''یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مرفوع بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصر جایا کرو مگر وہاں دنیا کا قصد نہ کرنا۔ راوی کہتا ہے میرا یہی گمان ہے کہ آپ نے اس لیے ایسا فرمایا کہ وہاں ٹھہرنے سے دیوثیت پیدا ہوتی ہے۔

دوسری سند سے بیان کرتا ہے:

''ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: تم مصر کی مٹی سے بنے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کی مٹی کے بنے برتنوں میں سے اپنے سر دھوؤ، کیوں کہ اس سے ذلت پیدا ہوتی ہے اور غیرت ختم ہو جاتی ہے۔''

تیسری سند سے بیان کرتا ہے:

''ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب ابوعبداللہ حسین بن علی علیہ السلام چلے تو اس پر اللہ کی تمام مخلوقات روئی سوائے تین (لوگوں) کے بصرہ، دمشق اور آل عثمان۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''اہل کنانہ! ہم تمھاری طرف اپنا عذر پیش کرتے ہیں۔ رہے رسول اللہ ﷺ تو انھوں نے اہل مصر کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔ دیکھیں صحیح مسلم کہ وہاں باب قائم ہے:

"باب وصية النبی ﷺ باهل مصر"

عن الرضا (عليه السلام) نحوه[٩] .

[١٩٩٤٤] ٣ ـ وبإسناده عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سألته عن رجل دخل أرض الحرب بأمان فغزا القوم الذين دخل عليهم قوم آخرون ؟ قال : على المسلم أن يمنع نفسه ويقاتل عن حكم الله وحكم رسوله ، وأمّا أن يقاتل الكفار على حكم الجور وسنّتهم فلا يحلّ له ذلك .

[١٩٩٤٥] ٤ ـ وبإسناده عن محمّد بن أحمد بن يحيى ، عن إبراهيم بن هاشم ، عن علي بن معبد[١] ، عن واصل ، عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : جعلت فداك ما تقول في هؤلاء الذين يقتلون في هذه الثغور؟ قال : فقال : الويل يتعجّلون قتلة في الدنيا وقتلة في الآخرة والله ما الشهيد إلّا شيعتنا ولو ماتوا على فرشهم .

أقول : ويأتي ما يدلّ على ذلك[٢] .

---

(٩) الكافي ٥ : ٢١ / ٢
٣ ـ التهذيب ٦ : ١٣٥ / ٢٢٩
٤ ـ التهذيب ٦ : ١٢٥ / ٢٢٠
(١) في المصدر : علي بن سعيد
(٢) يأتي في الباب ٧ من هذه الأبواب ، ويأتي ما يدل على بعض المقصود في البابين ١٢ ، ١٣ من هذه الأبواب .

هذه هي حقيقة نظرة الشيعة لشهداء المسلمين (فعذرا يا شهداء فلسطين)

الحر العاملی

اپنی کتاب "وسائل الشیعہ" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

''عبداللہ بن سنان کہتے ہیں:

میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: میں آپ پر فدا ہوں آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ان سرحدوں میں قتل کیے جاتے ہیں؟ فرمایا: ہلاکت ہے یہ لوگ دنیا میں جلدی قتل ہونا چاہتے ہیں اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی قسم! ہمارے شیعہ کے سوا کوئی شہید نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہوں۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''یہ شیعہ کی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے شہداء کو اس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اے فلسطین کے شہداء! معذرت معذرت۔''

المصدر السادس — اتهام المسلمين وتكفيرهم

الحدائق الناضرة في أحكام العترة الطاهرة — يوسف البحراني — دار الأضواء — بيروت

١٣٦

وإذا كان الله عزّ وجل نهى أهل الإيمان عن ولايتهم ومحبتهم، فكيف يجوز الحكم في الآية المشار إليها بإخوتهم!؟ ما هذا إلا سهو واضح من هذا التحرير، وبذلك يظهر لك أيضاً حمل خبر البراء الذي نقله، على المؤمن أيضاً، لقوله فيه «ومن تتبع عورة أخيه» إذ لا أخوة بين المؤمن والمخالف، كما عرفت.

وليت شعري أي فرق بين من كفر بالله سبحانه تعالى ورسوله، وبين من كفر بالأئمة عليهم السلام؟ مع ثبوت كون الإمامة من أصول الدين بنص الآيات والأخبار الواضحة الدلالة كعين اليقين.

ورابعاً: أن ما استند إليه من ورود الأخبار الدالة على تحريم الغيبة بلفظ «المسلم» ففيه:

وثانياً: مع تسليم صحة إطلاق الإسلام عليه، فالمراد به: إنما هو منتحل الإسلام، كما تقدمت الإشارة إليه، والمراد هنا إنما هو الإسلام بالمعنى الأخص، وهو المؤمن الموالي لأهل البيت عليهم السلام.

إذ لا يخفى وقوع إطلاق الإسلام على هذا المعنى في الآيات والروايات، ومنه. قوله تعالى ﴿إن الدين عند الله الإسلام﴾[1] وقوله عزّ وجل في حق الأئمة ﴿هو سماكم المسلمين﴾[2] وقوله: ﴿فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين﴾[3]

كما أن الإيمان يطلق أيضاً تارة على الإسلام بالمعنى الأعم، كقوله عزّ وجل. ﴿يا أيها الذين آمنوا آمنوا﴾[4] فإن المخاطبين هم المقرون بمجرد اللسان، أمرهم بالإيمان بمعنى التصديق. وإطلاق المسلم بالمعنى الذي ذكرنا في الأخبار أكثر كثير، كما لا يخفى على من له أنس بالأخبار.

وثالثاً: أن الموجود في أكثر الأخبار الواردة من طرقنا، إنما هو بلفظ «المؤمن»

(١) سورة آل عمران ١٩
(٢) سورة الحج ٧٨
(٣) سورة الذاريات ٣٦
(٤) سورة النساء ١٣٦

هذه حقيقة الشيعة (تكفير كل من خالف الشيعة)
فهذه الوثيقة مع التحية لدعاة التقريب ؟!!!

یوسف البحرانی

اپنی کتاب "الحدائق الناضرۃ فی احکام العرۃ الطاھرۃ" میں باب قائم کرتا ہے:

"ائمہ کا مخالف درحقیقت مسلمان نہیں ہے اور فی نفس الامر ائمہ کا مخالف کافر ہے۔"

آگے چل کر کہتا ہے:

"آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول کے ساتھ کفر کرنے کے درمیان کیا فرق ہے اور ائمہ علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے کے درمیان کیا فرق ہے۔ اس کے باوجود کہ اصول دین یعنی قرآن مجید کی آیات اور واضح دلالت کرنے والی اخبار سے امامت ثابت ہوتی ہے۔"

پھر آگے چل کر بات کرتا ہے:

"آپ نے اس بات کو جان لیا ہے کہ ائمہ کا مخالف کافر ہے کسی طور پر اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں ثابت کیا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ شیعہ کی حقیقت ہے کہ شیعہ کا ہر مخالف کافر ہے۔ یہ دستاویز مع سلام ان داعین کے لیے ہے جو دونوں کو قریب کرنا چاہتے ہیں۔"

الاختصاص للشيخ المفيد — منشورات مؤسسة الأعلمي — بيروت ١٤٠٢ هـ

سنان ، عن موسى بن أشيم قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فسألته عن مسألة فأجابني فيها بجواب ؛ فأنا جالس إذ دخل رجل فسأله عنها بعينها فأجابه بخلاف ما أجابني ، فدخل رجلٌ آخر فسأله عنها بعينها فأجابه بخلاف ما أجابني وخلاف ما أجابه به صاحبي ، ففزعت من ذلك وعظم عليّ فلمّا خرج القوم نظر إليّ وقال : يا ابن أشيم كأنّك جزعت قلت : جعلت فداك إنّما جزعت في ثلاثة أقاويل في مسألة واحدة ، فقال : يا ابن أشيم إنّ الله فوّض إلى داود أمر ملكه فقال : «هذا عطاؤنا فامنن أو أمسك بغير حساب» وفوّض إلى محمّد ﷺ أمر دينه فقال : «ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهيكم عنه فانتهوا» وإنّ الله فوّض إلى الأئمّة منّا وإلينا ما فوّض إلى محمّد ﷺ فلا تجزع [1] .

وعنه ، عن الحسين بن سعيد ، عن بعض أصحابه ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي حمزة الثمالي ؛ وحدّثني محمّد بن خالد الطيالسي ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي حمزة الثمالي قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : من أحللنا له شيئاً أصابه من أعمال الظالمين فهو له حلال لأنّ الأئمّة منّا مفوّض إليهم فما أحلّوا فهو حلال وما حرّموا فهو حرام [2] .

أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عبدالرحمن بن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي إسحاق النحويّ قال . سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : إنّ الله أدّب نبيّه ﷺ على محبّته فقال . « إنّك لعلى خلق عظيم » ثمّ فوّض إليه فقال : « ما آتيكم الرّسول فخذوه وما نهيكم عنه فانتهوا » وقال : « من يطع الرّسول فقد أطاع الله » وإنّ رسول الله ﷺ فوّض إلى عليّ عليه السلام وائتمنه فسلّمتم وجحد الناس ونحن فيما بينكم وبين الله ، ما جعل الله لأحد من خير في خلاف أمرنا فإنّ أمرنا أمر الله عزّ وجلّ [3] .

محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن النضر بن سويد ، عن عليّ بن صامت ، عن اديم بن الحرّ

---

(١) مروى في البصائر الجزء الثامن الباب الخامس .

(٢) مروى في البصائر كالخبر السابق و منقول في البحار ج ٧ ص ٢٦٠ عنه و عن الاختصاص .

(٣) مروى في البصائر كالخبر المتقدم مع زيادة

الظالمون في معتقدهم هم خلفاء الدولة الإسلامية [illegible] فهذا يعتقدون فيهم إنما أشبه بقوله تعالى: ﴿اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما أمروا إلا ليعبدوا إلها واحدا لا إله إلا هو سبحانه عما يشركون﴾

شیخ المفید

اپنی کتاب "الاختصاص" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا:

" جس شخص کے لیے بھی ہم کوئی چیز حلال قرار دیں جو اسے ظالموں کے اعمال میں سے پہنچی ہے تو وہ اس کے لیے حلال ہوگی کیوں کہ ہمارے ائمہ کی طرف ہی معاملہ سپرد کیا گیا ہے چنانچہ وہ جس چیز کو حلال قرار دیں تو وہ حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیں وہ حرام ہوگا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"ان کے اعتقاد میں اسلامی ممالک کے خلفاء ظالم ہیں۔ انھوں نے اپنے لیے ان کے (حرام) اموال (کو) حلال کیا ہیں؟ چنانچہ ان کے بارے میں کیا اعتقاد رکھیں گے؟ اور یہ فرمان الٰہی کے کتنے قریب ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: "انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالاں کہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔" (التوبة: ۳۱)

قال: «ينظر ما وافق حكمه حكم الكتاب والسنّة وخالف العامّة فيؤخذ به، ويترك ما خالف الكتاب والسنّة ووافق العامّة».

قلت: جعلت فداك، أرأيت إن كان الفقيهان عرفا حكمه من الكتاب والسنّة، فوجدنا أحد الخبرين موافقاً للعامّة، والآخر مخالفاً لهم، بأيّ الخبرين يؤخذ؟

قال: «ما خالف العامّة ففيه الرشاد».

فقلت: جعلت فداك، فإن وافقها[1] الخبران جميعاً؟

قال: «ينظر إلى ما هم أميل إليه حكّامهم وقضاتهم فيترك، ويؤخذ بالآخر».

قلت: فإن وافق حكّامهم الخبرين جميعاً؟

قال: «إذا كان ذلك فأرجه حتّى تلقى إمامك؛ فإنّ الوقوف عند الشبهات خير من الاقتحام في الهلكات»[2].

أقول: لا إشكال في أنّه في قوله: «يكون منازعة بينهما في دَين أو ميراث» ليس ناظراً إلى خصوصيّتهما، بل ذكرهما من باب المثال، وإنّما نظره إلى جواز الرجوع إلى السلطان والقضاة في المحاكمات، فأجاب عليه السلام: «بأنّ التحاكم عندهم تحاكم إلى الطاغوت، وما يأخذه بحكمهم سحت وإن كان حقّه ثابتاً».

ثمّ بعد بيان حكم المسألة سأل عن الوظيفة في المنازعات، فأجاب بقوله:

---

(١) وفي نسخة «وافقهما» وفي المستدرك «وافقهم» [منه قدس سره]

(٢) الكافي ١ / ٥٤ / ١٠، الفقيه ٣ / ٥ / ٢، تهذيب الأحكام ٦ / ٣٠١ / ٨٤٥، الاحتجاج: ٣٥٥، وسائل الشيعة ١٨ / ٧٥، كتاب القضاء، أبواب صفات القاضي، الباب ٩، الحديث ١

العامة عندهم هم أهل السنة والجماعة! فهل يقول هذا القول عاقل طالب للحق؟

خمینی

اپنی کتاب "التعادل و الترجیح" میں
کسی مسئلے میں اختلاف کے وقت ترجیح کے مسائل ذکر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

"دیکھا جائے گا کہ جس کا حکم کتاب وسنت کے حکم کے موافق اور عامی (اہل السنہ و الجماعہ) کے مخالف ہوگا تو اسے قبول کرلیا جائے گا۔ اور جو کتاب وسنت کے مخالف اور عامی کے موافق حکم ہوگا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ سائل نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں آپ کی کیا رائے ہے اگر دو فقیہ شخص اپنا حکم کتاب وسنت سے ہی پہچانتے ہیں پھر ہم ان میں سے ایک خبر کو عامی کے موافق پاتے ہیں اور دوسری ان کے مخالف تو پھر کون سی خبر قبول کی جائے گی؟ فرمایا: عامی کے مخالف خبر لینے میں بھلائی ہے۔ سائل نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں اگر دونوں اخبار اس کے موافق ہوں؟ فرمایا: دیکھا جائے کہ عامی لوگوں کے حکمران اور قاضی کس طرف مائل ہیں اسے چھوڑا دیا جائے اور دوسری خبر کو لے لیا جائے گا۔ سائل نے کہا: اگر دونوں خبروں پر ان کے احکام موافق ہوں؟ فرمایا: پھر اپنے امام سے ملنے تک اس سے رک جا، کیوں کہ شبہات کے وقت رک جانا، ہلاکت میں گرنے سے بہتر ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"عامی سے مراد ان کی اہل السنہ و الجماعۃ ہیں تو کیا ایسی بات کوئی عقل مند اور حق کا متلاشی کہہ سکتا ہے؟"

رسول الله صلى الله عليه وآله ما كان يكره .

﴿ ١٥٣ ﴾ ٢٥ — وعنه عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد وعلي ابن ابراهيم عن ابيه جميعاً عن ابن محبوب عن زياد بن عيسى عن عامر بن السمط عن ابي عبد الله عليه السلام ان رجلا من المنافقين مات فخرج الحسين بن علي عليه السلام يمشي معه فلقيه مولى له فقال له الحسين عليه السلام : أين تذهب يا فلان ؟ قال فقال له مولاه : افر من جنازة هذا المنافق ان اصلي عليها فقال له الحسين عليه السلام : انظر أن تقوم على يميني فما تسمعني ان اقول فقل مثله فلما ان كبر عليه وليه قال الحسين عليه السلام : (اللهم العن فلانا عبدك الف لعنة مؤتلفة غير مختلفة، اللهم اخز عبدك في عبادك وبلادك واصله حر نارك واذقه أشد عذابك فانه كان يتولى اعداءك ويعادي اولياءك ويبغض أهل بيت نبيك)

٢٢ - باب الزيادات

قال الشيخ رحمه الله : (روي عن الصادقين عليهما السلام) الى قوله : (ولا صلاة عند آل محمد صلى الله عليه وآله) .

﴿ ٤٥٤ ﴾ ١ — محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي عمير عن حماد بن عثمان وهشام بن سالم عن ابي عبد الله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يكبر على قوم خمساً وعلى قوم آخرين اربعاً ، وإذا كبر على رجل اربعاً اتهم يعني بالنفاق .

﴿ ٤٥٥ ﴾ ٢ — وعنه عن محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسين

- ٤٥٣ - الكافي ج ١ ص ٥١ الفقيه ج ١ ص ١٠٥ .
- ٤٥٤ - الكافي ج ١ ص ٤٩ .
- ٤٥٥ - الكافي ج ١ ص ٥١ الفقيه ج ١ ص ١٠١ .

لا تتعجب إذا رأيت الشيعي يصلي على جنازة مسلم ! فهذا ما يقوله في دعائه على صاحبها ، وكل من خالف الشيعة عندهم يعتبر منافقا !

محمد بن حسن الطوسی

اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہا:

منافقین میں سے ایک شخص مر گیا تو حسین بن علی علیہ السلام نکلے چلتے چلتے آپ کو اس کا آزاد کردہ غلام ملا، حسین علیہ السلام نے اسے کہا: اے فلاں! کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا: اے مولا! میں اس منافق کے جنازے سے فرار ہو کر جا رہا ہوں، تو حسین علیہ السلام نے اسے کہا: دیکھو تم میری دائیں طرف کھڑے ہو جاؤ اور جو میں کہوں گا غور سے سننا پھر تو بھی اس کی مثل کہتے جانا پھر حسین نے اللہ اکبر کہا اور بد دعا کی۔ اے اللہ! فلاں تیرے بندے پر ہزار ایسی اکٹھی لعنتیں ہوں جو مختلف نہ ہوں، اے اللہ! اپنے اس بندے کو اپنے بندوں اور اپنے شہروں میں رسوا کر دے، اپنی جہنم کی گرمی میں داخل کر، اور اسے اپنا سخت عذاب چکھا، کیوں کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا، تیرے دوستوں سے دشمنی کرتا تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"آپ جب بھی کسی شیعہ کو مسلمان کا جنازہ پڑھتے ہوئے دیکھو تو تعجب نہ کریں کیوں کہ یہ لوگ نماز جنازہ میں میت پر بھی بد دعا کرتے ہیں۔ اور جو بھی شیعہ کا مخالف ہے وہ ان کے ہاں منافق سمجھا جائے گا۔"

في الناصب وعلى الزيدية ؟ فقال : لا تصدق عليهم بشيء ولا تسقهم من [الماء] ان استطعت . وقال لي : الزيدية هم النصاب .

محمد بن الحسن قال : حدثني أبو علي الفارسي قال حكى منصور [عن] الصادق علي بن محمد بن الرضا «ع» أن الزيدية والواقفية والنصاب [بمنزلة] عنده سواء .

محمد بن الحسن قال: حدثني أبو علي عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير [عمن] حدثه قال: سألت محمد بن علي الرضا «ع» عن هذه الآية ﴿ وجوه يومئذ [خاشعة] . عاملة ناصبة ﴾ (١) قال : نزلت في النصاب والزيدية والواقفة [من] النصاب .

حمدويه قال : حدثنا أيوب بن نوح قال : حدثنا صفوان عن داود [بن] فرقد عن أبي عبد الله «ع» قال : ما أحد أجهل منهم ـ يعني العجلية ـ [إن] في المرجئة فتياء وعلماء . وفي الخوارج فتياء وعلماء وما أحد أجهل منهم

* * *

١٠٤ ـ أبو الجارود زياد بن المنذر الاعمى السرحوب (٢) .

حكى أن أبا الجارود سمي سرحوبا وتنسب اليه السرحوبية من الزيدية [سماه] بذلك أبو جعفر «ع» ، وذكر أن سرحوبا اسم شيطان أعمى يسكن البحر [وكان] أبو الجارود مكفوفا أعمى اعمى القلب .

[حدثني] اسحاق بن محمد البصري قال : حدثني محمد بن جمهور قال : حدثني [موسى] بن بشار الوشا عن أبي نصر قال : كنا عند أبي عبد الله «ع» ، فرت [جار]ية معها قمقم فقلبته ، فقال أبو عبد الله «ع» ، ان الله عز وجل قد قلب

(١) سورة الغاشية آية ٢ ـ ٣ .

(٢) السرحوب بضم السين وسكون الراء وضم الحاء ثم واو وباء .

الزيدية في معتقد الامامية نواصب !!

محمد بن عمر الکشی

اپنی کتاب "رجال الکشی" میں
زیدیہ فرقے کے بارے میں کسی امام کا قول نقل کرتا ہے:

''انھوں نے کہا:

''زیدیہ ناصبی ہیں۔''

آگے چل کر ایک خبر نقل کرتا ہے:

''ابن ابی عمیر نے محمد بن علی بن رضا علیہ السلام سے اس آیت ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝﴾ ''اس دن کئی چہرے ذلیل ہوں گے۔ محنت کرنے والے، تھک جانے والے۔'' کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: ''یہ آیت ناصبی، زیدیہ اور ناصبی فرقہ واقفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''امامیہ کے عقیدے کے مطابق زیدی فرقہ ناصبی ہے!''

النصب والنواصب محسن المعلم دار الهادي للطباعة الطبعة الاولى ١٤١٨ هـ

وكذا (معالم الدين) في مبحث (شرائط العمل بخبر الواحد) /٤٢٦ ، وكذا (الرسائل الاعتقادية) ج٢/ص٢١٣ - ضمن الرسالة العدلية ، فسق المخالف للحق . ومن الطبيعي أن الآثار المترتبة تتبع الاختيار .

المسألة الثانية : في الطهَارة : (*)

١ - طهارةُ الناصبيِّ ونجاستُه :

قال السيِّد الخوئي - رضوان الله عليه -

"و الأظهر أن الناصب في حكم الكافر وإن كان مظهراً للشهادتين والاعتقاد بالمعاد"(١)

وقال السيِّد الصدر - طيَّب الله ثراه -

فيمن استثناهم من نجاسة الكافر فعدَّ أهل الكتاب والغلاة ثم ذكر النواصب فقال :

" وكذلك النواصب الذين ينصبون العداء لأهل البيت الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً فإن هؤلاء الغلاة والنواصب كفار ولكنهم طاهرون شرعاً ماداموا ينسبون أنفسهم إلى الإسلام " .

وقد استُدِلَّ بما رواه ابن أبي يعفور في الموثق عن أبي عبد الله -ع- في حديث قال : وإياك أن تغتسل من غسالة الحمام ، ففيها غسالة اليهودي ، والنصراني ، والمجوسي ، والناصب لنا أهل البيت فهو شرهم فإن الله تبارك وتعالى لم يخلق خلقاً أنجس من الكلب ، وإن الناصب لنا أهل البيت لأنجس منه . (٢)

(*) وقد بسط المقال فيها مؤلف (رفع الالتباس في أحكام الناس) ص٨١-٨٧ بعد أن بحث نجاسة مطلق المخالف وناقش من يقول بالنجاسة كالسيد المرتضى والشيخ ابن إدريس وابن حمزة ، مراجع المسألة الرابعة : في بيان حالهم في الطهارة والنجاسة ص٦٧

(١)- المسائل المنتخبة ، ص٥٦

(٢)- الفتاوى الواضحة ، ص٢٢٧ .

٦٠٩

بعد أن عدد النواصب في هذا الكتاب ذكر منهم : أبابكر وعمر وعثمان وعائشة وحفصه وأبا هريرة وابن عمر ، وجمهور الصحابة ، والامام مالك بن انس والبخاري (رحمهم الله) قال هذا الكلام في حكمهم عندهم !!

محسن المعلم

اپنی کتاب "النصب والنواصب" میں
مسئلہ نمبر طہارت کے متعلق بیان کرتا ہے، اور عنوان قائم کرتا ہے:

"ناصبی کی طہارت اور نجاست"
سید الخوئی رضوان اللہ علیہ نے فرمایا: ظاہر یہی ہے کہ ناصبی کافر کے حکم میں ہے اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار کرے اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھے۔ سید صدر۔طیب اللہ ثراہ۔ نے فرمایا: جس نے انھیں کافر کی نجاست سے مستثنیٰ کیا ہے اس نے انھیں اہل کتاب اور غالی شمار کیا ہے پھر نواصب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اسی طرح ناصبی وہ لوگ ہیں جو اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے گندگی کو دور کر دیا اور انھیں اچھی طرح پاک کیا بے شک یہ غالی اور ناصبی کافر لوگ ہیں لیکن جب تک یہ خود کو اسلام کی طرف منسوب کرتے رہیں گے، شرعاً طاہر ہیں۔
جسے ابن ابی یافور نے "موثق" میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے اس سے بھی استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ایسے حمام میں غسل کرنے سے بچو جس میں یہودی، عیسائی اور مجوسی کے غسل کا پانی ہو اور ناصبی کے غسل کا پانی ہو اور یہ ان سب سے بدتر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے زیادہ نجس کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور ناصبی اس (کتے) سے بھی زیادہ نجس ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اس کتاب میں اس نے متعدد ناصبیوں کا شمار کیا ہے ان میں ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ، حفصہ، ابوہریرہ، ابن عمر اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم، پھر امام مالک اور بخاری رحمہ اللہ کو ذکر کرنے کے بعد مذکورہ بالا کلام ذکر کیا ہے۔ تو ان کے نزدیک یہ کلام ان کے حکم میں ہے!"

بحار الأنوار — للمجلسي — مؤسسة دار الوفاء وإحياء التراث العربي — بيروت — الثالثة ١٤٠٣ هـ

يرخي ستره [١] ولايغلق بابه، ولا يسم الإمام إلّا الخروج والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، فمال إلى سنّته قول البترية و مال معه نفر يسير [٢].

أقول: لا اعتماد على نقل هذا الضالّ المبتدع في دينه، و على تقدير صحّته لعلّه اتّقى ممّن علم أنّه حد خروجه سيذكره عنده، و أمّا الدلائل على وجوب التقيّة فسنذكرها في محلّها، ثمّ روى الكشّي أيضاً عن حمدويه، عن ابن يزيد، عن محمّد بن عمر، عن ابن عذافر، عن عمر بن يزيد قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصدقة على الناصب و على الزيديّة فقال: لا تصدّق عليهم بشيء، و لا تسقهم من الماء إن استطعت؛ و قال لي: الزيديّة هم النصّاب وروى عن محمّد بن الحسن، عن أبي علي الفارسي قال: حكى منصور عن الصادق عليّ بن محمّد بن الرضا عليه السلام أنّ الزيديّة والواقفة والنصّاب بمنزلة عنده سواء و عن محمّد بن الحسن، عن أبي علي، عن يعقوب بن يزيد، عن ابن أبي عمير، عمّن حدّثه قال: سألت محمّد بن عليّ الرضا عليهما السلام عن هذه الآية «وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة [٣]» قال: نزلت في النصّاب والزيديّة؛ والواقفة من النصّاب [٤]

أقول: كتب أخبارنا مشحونة بالأخبار الدالّة على كفر الزيديّة و أمثالهم من الفطحيّة والواقفة و غيرهم من الفرق المضلّة المبتدعة، و سيأتي الردّ عليهم في أبواب أحوال الأئمّة عليهم السلام وما ذكرناه في تضاعيف كتابنا من الأخبار والبراهين الدالّة على عدد الأئمّة و عصمتهم و سائر صفاتهم كافية في الردّ عليهم و إبطال مذاهبهم السخيفة الضعيفة، والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم

---

(١) ارخى ستره: أسدله و ارسله.
(٢) رجال الكشي: ١٥٤ و ١٥٥.
(٣) سورة الغاشية: ٢ و ٣.
(٤) رجال الكشي ١٤٩

الزيدية في معتقد الشيعة الاثني عشرية كفار خارجون عن ملة الاسلام !!

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الانوار" میں

کچھ فرقوں کو ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے:

''میں کہتا ہوں: ہماری کتب ایسی اخبار سے بھری پڑی ہیں جو زیدیہ اور ان جیسے فطحیہ، واقفہ وغیرھم بدعتی اور گمراہ فرقوں کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔''
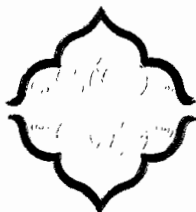
صاحب کتاب کہتے ہیں:

''زیدی فرقہ، اثنا عشریہ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق کافر ہیں اور ملت اسلامیہ سے خارج ہیں!''

بحار الأنوار للمجلسي مؤسسة دار الوفاء وإحياء التراث العربي بيروت الثالثة ١٤٠٣ هـ

عملوا الصالحات أولئك هم خير البريّة » أنت وشيعتك [1] وموعدي وموعدكم الحوض إذا جئت الأُمم تدعون غرّاً محجّلين شباعاً مرويّين [2] .

١٠٠ ـ كنز : محمّد بن العبّاس عن أحمد بن هودة عن إبراهيم بن إسحاق عن عبدالله بن حمّاد عن عمرو بن شمر عن أبي مخنف عن يعقوب بن ميثم أنّه وجد في كتب أبيه أنّ عليّاً عليه السلام قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول : « إنّ الّذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم خير البريّة » ثمّ التفت إليّ فقال : هم أنت ياعليّ و شيعتك وميعادك وميعادهم الحوض تأتون غرّاً محجّلين متوّجين ، قال يعقوب : فحدّثت به أباجعفر عليه السلام فقال : هكذا هو عندنا في كتاب عليّ عليه السلام [3] .

تذنيب : اعلم أنّ إطلاق لفظ الشرك والكفر على من لم يعتقد إمامة أمير المؤمنين والأئمّة من ولده عليهم السلام وفضّل عليهم غيرهم يدلّ على أنّهم كفّار مخلّدون في النار ، وقد مرّ الكلام فيه في أبواب المعاد ، وسيأتي في أبواب الإيمان و الكفر إنشاءالله تعالى .

قال الشيخ المفيد قدّس الله روحه في كتاب المسائل : اتّفقت الإماميّة على أنّ من أنكر إمامة أحد من الأئمّة و جحد ما أوجبه الله تعالى له من فرض الطاعة فهو كافر ضالّ مستحقّ للخلود في النار .

وقال في موضع آخر : اتّفقت الإماميّة على أنّ أصحاب البدع كلّهم كفّار و أنّ على الإمام أن يستتيبهم عند التمكّن بعد الدّعوة لهم ، وإقامة البيّنات عليهم فإن تابوا من بدعهم وصاروا إلى الصّواب و إلّا قتلهم لردّتهم عن الإيمان ، و أنّ من مات منهم على ذلك فهو من أهل النّار ، و أجمعت المعتزلة على خلاف ذلك ، و زعموا أنّ كثيراً من أهل البدع فسّاق ليسوا بكفّار ، و إنّ فيهم من لايفسق ببدعته ولا يخرج بها عن الإسلام كالمرجئة من أصحاب ابن شبيب و التبريّة من الزيديّة الموافقة لهم في الأُصول و إن خالفوهم في صفات الإمام

(١) في المصدر : هم انت وشيعتك
(٢ و ٣) كنز جامع الفوائد : ٤٠٠ ، والآية في سورة البينة : ٧ .

تكفير صريح لجميع المسلمين!! فمن لم يعتقد عقيدة الشيعة الإمامية فهو كافر ضال مستحق للخلود في النار!!

مجلسی
"بحار الانوار" میں "کتاب الامامه" میں
ذکر کرتا ہے:

"جان لو! کہ لفظ شرک اور کفر کا اطلاق اس شخص پر ہوگا جو امیر المومنین اور ان کی اولاد علیہم السلام سے ائمہ کی امامت کا اعتقاد نہ رکھے اور ان پر دوسروں کی فضیلت دے، چناں چہ ان کا یہ طرز عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے کافر ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔"

آگے چل کر کہتا ہے:

"شیخ مفید قدس اللہ روحہ نے "کتاب المسائل" میں فرمایا:
"امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص ائمہ میں سے کسی کی امامت کا انکار کرے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس کی فرض اطاعت میں سے واجب کی ہے اس کا وہ انکار کرے تو وہ گمراہ، کافر ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا حق دار ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ تمام مسلمانوں کی تکفیر ہے! لہٰذا جو شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ نہ رکھے تو وہ (ان کے ہاں) کافر، گمراہ اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کا مستحق ہے!"

مصباح الفقاهة في المعاملات تقرير أبحاث الخوئي بقلم الميرزا التوحيدي دار الهادي بيروت الطبعة الأولى ١٤١٢ هـ

الروايات[1] أنه أشد من ثلاثين أو سبعين زنية كلها بذات محرم .

حرمة الغيبة مشروطة بالايمان

قوله : (ثم إن ظاهر الأخبار اختصاص حرمة الغيبة بالمؤمن) . أقول : المراد من المؤمن هنا من آمن بالله وبرسوله وبالمعاد وبالأئمة الاثني عشر (ع) : أولهم علي بن أبي طالب (ع) ، وآخرهم القائم الحجة المنتظر عجل الله فرجه ، وجعلنا من أعوانه وأنصاره ومن أنكر واحداً منهم جازت غيبته لوجوه .

الوجه الأول : أنه ثبت في الروايات[2] والأدعية والزيارات جواز لعن المخالفين ، ووجوب البراءة منهم ، وإكثار السب عليهم ، واتهامهم ، والوقيعة فيهم : أي غيبتهم لأنهم من أهل البِدَع والريب[3] .

بل لا شبهة في كفرهم ، لأن إنكار الولاية والأئمة حتى الواحد منهم ، والاعتقاد بخلافة غيرهم ، وبالعقائد الخرافية ، كالجبر ونحوه يوجب الكفر والزندقة ، وتدل عليه الأخبار[4] المتواترة الظاهرة في كفر منكر الولاية ، وكفر المعتقد بالعقائد المذكورة ، وما يشبهها من الضلالات .

ويدل عليه أيضاً قوله (ع) في الزيارة الجامعة : (ومن جحدكم كافر) وقوله (ع) فيها أيضاً : (ومن وحده قبل عنكم) . فإنه ينتج بعكس النقيض أن

---

(١) راجع الوسائل (ج ٢، ص ٥٩٧، باب ١) تحريم الرياء.

(٢) راجع الوافي (ج ١، ص ٥٦) باب البدع والرأي والكافي بهامش مرآة العقول (ج ١، ص ٣٨) باب البدع. والرسائل (ج ٢، ص ٥١٠، باب ٣٩) وجوب البراءة من أهل البدع من الأمر بالمعروف.

(٣) مورد البحث هنا عنوان المخالفين. ومن الواضح أن ترتب الأحكام المذكورة عليه لا يرتبط بالأشخاص على ما ذكره الغزالي في إحياء العلوم (ج ٣، ص ١١١) فإنه جوّز لعن الروافض كتجويزه لعن اليهود والنصارى والخوارج والقدرية بزعم أنه على الوصف الأعم.

(٤) راجع الوسائل (ج ٣، ص ٤٥٧، باب ٦) جملة ما يثبت به الكفر والارتداد من أبواب المرتد.

١١

هذا زعيم الشيعة في العالم (الخوئي) أهلكه الله يتقديمهم في هذا الكتاب الذي طالما أخفوه عن العامة منهم ومن أهل السنة (كفرهم) لم يرض بتسديدهم وشتمهم ولعنهم والوقيعة فيهم

مرزا التوحیدی اپنی کتاب "مصباح الفقاهة فی المعاملات" میں "غیبت کی حرمت اور ایمان کی شروط" عنوان قائم کر کے کہتا ہے:

"قوله" پھر روایات کا ظاہر تو یہی ہے کہ غیبت کی حرمت ایمان دار کے ساتھ خاص ہے۔"

اس کی شرح کرتے ہوئے صاحب کتاب کہتا ہے: میں کہتا ہوں: مومن سے مراد یہاں وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول، قیامت کے دن اور (اثنا عشرہ) بارہ اماموں پر ایمان لائے جن میں پہلا علی بن ابی طالب ہیں اور آخری القائم الحجۃ المنتظر ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں جلدی ظاہر کرے اور ہمیں ان کا مددگار و معاون بنائے اور جس نے ان (اماموں) میں سے کسی ایک کا انکار کیا تو اس کی غیبت کرنا کئی وجوہ سے جائز ہے۔

پہلی وجہ:...... کیوں کہ روایات، ادعیہ اور زیارات میں ثابت ہوتا ہے کہ مخالفین پر لعنت کرنا جائز ہے اور ان سے برأت کا اعلان کرنا، ان پر کثرت سے سب و شتم کرنا، ان پر تہمتیں لگانا اور ان کی عزت کو خراب کرنا واجب ہے۔ یعنی ان کی غیبت کرنا، کیوں کہ وہ اہل بدعت اور شک کرنے والوں سے ہیں۔ بلکہ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، کیوں کہ (ائمہ کی) ولایت اور ائمہ کا انکار کرنا حتی کہ ان میں سے ایک ہی کیوں نہ ہو، اور ان کے علاوہ دوسروں کی خلافت کا اعتقاد رکھنا، خرافیہ عقائد رکھنا جیسے جبر وغیرہ ہے تو یہ کفر اور زنادقہ کو واجب کرتا ہے۔

(ائمہ کی) ولایت کے منکر کے کفر پر متواتر اور واضح روایات دلالت کرتی ہیں اور اس شخص کے کفر پر بھی دلیل ہیں جو مذکورہ عقائد کا معتقد ہو اور ان جیسے دیگر گمراہ فرقوں والا عقیدہ۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"دنیا میں "الخوئی" جو شیعہ کا لیڈر ہے، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان پر ان کے عقیدے کو ظاہر کر دیا ہے جسے یہ عام لوگوں اور اہل السنہ سے چھپایا کرتے تھے! کہ جو شخص ان کے عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے، ان پر سب و شتم کرنا، لعن و طعن کرنا اور ان کی عزت کو اچھالنا جائز ہے۔"

اتهام المسلمين وتكفيرهم
علل الشرائع
للصدوق
منشورات مؤسسة الأعلمي
بيروت
الأولى ١٤١٨ هـ
أبي عبد الله عليه السلام قال. سألته عن جنة آدم فقال: جنة من جنات الدنيا تطلع عليه فيها الشمس والقمر ولو كانت من جنات الخلد ما خرج منها أبداً
٥٦ ـ حدثنا أحمد بن محمد رحمه الله عن أبيه عن محمد بن أحمد عن سهل بن زياد عن محمد بن أحمد عن الحسن بن علي عن يونس عن الحسين بن عمر بن يزيد عن أبيه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن بني يعقوب لما سألوا أباهم يعقوب أن يأذن ليوسف في الخروج معهم، قال لهم إني أخاف أن يأكله الذئب، وأنتم عنه غافلون، قال قال أبو عبد الله عليه السلام قرب يعقوب لهم العلة اعتلوا بها في يوسف عليه السلام.
٥٧ ـ أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن داود بن فرقد، قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب، قال: حلال الدم لكني أتقي عليك فإن قدرت أن تقلب عليه حائطاً أو تغرقه في ماء لكيلا يشهد به عليك فافعل، قلت: فما ترى في ماله، قال توه ما قدرت عليه.
٥٨ ـ أبي رحمه الله قال حدثنا محمد بن يحيى العطار عن محمد بن الحسن الصفار ولم يحفظ اسناده قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما أسري بي إلى السماء سقط قطرة من عرقي فنبت منه الورد فوقع في البحر فذهب السمك ليأخذها، وذهب الدعموص ليأخذها، فقالت السمكة هي لي، وقال الدعموص. هي لي، فبعث الله تعالى إليهما ملكاً يحكم بينهما فجعل نصفها للسمكة وجعل نصفها للدعموص.
وقال أبي رضي الله عنه وترى أوراق الورد تحت جلناره وهي خمسة اثنتان منها على صفة السمك واثنتان منها على صفة الدعموص وواحدة منها نصفه على صفة السمك ونصفه على صفة الدعموص
٣٢٦
هذا اعتقادهم في أهل السنة والجماعة يدعونهم نواصب ويستحلون دماءهم وأموالهم!

الصدوق

اپنی کتاب "علل الشرائع" میں

ایک خبر نقل کرتا ہے:

"داؤد بن فرقد نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو کہا:

آپ ناصبی کو قتل کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

انھوں نے کہا:

اس کا خون حلال ہے لیکن میں تجھ پر ڈرتا ہوں، پھر اگر تو اس کی طاقت رکھے کہ اس پر دیوار گرا دے یا اسے پانی میں غرق کر دے اور پھر تیرے خلاف کوئی گواہی نہ دے سکے تو پھر ایسا ضرور کر۔

میں نے کہا:

اس کے مال کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کہا: جتنی تو طاقت رکھتا ہو اس کے مال سے لے لو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اهل السنه و الجماعة کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے جنھیں وہ ناصبی کہتے ہیں، ان کے خون اور اموال کو حلال سمجھتے ہیں۔"

مامقانی

اپنی کتاب "تنقیح المقال فی علم الرجال" میں
متعدد ناصبیوں کے بارے میں نصوص بیان کر کے کہتا ہے:

"ان روایات سے جو غایت درجہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ آخرت میں ہر اس شخص پر کافر اور مشرک کا حکم جاری ہوگا جو اثنا عشری نہیں ہے۔"
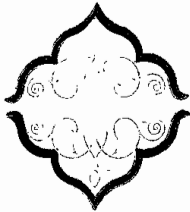
صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس اثنی عشری شیعہ عالم کی طرف سے واضح تصریح ہے کہ جو شخص اثنا عشری نہیں ہوگا وہ کافر اور مشرک ہے!"

ساتویں فصل

ائمہ اربعہ کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ

مقدمہ

ائمہ اربعہ سے مراد ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔ یہ چار ائمہ اہل السنہ و الجماعۃ کے درمیان فقہ میں نمایاں ہوئے اور ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث آجائے اور میری بات اس کے خلاف ہو تو میری بات دیوار پر دے مارو، کیوں کہ انھوں نے اپنا نصب العین کتاب وسنت کو بنایا تھا اور بعض نے اس کا معنی شعروں میں بھی بیان کیا ہے:

مالک جو دار الہجرۃ کے امام ہیں انھوں نے اس حجرہ (یعنی قبر نبوی) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اس (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہر بات قابل ہو گی
رسول کے سوا ہر شخص کی بات مردود ہو گی

چنانچہ ائمہ اربعہ ان علماء میں سے ہیں جنھوں نے علم کو بیان کرنے میں اجتہاد کیا کتاب اللہ

اور سنت رسول اللہ کی اتباع کی۔

شیعہ کی بعض کتب کا مطالعہ کرنے والا شخص ایسی کلام ضرور پائے گا کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کاش کہ ہم دعاۃ التقریب میں سے ایسا شخص پائیں جو شیعہ کی کتب سے ایسی نصوص سے ان کے موقف کی اطلاع دے۔

جتنا کچھ ہم نے دیکھا ہے اگر سارا ذکر کریں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ ہمیں اتنا بار ہی کافی ہے جو گردن کو پورا آجائے۔

خاموشی کیوں؟

جواب :......درحقیقت شروع سے جو اختلاف رہا ہے وہ عقدی رہا ہے فقہی نہیں۔ وہ اس لیے کہ ائمہ اربعہ صحابہ کرام کو جلالت کی نظر سے دیکھنے والے اور ان کی تعظیم کرنے والے تھے اور بعض لوگوں کا صحابہ کے بارے میں موقف مخفی نہیں ہے، اسی طرح عقیدے کے بڑے بڑے مسائل میں معاملہ ہے۔

اے میرے بھائی! ہم بات کو طول نہیں دینا چاہتے بلکہ آپ کے لیے میدان خالی کرتے ہیں آپ خود ہی ایسی باتوں کا مطالعہ کریں کہ جو آج تک آپ کے ذہن میں کھٹکی بھی نہ ہوں گی!

زهر الربيع نعمة الله الجزائري الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ

كلّما لا تأخذه اليد لا يفقد.

جُحا والحمّال

اشترى يوماً دقيقاً وحمله على حمّال فلمّا دخل الحمّال في الزّحام هرب مرّاه جحا بعد أيام فاستتر منه فقيل له مالك قال أخاف أن يطلب منّي أجرة

حمق فرعون

ومنهم فرعون حين ادّعى الإلهيّة بقوله: ﴿ليس لي ملك مصر وهذه الأنهار تجري من تحتها﴾ كانت أربعة أنهار تجري من تحت سريره

قيل دخل إبليس على فرعون فقال له من أنت قال إبليس قال ما جاء بك قال جئت متعجّباً من حمقك لأنّي عاديتُ مخلوقاً مثلي أبيتُ عن السّجود له فطردت ولعنت وأنت تدّعي إنّك إله هذا والله الحمق والجنون.

حماقة أحمد بن حنبل

وروى أحمد بن حنبل إنّه لو جاء رجل فقال إنّي حلفتُ بالطّلاق إلاّ أكلّم في هذا اليوم من هو أحمق فكلّم رافضياً لحنث لأنّه خالف الامام عليّاً (ع) فإنّه قال عن النّبي (ص) إنّه قال في أبي بكر وعمر هذان سيّدا كهول أهل الجنّة والرّفضة يسبّونهما.

أقول الأحمق من يروي هذا الحديث ويصدّقه والصّحيح ما روي إنّه لا كهل في الجنّة إلاّ إبراهيم الخليل لأنّهم لرادوا معارضة الحسن والحسين (عليهما السلام) سيّدا شباب أهل الجنّة فوقعوا في المناقضة من حيث لا يشعرون.

وأمّا الأحمق من شارك الله في أحكامه وعمل بآرائه وجوّز نيك الغلام الأمرد والأرحام الجوز خصوصاً إذا كان في السّفر ونقلنا عنهم سابقاً كثيراً من هذا الباب.

حماقة عيسى بن صالح

ومن الحُمق عيسى بن صالح وليّ قنسرين للرّشيد قال بعضهم أتاني رسوله باللّيل فأمرني بالحضور فتوهّمت أنّ كتاباً جاءه من الخليفة فلمّا وصلت قال لي أدخل فوجدته على فراشه فقال إنّي سهرت اللّيلة مفكّراً في أمري قلت وما هو أصلح الله

٥٢٥

هكذا يطعنون امام اهل السنة والجماعة بأشنع الصفات !!

نعمۃ اللہ الجزائری

اپنی کتاب ''زهر الربيع'' میں عنوان قائم کرتا ہے:

''احمد بن حنبل کی حماقت''

''احمد بن حنبل روایت کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص آئے اور کہے: میں طلاق کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں آج کے دن کسی احمق سے بات نہیں کروں گا پھر اس نے کسی رافضی سے کلام کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ کیوں کہ اس نے امام علی علیہ السلام کی مخالفت کی ہے۔ وہ اس لیے آپ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: وہ جنت میں بوڑھوں کے سردار ہوں گے اور رافضی انھیں سب و شتم کرتے ہیں۔

میں (نعمۃ اللہ الجزائری) کہتا ہوں کہ احمق وہ ہے جس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کی تصدیق کی ہے چناں چہ صحیح بات وہی ہے جو مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جنت میں سوائے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے کوئی بوڑھا نہ ہوگا کیوں کہ انھوں نے جب حسن و حسین علیہما السلام سے معارضہ کیا کہ وہ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہوں گے تو مناقصہ میں وہ ایسی چیز میں واقع ہو گئے جنھیں وہ نہیں جانتے تھے۔ دراصل احمق تو وہ ہے کہ جو اللہ کے احکام میں شریک کرتا ہے، اپنی آراء پر عمل کرتا ہے اور امرد بچے سے بدفعلی کرنے کو جائز قرار دیتا ہے خاص طور پر جب وہ سفر میں ہوتا ہے۔ اور ہم نے سابقہ باب میں ان سے بہت کچھ نقل کیا ہے۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''اسی طرح یہ لوگ اهل السنه و الجماعة کے اماموں کو ان بری صفات سے متصف کرتے ہیں۔''

عقيدة الشيعة في الائمة الاربعة

الكشكول ليوسف البحراني دار ومكتبة الهلال بيروت الطبعة الاولى ١٩٨٦ م

٤٦ بعض ما يتعلق بالشافعي وابي حنيفة ج ٣

وما أم بمعنى الجد في زمن ولم يذق واردات الواحد الباري
تلك الخفافيش قد مالت ذكا فلم يظهر سناها لمرتاد لانوار

(ونقل) السيد المشار اليه في الكتاب المذكور نقل بعض علمائهم ان ام محمد بن ادريس لما غاب عنها زوجها جاء اليها بعد اربع سنين فوجدها حاملا بمحمد فوضعته ، فلما بلغ هذا المبلغ من العلم والرئاسة وعرف ذلك الحال ذهب الى هذا القول . وبعض محققيهم جعل العلة فيه ان ابا حنيفة كان في الوجود ولا يجتمع امامان ناطقان في عصر واحد ، فاستتر الشافعي في بطن امه اربع سنين ولما علم بموت ابي حنيفة خرج الى عالم الوجود .

فانظر رحمك الله الى هذا المولود المبارك وما جرى من احواله ، والى تلك المرأة الخفيفة وكيف ألصقت ذلك بزوجها والى العلة المذكورة وتلقي اصحابهم لها بالقبول في شأن هذا الرجل الذي صار اماماً في المذهب .

(من جملة الاربعين) واطلب الناس في هذه الاعصار وما قبلها ثابتين على دينه وفتاواه « يا ناعي الاسلام قم فانعه » وهـذا الرجل مع وضوح هـذا النصب للمبارك اوفق بمذهبنا وحب اهل البيت (ع) من باقي ائمتهم لأنه كان يحب امير المؤمنين (ع) وله من الأشعار والنثر في مدائحـه ومناقبه كثيرة .

(واما ابو حنيفة) فكان يقول : قال علي (ع) وانا اقول خلافاً لقوله . وحكي عنه انه كان يقول : خالفت جعفر بن محمد في جميع اقواله وفتاواه ولم يبق إلا حالة السجود فما ادري انه يغمض عينيه او يفتحها حتى اذهب الى خلافه وافتي الناس بنقيض فمه .

الامام محمد بن ادريس الشافعي رحمه الله عند هؤلاء القوم (ابن زنا) !!
فلا تعليق بعد هذا

یوسف البحرانی
اپنی کتاب "الکشکول" میں
امام شافعی اور ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے متعلق عنوان باندھ کر کہتا ہے:

"بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ محمد بن ادریس (الشافعی) کی والدہ سے جب اس کا خاوند غائب ہو گیا، جب چار سال بعد آیا تو اس محمد (الشافعی) کے ساتھ اپنی بیوی کو حاملہ پایا۔ پھر جب یہ (بچہ، شافعی) علم اور بلند شہرت کو پہنچا تو اس نے یہ حال پہچانا تو اس بات کا قائل ہو گیا (کہ چار سال بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے) اور بعض محققین نے اس میں یہ علت بیان کی ہے کہ ایک زمانے میں دو امام جمع نہیں ہو سکتے لہٰذا امام شافعی اپنی والدہ کے پیٹ میں چار سال تک چھپے رہے اور جب انھیں ابو حنیفہ کی موت کا علم ہوا تو وہ عالم وجود میں آئے۔

اللہ آپ پر رحم کرے! اس مبارک بچے اور اس کے احوال پر غور کریں اور اس عفیفہ عورت کی طرف دیکھیں کہ اس نے کیسے اس بچے کو اپنے خاوند سے چھپاں کر دیا ہے اور مذکورہ علت پر غور کریں اور پھر اس شخص کی شان اور شہرت کی طرف نظر دوڑائیں کہ یہ ایک مذہب کا امام بن گیا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"ان کے نزدیک محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ زنا کی پیداوار ہے۔
اس کے بعد کیا کہیں؟"

مقدمة كتاب (مختلف الشيعة) للحلي مؤسسة النشر الإسلامي قم الثالثة ١٤هـ
١١٠ مختلف الشيعة (ج ١)
قالوا له: لأيّ شيء أخذت نعلك معك ؟ وهذا ممّا لايليق بعاقل بل إنسان
قال: خفتُ أن يسرقه الحنفية كما سرق أبوحنيفة نعل رسول الله صلى الله عليه وآله،
فصاحت الحنفية: حاشا وكلاّ، متى كان أبوحنيفة في زمن رسول الله صلى الله عليه
وآله؟ بل كان تولّده بعد المائة من وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله.
فقال: فنسيت لعلّه كان الشافعي.
فصاحت الشافعية وقالوا: كان تولّد الشافعي في يوم وفاة أبي حنيفة، وكان
أربع سنين في بطن أمّه ولايخرج رعاية لحرمة أبي حنيفة، فلمّا مات خرج وكان
نشؤوه في المائتين من وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله.
فقال: لعلّه كان مالك.
فقالت المالكية بمثل ما قالته الحنفية.
فقال: لعلّه كان أحمد بن حنبل.
فقالوا بمثل ما قالته الشافعية.
فتوجّه العلاّمة الى الملك، فقال: أيها الملك علمت أنّ رؤساء المذاهب
الأربعة لم يكن أحدهم في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ولا في زمن
الصحابة، فهذه أحد بدعهم أنّهم اختاروا من مجتهديهم هذه الأربعة، ولوكان منهم من
كان أفضل منهم بمراتب لايجوّزون أن يجتهد بخلاف ما أفتاه واحد منهم.
فقال الملك: ماكان واحد منهم في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله
والصحابة؟
فقال الجميع: لا.
فقال العلاّمة: ونحن معاشر الشيعة تابعون لأمير المؤمنين عليه السلام نفس رسول
الله صلى الله عليه وآله وأخيه وابن عمّه ووصيّه.
وعلى أيّ حال فالطلاق الذي أوقعه الملك باطل، لأنه لم تتحقق شروطه، ومنها
العدلان، فهل قال الملك بمحضرهما؟ قال: لا.
وشرع في البحث مع علماء العامة حتى ألزمهم جميعاً.
الشيعة يطلقون على المذاهب السنية الاربعة انها مبتدعة
ويشيرون ان لبدعهم كثيرة وهذه احداها !!

حلی

اپنی کتاب "مختلف الشیعہ" کے مقدمہ میں

کہتا ہے:

"چار مذاہب کے رؤساء میں سے کوئی بھی نہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا اور نہ صحابہ کے زمانے میں تھا تو یہ ان (لوگوں) کی بدعات میں سے ایک بدعت ہے کہ انھوں نے ان چاروں کو اپنا مجتہد چنا ہے۔ اور اگر ان سے زیادہ مرتبے والا کوئی شخص ان کی موجودگی میں ہوتا تو یہ ان میں سے کسی ایک کے فتوے کے خلاف اجتہاد کو جائز قرار نہ دیتے۔"
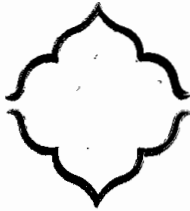
صاحب کتاب کہتا ہے:

"شیعہ حضرات سنیوں کے ان چار مذاہب کو بدعتی کہتے ہیں اور ان کی بدعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مذہب بتانا ان کی ایک بدعت ہے۔"

يا رسول الله انا صاحبك لا والله لا أعود أبداً »[1].

وروي ان موسى بن عمران رأى رجلاً تحت ظل العرش، فقال : يا رب من هذا الذي أدنيته حتى جعلته تحت ظل العرش ؟ فقال الله تبارك وتعالى : يا موسى هذا لم يعق والديه، ولا يحسد الناس على ما آتاهم الله من فضله[2]، وقال موسى : يا رب ما لمن عاد مريضاً ؟ قال أوكل به ملكاً يعوده في قبره الى محشره، قال : يا رب ما لمن غسل ميتاً ؟ قال . اخرجه من ذنوبه كما خرج من بطن أمه، قال : يا رب ما لمن شيع جنازة ؟ قال أوكل به ملائكة معهم رايات يشيعونه من محشره الى مقامه، قال فما لمن عزّى الثكلى ؟ قال : أظله في ظلي يوم لا ظل إلا ظلي، وقال : يا موسى أكرم السائل اذا أتاك بشيء، ببذل يسير أو برد جميل . فانه قد يأتيك من ليس بجني ولا آنسي، ملك من ملائكة الرحمن ليبلوك فيما خولتك فكيف انت صانع »[3].

وعنه (عليه السلام) قال : « مر موسى بن عمران برجل رافع يده الى السماء يدعو، فانطلق موسى في حاجته، فغاب عنه سبعة أيام، ثم رجع اليه وهو رافع يديه يدعو ويتضرع ويسأل حاجته فأوحى الله اليه . يا موسى لو دعاني حتى يسقط لسانه ما استجبت له حتى يأتيني من الباب الذي أمرته به »[4].

أقول : هذا يكشف لك عن امور كثيرة : منها بطلان عبادة المخالفين، وذلك انهم وان صاموا وصلوا وحجوا وزكوا واتوا من العبادات والطاعات، وزادوا على غيرهم، الا انهم أتوا الى الله تعالى من غير الأبواب التي امر بالدخول منها، فإنه سبحانه وتعالى قال : ﴿ وأتوا البيوت من ابوابها ﴾[5].

وقد صح عن المسلمين قوله (صلى الله عليه وآله) : « أنا مدينة العلم وعلي بابها »[6]

وقوله « أهل بيتي كسفينة نوح من ركب فيها نجا ومن تخلف عنها غرق »[7].

وقد جعلوا المذاهب الأربعة وسائط وأبواباً بينهم وبين ربهم واخذوا الأحكام عنهم، وهم

---

(١) كتابي الحسين بن سعيد أو لكتابه والنوادر كما في البحار ج ١٣ ص ٣٥٣، وكتاب الزهد ويوجد نحوه في صحيفة الرضا . ص ١١ كما في الرسائل: ج ٨ ص ٦١٩

(٢) كتابي الحسين بن سعيد أو لكتابه والنوادر كما في البحار ج ١٣ ص ٣٥٣

(٣) قصص الأنبياء للراوندي كما في البحار ج ١٣ ص ٣٥٤

(٤) قصص الأنبياء للراوندي كما في البحار ج ١٣ ص ٣٥٥

(٥) سورة البقرة، الآية ١٨٩

(٦) عوالي اللئالي ج ٤ ص ١٢٣ ح ٢٠٥

(٧) وسائل الشيعة ج ١٨ ص ١٩ ح ١٠

وهكذا يزعمون أمام المسلمين احترام المذاهب الأربعة !!
وفي كتبهم ومجالسهم يحكمون ببطلان عبادتهم !!

نعمۃ اللہ الجزائری

اپنی کتاب "قصص الانبیاء" میں

موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک خبر نقل کر کے کہتا ہے:

"میں کہتا ہوں: اس خبر سے متعدد چیزیں معلوم ہوتی ہیں: ان میں سے ایک تو مخالفین کی عبادت کا بطلان ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ انھوں نے روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، حج کیے، زکاۃ ادا کی، عبادات اور اطاعات کے کام کیے اور ان کے علاوہ مزید نیکیاں کیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان دروازوں سے نہیں آئے جن میں داخل ہونے کا انھیں حکم دیا گیا۔ کیوں کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا﴾ (البقرۃ: ۱۸۹)

"تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔"

مسلمانوں کے ہاں صحیح سند سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

فرمان رسول ہے: "میرے اہل بیت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا غرق ہو گیا۔" جب کہ ان لوگوں نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان مذاہب اربعہ کی واسطے اور دروازے بنا لیے ہیں اور احکام بھی انھیں سے اخذ کیے ہیں۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس طرح یہ لوگ مذاہب اربعہ کے احترام، مسلمانوں کے امام، ان کی کتابوں اور ان کی مجلسوں کے بارے میں گمان کرتے ہیں اور ان کی عبادت کے بطلان کا حکم لگاتے ہیں۔"

شاه عباس الأول لما فتح بغداد امر ان يجعل قبر ابي حنيفة كنيفا وقد أوقف وقفا شرعيا بغلتين وامر بربطهما على رأس السوق حتى ان كل من يريد الغايط يركبهما ويمضي الى قبر ابي حنيفة لاجل قضاء الحاجة ، وقد طلب خادم قبره يوما فقال له : ما تخدم في هذا القبر وابو حنيفة الآن في درك الجحيم ؟ فقال : ان في هذا القبر كلبا اسوداً دفنه جدك الشاه اسماعيل لما فتح بغداد فأخرج عظام ابي حنيفة وجعل موضعها كلبا اسوداً فأنا اخدم ذلك الكلب ، وكان صادقاً في مقالته لأن المرحوم الشاه اسماعيل فعل مثل هذا .

ومن كراماته ان حاكم بغداد طلب علماء اهل السنة وعبادهم وقال لهم : كيف ذلك الرجل الأعمى اذا بات تحت قبة موسى بن جعفر (ع) يرتد اليه بصره وابو حنيفة مع انه الامام الأعظم لم نسمع له بمثل هذه الكرامة ؟ فأجابوه بأن هذا يصير أيضاً من بركات ابي حنيفة ، فقال لهم : احب ان ارى مثل هذا لاكون على بصيرة من ديني ، فأتوا رجلا فقيراً وقالوا له : انا نعطيك كذا وكذا من الدراهم والدنانير وقل اني اعمى وامش متكئا على العصى يومين او ثلاثة ثم تأت ليلة الجمعة عند قبر ابي حنيفة فاذا أصبحت فقل : الحمد لله ارتد بصري ببركات صاحب هـــذا القبر فقبل كلامهم ثم بات تلك الليلة تحت قبته فلما اصبح بحمد الله وهو اعمى لا يبصر شيئا ، فصاح وقال : ايها الناس حكايتي كذا وكذا وانا رجل صاحب عيال وحرفة ، فاتصل خبره بصاحب البلد الحاكم فأرسل اليه ففحص عنه واحتيالهم عليه فألزمهم بما يحتاج اليه من المعاش مدة حياته . ونحو ذلك من الكرامات التي لا يحتملها المقام ﴿ ومن الكتاب المذكور ﴾ انه سئل الخضر (ع) عن اعجب شيء رأيته ؟ فقال : اعجب ما رأيت اني مررت على مدينة لم ار على وجه الارض احسن منها فسألت بعضهم : متى بنيت هذه المدينة ؟ فقالوا : سبحان الله ما يذكر اباؤنا واجدادنا متى بنيت وما زالت

هكذا يقول عالمهم البحراني عن إمام المذهب الحنفي أبي حنيفة النعمان رحمه الله !

یوسف البحرانی

اپنی کتاب "الکشکول" میں

باب قائم کرتا ہے:

"ابوحنیفہ کی قبر کی بعض کرامات"

"شاہ عباس اول نے جب بغداد فتح کیا تو اس نے حکم دیا کہ ابوحنیفہ کی قبر کو واش روم بنا دیا جائے اور پھر دو خچروں کو وقف کر دیا اور انھیں بازار میں باندھنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ جو شخص بھی قضائے حاجت کے لیے جاتا تو وہ ان دونوں پر سوار ہو کر اپنی قضائے حاجت کے لیے ابوحنیفہ کی قبر تک جاتا۔ اور ایک دن اس نے اس کی قبر کے خادم کو بلوایا اور اسے کہا: اس قبر میں کس کی خدمت کرتا ہے؟ ابوحنیفہ تو اب جہنم کے گڑھے میں جا چکا ہے۔ اس شخص نے کہا: اس قبر میں ایک سیاہ رنگ کا کتا ہے جسے آپ کے دادا شاہ اسماعیل نے جب بغداد فتح کیا اس وقت دفن کیا تھا، اس نے ابو حنیفہ کی ہڈیاں نکال دیں اور اس کی جگہ سیاہ رنگ کا کتا رکھ دیا تو میں اس کتے کی خدمت کر رہا ہوں۔ صاحب کتاب (یوسف البحرانی) کہتا ہے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے کیوں کہ مرحوم شاہ اسماعیل نے ایسے ہی کیا تھا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ ان کا عالم البحرانی ہے جو مذہب حنفی کے امام ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ کے متعلق ایسی بات کہتا ہے!"

علل الشرائع للصدوق منشورات مؤسسة الأعلمي بيروت ط الاولى ١٤٠٨ هـ

استنبط العلم، والمؤمن مهاجري لأنه هجر السيئات، والمؤمن أنصاري لأنه نصر رسوله وأهل بيت رسول الله، والمؤمن مجاهد لأنه يجاهد أعداء الله تعالى في دولة الباطل بالتقية وفي دولة الحق بالسيف.

[illegible] أبو سعيد محمد بن الفضل [illegible] بن إسحاق المذكر [illegible] قال: سمعت عبد الرحمن [illegible] محمد بن [illegible] علي بن أبي طالب (ع) [illegible] رأس الخوارج [illegible]

٢٤ ـ حدثنا أبو سعيد أنه سمع هذه الحكاية من إبراهيم بن محمد بن سفيان بعينها

٢٥ ـ حدثنا أبو سعيد محمد بن الفضل قال: حدثنا عبد الرحمن بن محمد بن محمود قال: سمعت محمد بن أحمد بن يعقوب الجوزجاني قاضي هراة يقول: سمعت محمد بن مورك الهروي يقول سمعت علي بن خشرم يقول كنت في مجلس أحمد بن حنبل فجرى ذكر علي بن أبي طالب (ع) فقال: لا يكون الرجل مجرماً حتى يبغض علياً قليلاً، قال علي بن خشرم فقلت لا يكون الرجل مجرماً يحب كثيراً وفي غير هذه الحكاية قال علي بن خشرم فضربوني وطردوني من المجلس.

٢٦ ـ حدثنا الحسين بن يحيى البجلي قال. حدثنا أبي عن أبي عوانة عن عطاء بن السايب قال حدثني أبن عبادة بن الصامت قال حدثني أبي عن جدي قال إذا رأيت رجلاً من الأنصار يبغض علي بن أبي طالب فاعلم أن أصله يهودي

٢٧ ـ حدثنا علي بن عبد الله الوراق وعلي بن محمد بن الحسن المعروف بابن مقبرة القزويني قالا حدثنا سعد بن عبد الله قال حدثنا محمد بن الحكم، قال حدثنا بشر بن غياث قال: حدثنا أبو يوسف قال:

١٧٨

هكذا يسبون إمام أهل السنة والجماعة (أحمد بن حنبل) رحمه الله وهكذا يتنقصون عنه

شیخ الصدوق
اپنی کتاب "علل الشرائع" میں
ایک خبر نقل کرتا ہے:

"ابراہیم بن محمد بن سفیان کہتا ہے:
"احمد بن حنبل کا دادا ذی الشدیۃ (پستان والا) وہ ہے جس نے نہروان سے دن علی بن ابی طالب کو قتل کیا اور وہ خوارج کا رئیس تھا۔"
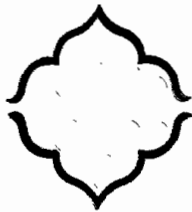
صاحب کتاب کہتا ہے:
"اس طرح یہ لوگ اہل السنہ و الجماعۃ کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نسب بیان کرتے ہیں اور ان کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

الكشكول ليوسف البحراني دار ومكتبة الهلال بيروت الطبعة الأولى ١٩٨٦

ج ٢ أبيات الشافعي والرد عليها من المؤلف ١١٧

لو كان حب الوصي رفضاً فانني أرفض العباد

(وله أيضا):

لو شق قلبي لراؤا وسطه خطان قد خطا بلا كاتب
الشرع والتوحيد في جانب وحب اهل البيت في جانب

(جوابه) للمحرره الجامع لهذا التأليف.

والاشارة بقولنا لا تجد الى قوله سبحانه : (لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله) فانه غير مؤمن به ودعواه الايمان مع ذلك كذب بحت ، فلذلك من ادعى في احد حباً مع حبه لعدوه فهو كاذب.

فكيف أخي المسلم تأمل هذه الأبيات، كيف يوصف الإمام الشافعي رحمه الله عند هؤلاء الشيعة (١)

یوسف البحرانی

اپنی کتاب "الکشکول" میں

امام شافعی رحمہ اللہ کے ردّ میں اشعار کہتا ہے:

اے شافعی! تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے	پس جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو
بلکہ تیرے بزرگوں سے محبت کرنا ایک طرف	اور اہل بیت سے بغض رکھنا ایک طرف
تم نے تو جادوگر اور طاغوت کی عبادت کی ہے	ایک واجب الوجود معبود کے علاوہ
چناں چہ توحید اور شریعت تو ایک طرف ہے	ناصبیوں کی جماعت سے اے ناصبیو!
تم نے سامری اور بچھڑے کو مقدم کیا ہے	امیر ابن ابی طالب پر
تم نے اس کے دشمنوں سے محبت کی ہے	اس سے جو جنگ کرنے والا غاصب ہے
تم اس طرح اپنی محبت کا دعویٰ کرتے ہو	حالاں کہ ذہین اور عقل مند ایسا نہیں کرتا
لوگوں نے محبت کی ایک شرط رکھی ہے	ساتھی سے بغض رکھنے والے سے بغض رکھو
قرآن بھی اس پر شاہد ہے فرمایا	(لَا تَجِدُ) یہ کتنی چمک دار دلیل ہے
اور یہ کلمہ توحید ہے	جو حق والے راستے سے ہٹا نہیں ہے
حالاں کہ تم نے خود ہی ضابطہ مقرر کر لیا ہے	تا کہ تم غائب سے عیب کو دور کر سکو
لیکن جو بات جاری ہے اس پر خاموش ہیں	سابقہ مذہب کے خلاف
اور تمام لوگوں کو خیر پر محمول کرتے ہیں	تا کہ ہم واھب کو راضی کر سکیں
ایسی عقل کی بربادی ہو جو ہدایت کے راستے سے	پٹی ہوئی اور مادیت میں چکر لگا رہی ہے

صاحب کتاب کہتا ہے: "اے میرے مسلمان بھائی! تجھے یہ اشعار ہی کافی ہیں کہ یہ شیعہ لوگ امام شافعی رحمہ اللہ کو کیسے القاب سے متصف کر رہا ہے!"

١٥

﴿ باب ﴾

﴿ في تخطئة كل واحد من الاربعة في كثير من احكامه ﴾

وفيه فصول: الأول: فيما أجمعوا عليه، الثاني: فيما اختلفوا فيه الثالث: فيما أضيف إليهم من المخازي، الرابع: في البخاري، الخامس: فيما أنكر مسلم والبخاري من الأحاديث.

فنقول أولاً: إن هؤلاء الأربعة ليسوا من الصحابة بل من التابعين وقد رضيت أهل السنة بنسبة جلة المذهب إليهم، وقد عدلت عن نسبته إلى نبيهم، التي هي أوكد لتعظيمه وحرمتهم، من نسبته إلى قوم يخطىء بعضهم بعضاً، وربما يلعن بعضهم بعضاً وقد اعترفوا بكمال دينهم في حياة نبيهم، في قوله: «اليوم أكملت لكم دينكم[1]».

فاختلاف الأربعة إن كان لاختلاف في المقال، فقد وثقوا بمن شهدوا عليهم بالفسق و الضلال، و إن كان لحاجة دعتهم إليه، فكيف يقتدى بمن يشهد على ربه بنقص دينه، و إن كان لالحاجه فقد قبحوا ذكر نبيه حيث وضعوا ما لم يكن في زمانه، و إن كان لزعمهم أنهم أعرف و أهدى لشريعة نبيهم فأتوا بما لم يأت به، فهو بهت لعقولهم مع اختلافهم في أحكامهم، ولقد كان أسلافهم ضلالاً قبل ظهورهم.

و ما الدليل على وجوب الاقتصار على الأربعة، دون الأقل منهم. أو الزايد عليهم: و قد وجد من أتباعهم من يضاهيهم، فلم لا يسري الاسم و التقليد إليهم، إذ كانوا يحتجون بقول النبي: اختلاف أمتي رحمة، فمن زادفيه زاد في الرحمة، فكان اختلاف كل شخصين من الأمة أبلغ من تحصيل الرحمة، ولزم كون الائتلاف موجباً للنقمة و كان النبي ﷺ والصدر الأول مبعدين من هذه الرحمة و المروي في أحاديثنا

(١) المائدة : ٦.

علی العاملی البیاضی

اپنی کتاب "الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم" میں

باب قائم کرتا ہے:

"ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا اپنے کثیر احکام میں خطا کا بیان"

پھر کہتا ہے:

"اس میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلی جس پر تمام کا اجماع ہو۔

دوسری فصل: جس میں اختلاف ہے۔

تیسری فصل: اس میں ان کی طرف رسوا کن باتیں منسوب ہیں۔

چوتھی فصل: بخاری کے بارے میں۔

پانچویں فصل: ان احادیث کے بارے میں ہے جن کا امام مسلم اور بخاری نے انکار کیا ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ شیعہ حضرات، اهل السنه والجماعة کے چار مذاہب کو اس نظر سے دیکھتے ہیں۔"

الشيعة هم اهل السنة — محمد التيجاني — مؤسسة الفجر لندن : الطبعة العاشرة ١٤٢٣ هـ

... الذين نصبوا أئمة « أهل السنة »

وبما يـدلّنا على أنّ أئمّة المذاهب الأربعـة من «أهل السنّة» هم أيضاً خـالفوا كتاب الله وسنّة النّبي الـذي أمرهم بالاقتداء بالعترة الطّاهـرة، فلم نجد واحداً منهم لوى عنقه وركب سفينتهم وعرف إمام زمانه.

فهذا أبـو حنيفة الذي تتلمـذ على الإمام الصّادق والـذي اشتهر عنه قـوله : «لولا الـسّنتـان لهلك النعمان» نجده قد ابتـدع مذهباً يقـوم على القياس والعمل بالرّاي مقابل النّصوص الصريحة.

وهذا مالك الذي تلقّى هو الآخر عن الإمام الصّادق، ويُروى عنه قوله : ما رأت عينٌ ولا سمعتْ أذن ولا خطـر على قلب بشر أفقـه وأعلم من جعفـر الصّادق، نجده قد ابتدع مذهباً في الإسلام وترك إمام زمانه الذي يشهد بنفسه أنّه أعلـم وأفقه البشـر في عصره. فقـد نفخ في روعه الحكّـام العبّاسيـون وسمّوه «إمـام دار الهجـرة» فأصبح مـالك بعـدهـا صـاحب الجاه والسّلطـان والحول والطول.

وهذا الشّـافعي الذي يُتّهم بأنّـه كان يتشيّع لأهل البيت فقـد قال في حقّهم تلك الأبيات المشهورة :

يا أهل بيـت رسـول الله حبّكم ... فرض من الله فـي القرآن أنزله

كفاكم مـن عظيـم الفضل أنكم ... مَنْ لم يصلّ عليكم لا صلاة له

كما يُنسبُ إليه في مدح أهل البيت (ع) هذه الأبيات :

هكذا أئمة أهل السنة والجماعة عند هذا التيجاني من أهل البدع !!

محمد التیجانی

اپنی کتاب "الشیعہ ھم اھل السنہ" میں عنوان قائم کرتا ہے:

"ظالم حکمرانوں نے ہی اہل السنہ کے اماموں کو کھڑا کیا تھا۔"

پھر آگے دلیل کے طور پر ذکر کرتا ہے: اس بات پر ہماری دلیل یہ ہے کہ اہل السنہ کے مذاہب اربعہ کے ائمہ ہی ہیں کہ جنھوں نے کتاب اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کی جن کی اقتداء کا اللہ نے حکم دیا۔ چناں چہ ان میں کسی کو ہم نہیں پاتے کہ اس نے اپنی گردن موڑی ہو، اور ان کی کشتی پر سوار ہوا ہو اور اس نے اپنے زمانے کے امام کو پہچانا ہو۔ چناں چہ ابوحنیفہ جو کہ امام صادق کا شاگرد تھا جس کا قول مشہور ہے: "اگر دو سنتیں نہ ہوتیں تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔"

اس نے ایک ایسا مذہب ایجاد کیا کہ جو قیاس اور عمل بالرائے پر قائم ہے اور صریح نصوص کے مقابل ہے اور یہ مالک ہے کہ جس نے امام صادق علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور ان سے آپ کا قول مروی ہے جعفر صادق سے بڑا عالم اور فقیہ آج تک کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہے۔ کسی کان نے نہ سنا ہے اور نہ ہی کسی دل نے ایسا سوچا ہے۔ لیکن اس نے بھی اسلام میں مذہب ایجاد کیا اور اپنے وقت کے امام کو چھوڑ دیا جو کہ بذات خود یہ شاہد ہے کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑا عالم اور فقیہ ہے۔ اور یہ شافعی تو اس پر تہمت ہے کہ وہ اہل بیت کے بارے میں تشیع رکھتا تھا۔ اس نے ان کے حق میں شعر کہے ہیں:

اے رسول اللہ کے گھر والوں تم سے محبت کرنا
اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے قرآن میں اس کو نازل کیا ہے
تمھیں یہ عظیم فضیلت ہی کافی ہے کہ بے شک تم پر
جو درود نہ پڑھے اس کی کوئی نماز ہی نہیں

صاحب کتاب کہتا ہے: "اس تیجانی بدعتی شیعہ کے ہاں اس طرح کے اہل السنہ والجماعہ کے امام ہوتے ہیں!"

في الخلفاء المتلصصين بعده إلى أن انتهت النوبة إلى أمير المؤمنين عليه السلام من رب العالمين فهدم بعض قواعدهم المبدعة في الدين ، وبقي كثير لم يقدر على إزالته لكثرة المخالفين ، حتى ظهرت الدولة الأموية ، فأججوا نيران البدع الشنيعة ، وأظهروا الباطل والأحوال الفظيعة ، فزادوا على تلك القواعد وهلم جرا فشادوا ما أسس أولئك وزادوا في الطنبور نغمة أخرى فارتبك الأمر على الناس ، ولا برحوا مشتملين على هذا اللباس ، حتى انتهت الرياسة إلى أرجاس بني العباس ، أهل القيان والمزامر والكاس . وأكثر الفقهاء من العامة في أيامهم ، فرفعوا مكانهم ، وأمروا الناس بالأخذ بفتياهم وكان أشد الفقهاء إليهم أشدهم عداوة لآل الرسول ، وأظهرهم لهم خلافاً في الفروع والأصول ، كمالك وأبي حنيفة ، والشافعي ، وابن حنبل وممن حذا حذوهم في تلك المذاهب السخيفة ، وكان في زمانهم من الفقهاء من هو أعلم ، ولكن اشتهر هؤلاء لأنهم لآل محمد أبغض وأظلم ، ولما فيه من التلبيس الذي حملهم عليه ابليس ، فأظهروا الزهد ، والبعد عن الملوك طلباً لدنياً لا تنال الا بتركها ظاهراً ، ومرآة لهم في السلوك ، فمالت إليهم قلوب العامة ودانت لهم عقول من هم في الضلالة كالأنعام ، وروجت أسواقهم الكاسدة أقوام وأي أقوام ، فستروا ما أبدعوا في الدين بإصلاح مموه ، وتأويل غير مبين فمالت إليهم

هذا أكبر علماء الشيعة يصف مذاهب أهل السنة والجماعة (أبي حنيفة ومالك والشافعي وابن حنبل) بأنهم أعداء لآل الرسول ومخالفون لهم في الفروع والأصول ! وإن مذاهبهم سخيفة !

شیخ حسین آل عصفور الدرازی البحرانی

اپنی کتاب "المحاسن النفسانیه فی اجوبة المسائل الخراسانیه" میں کہتا ہے:

''اور لوگوں کے ہاں سب سے زیادہ فقیہ وہ ہوتا ہے جو آل رسول سے سب سے زیادہ عداوت رکھنے والا ہو اور فروع و اصول میں سب سے زیادہ ان کی مخالفت کرنے والا ہو جیسے مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) ہیں جو ان گھٹیا مذاہب میں معروف ہیں۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''یہ صاحب کتاب کبار علماء شیعہ میں سے ہے جو اہل السنہ والجماعۃ کے مذاہب یعنی ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کو آل رسول کے دشمن اور فروع و اصول میں ان کا مخالف قرار دے رہا ہے! اور ان کے مذاہب کو گھٹیا کہہ رہا ہے۔''

و لو ان ادعياء الاسلام و السنة احبوا اهل البيت كما يزعمون لما والوا اعدائهم و الظالمين لهم و الغاصبين حقوقهم ، و لتبرّؤا ممن ماتت فاطمه بنت رسول الله (ص) و هی غاضبة عليهم حتى اوصت ان تدفن ليلا كيلا يحضر الظالمون لها جنازتها ، و ليعلم المسلمون كافة بذلك و انهم لم يحضروا جنازتها و الصلاة عليها و دفنها فيسخط عليهم موالوها و محبوها .

و لو ان ادعياء الاسلام و السنة احبوا اهل البيت (ع) لاتبعوهم و لما اخذوا احكام دينهم عن المنحرفين عنهم كأبی حنيفة ، و الشافعی ، و مالك ، و ابن حنبل الذين لم يكن واحد منهم شاهد رسول الله (ص) و لا نقل عنه شيئا من حديثه و سنته ، قال الله تعالى (قل ان كنتم تحبّون الله فاتبعونی يحببكم الله و يغفر لكم ذنوبكم) (١) فآية المحبّة لأهل البيت (ع) الذين جعل الله مودتهم اجرالرسالة فی قوله (قل لا اسئلكم عليه اجرا الآ المودة فی القربی) (٢) الاتباع لهم فی الاقوال و الاقتداء بسيرتهم فی الأفعال ، و الرجوع اليهم لأخذ سنة جدّهم منهم (ع) لأن اهل البيت ادری بما فی البيت ، و ائمة اصحاب المذاهب الأربعة كانوا فی حياد عنهم (ع) فاين علامة هذا الولاء الكاذب ؟

والدعاوی ان لم يقام عليها بينات فأبناؤها أدعياء

قال احمد زينی دحلان فی (الفتوحات الاسلامية) ج ٢ ص ٣٨٨ طبع مصر عام ١٣٥٤ : صح عن علی انه قال : تفترق هذه الأمة علی ثلاث و سبعون (١) فرقة شرّها من ينتحل حبّنا و يفارق امرنا .

(١) سورة آل عمران : ٣١ (٢) سورة الشوری : ٢٣ (٣) كذا ، والصواب وسبعين

ہکذا عالم الشیعۃ الرضوي في کتابه المشهور یقول کلماته التي رأیت علی من علی علماء اهل السنة والجماعة ائمة المذاهب الاربعة ویصفهم بانهم منحرفون !!

محمد الرضی الرضوی

اپنی کتاب "کذبوا علی الشیعة" میں

کہتا ہے:

''اگر اسلام اور سنت کے دعویداروں نے اہل بیت سے محبت کی ہوتی تو یہ (لوگ) ان کی پیروی کرتے، جب کہ انھوں نے اپنے دین کے احکام منحرف لوگوں سے لیے جیسے ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ کی زندگی میں موجود نہ تھا، نہ ہی آپ سے کوئی حدیث وسنت نقل کی ہے۔''

آگے چل کر کہتا ہے:

''مذاہب اربعہ کے ائمہ ان (اہل بیت) سے منحرف تھے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''آپ دیکھ رہے ہیں کہ شیعہ عالم الرضوی اپنی مشہور کتاب میں کیسے کلمات کہہ رہا ہے ان اہل السنہ والجماعۃ کے علماء کے بارے میں جو کہ مذاہب اربعہ کے امام ہیں اور انھیں منحرف کہہ رہا ہے!''

الأصول من الكافي — محمد بن يعقوب الكليني — دار الكتب الإسلامية — طهران — الثالثة ١٣٨٨ هـ

ج١ — كتاب فضل العلم — ٥٧

عمر بن أبان الكلبي ، عن عبد الرحيم القصير عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كل بدعة ضلالة ، وكل ضلالة في النار

١٣ ـ علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : قلت : أصلحك الله إنا نجتمع فنتذاكر ما عندنا فلا يرد علينا شيء إلا وعندنا فيه شيء مسطر[1] وذلك مما أنعم الله به علينا بكم ، ثم يرد علينا الشيء الصغير ليس عندنا فيه شيء فينظر بعضنا إلى بعض ، وعندنا ما يشبهه فنقيس على أحسنه ؟ فقال : وما لكم وللقياس ؟ إنما هلك من هلك من قبلكم بالقياس ، ثم قال : إذا جاءكم ما تعلمون ، فقولوا به وإن جاءكم ما لا تعلمون فها ـ وأهوى بيده إلى فيه ـ ثم قال [illegible] قال علي وقلت أنا ، وقالت الصحابة وقلت ، ثم قال : أكنت تجلس إليه ؟ فقلت : لا ولكن هذا كلامه ؛ فقلت : أصلحك الله أتى رسول الله صلى الله عليه وآله الناس بما يكتفون به في عهده ؟ قال : نعم وما يحتاجون إليه إلى يوم القيامة ، فقلت : فضاع من ذلك شيء ؟ فقال : لا هو عند أهله .

١٤ ـ عنه ، عن محمد ، عن يونس ، عن أبان ، عن أبي شيبة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ضل علم ابن شبرمة عند الجامعة[2] إملاء رسول الله صلى الله عليه وآله وخط علي عليه السلام بيده إن الجامعة لم تدع لأحد كلاماً ، فيها علم الحلال والحرام إن أصحاب القياس طلبوا العلم بالقياس فلم يزدادوا من الحق إلا بعداً ، إن دين الله لا يصاب بالقياس .

١٥ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبان بن تغلب[3] عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن السنة لا تقاس ألا ترى أن امرأة تقضي صومها ولا تقضي صلاتها يا أبان ! إن السنة إذا قيست محق الدين .

١٦ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى قال : سألت أبا الحسن موسى عليه السلام عن القياس فقال : ما لكم والقياس إن الله لا يسأل كيف أحل وكيف حرم .

١٧ ـ علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة[4] بن صدقة قال : حدثني

(١) في بعض النسخ «مسطور» وفي بعضها «مستطر» .

(٢) أي ضاع وبطل واضمحل علمه في جنب كتاب الجامعة الذي لم يدع لأحد كلاما . (في)

(٣) بفتح التاء من فوق المفتوحة و الغين المعجمة الساكنة واللام المكسورة وزان تضرب .

(٤) بفتح الميم وسكون السين المهملة وفتح العين و الدال المهملتين .

هكذا في كتبهم لعن أئمة أهل السنة والجماعة وبهتهم بما يستحيا من ذكره !!

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کرتا ہے:

"سماعۃ بن مہران کہتا ہے کہ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے ہم جب جمع ہوتے ہیں تو جو ہمارے پاس جو علم ہوتا ہے ہم مذاکرہ کرتے ہیں چناں چہ ہم پر کوئی بھی چیز وارد نہیں ہوتی مگر اس کے متعلق کوئی نہ کوئی چیز ہمارے پاس لکھی ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے ذریعے ہم پر انعام کیا ہے بسا اوقات ہم پر کوئی چھوٹی سی چیز وارد ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تو ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور جو ہمارے پاس اس سے ملتی جلتی چیز ہوتی ہے اس میں سے احسن پر قیاس کر لیتے ہیں؟ فرمایا: تمھیں قیاس سے کیا سروکار؟ یقیناً تم سے پہلے تو لوگ قیاس کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا: جب کوئی مسئلہ تمھارے پاس آئے اور تم جانتے ہو تو بتا دو اور جب ایسا مسئلہ آئے جو تم نہیں جانتے تو (منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) خاموش رہو۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ! ابوحنیفہ پر لعنت کرے جو کہتا تھا، علی نے کہا میں نے کہا۔ صحابہ نے کہا میں نے کہا۔ پھر کہا: کیا تو اس کے پاس بیٹھا تھا؟ میں نے کہا: نہیں، لیکن اس کا کلام ایسا ہی ہوتا تھا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے کیا رسول اللہ ﷺ اپنے عہد میں جو چیز لوگوں کو کافی تھی وہ لائے؟ فرمایا: ہاں، بلکہ قیامت تک جن چیزوں کی لوگوں کو ضرورت تھی۔ (وہ بھی آپ لے کر آئے ہیں)۔ میں نے کہا: کیا اس میں سے کچھ ضائع بھی ہوا؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ وہ اس کے پاس ہے جو اس کا اہل ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "اس طرح یہ اہل السنہ والجماعۃ کے ائمہ پر اپنی کتب پر تہمتیں لگاتے ہیں اور اس قدر بہتان لگاتے ہیں کہ انھیں ذکر کرنے سے حیا آتی ہے!"

آٹھویں فصل

شیعہ کا مہدی

مقدمہ

اہل السنہ اور شیعہ اس بات پر متفق ہیں کہ آخری زمانے میں مہدی کا خروج ہوگا۔ لیکن مکمل اتفاق نہیں ہے!

اہل السنہ والجماعۃ اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں:

''آخری زمانے میں نبی کریم ﷺ کی ذریت (اولاد) میں سے ایک آدمی نکلے گا جو مسلمانوں کا حاکم ہوگا۔ زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور اس (شخص) اور اس کے باپ کا نام نبی ﷺ کے نام کے موافق ہوگا۔ جیسے آپ کا فرمان ہے: ''آخری زمانے میں ایک آدمی نکلے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے والد (عبداللہ) کے نام جیسا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا

جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔''

اس حدیث کا معنی یہ ہے:

''اس کا نام محمد ہوگا اور اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ چناں چہ اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا محمد بن حسن نہ ہوگا۔ اس فرق کو خوب ذہن نشین کرلیں! پھر آپ نے خبر دی ہے کہ وہ آخری زمانے میں آئے گا یہ نہیں فرمایا کہ میری وفات کے چند زمانوں بعد آئے گا پھر چھپ جائے گا اور پھر آخری زمانے میں آئے گا۔ اور مہدی نبی ﷺ کی نسل امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا نا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا۔''

چناں چہ اب ہمارے لیے مہدی غیر معلوم ہے، لیکن جب نکلے گا تب اس کی صفات پہچانی جائیں گی یہی اہل حق اور متبعین سنت کا منہج ہے۔

الغرض اسلام کسی بھی عمل کو مہدی کے خروج سے نہیں مربوط کرتا، بلکہ مسلمان عمل کرے اور اس کے خروج و عدم خروج کا انتظار نہ کرے۔ لیکن اگر وہ نکل آئے تو اس پر ایمان لائے، اس کی اتباع کرے اور اس کی مدد و نصرت کرے کیوں کہ دین ابھی باقی ہے اور کتاب و سنت سے مکمل ہے جیسے فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ: ۳)

"آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔"

لہٰذا دین نبی ﷺ کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے لیے کامل ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس دین کی تجدید کرتا رہے گا۔ یعنی ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے اور یہ ہر سو سال کے آخر میں ہوتا ہے۔

لیکن شیعہ کی کتب میں یہ بات ہے کہ مہدی حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہو گا اور اس کا نام محمد بن حسن عسکری ہو گا، نکلے گا پھر چھپ جائے گا اور زمین کو ظلم سے بھر دے گا، عرب کو قتل کرے گا اور قبروں کو اکھیڑ دے گا۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے یہ شخص آل محمد سے نہیں ہے! ان ساری باتوں کی بنیاد موضوع اور جھوٹی روایات ہیں جو ہمارے رسول ﷺ اور ائمہ اہل بیت پر گھڑی گئی ہیں۔

نیز بعض علماء (شیعہ) کی تصریحات کو آپ دیکھ کر تعجب کریں گے کہ ٹی وی چینلوں پر آ کر کہتے ہیں کہ مہدی بذاتہ اب بھی موجود ہے، بعض نے اسے دیکھا بھی ہے لیکن وہ اپنے جسم کے ساتھ سب کے سامنے نہیں آ سکتے اور کائنات میں تصرف بھی کرتے ہیں...... الخ

ہمیں نہیں علم کہ وہ ظاہر کیوں نہیں ہوتا اور دنیا کی مشکلات حل کیوں نہیں کرتا؟ یا عام لوگوں کی وجہ سے اور کبار علماء کی مراجعت کے ضمن میں جو انھیں خمس دیا جاتا ہے اس وجہ سے نہیں نکل رہا۔

قارئین کرام! آپ شیعہ کی معتمد علیہ کتب سے تصویر شدہ دستاویزات میں کئی ایسی باتیں پڑھیں، دیکھیں اور سنیں گے جو آپ کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوں گی، بلکہ اکثر شیعہ کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوں۔

مهدي الشيعة
المهدي المنتظر
يوم الخلاص
كامل سليمان
مؤسسة أنصار الحسين الثقافية
طهران
قال الإمام الصادق (ع):
(جاء عنه عليه السلام في حديث مشابه لما سبق عن الدجّال.
- يصرخ بصوت يسمعه الإنس والجن: هذه جنّتي لمن سجد لي، ومن أبى أدخلته النار!(1). (وقد مرّ معنا أن كل إنسان يقف اليوم وراء آلة البث ومكبر الصوت فيُسمع الدنيا صوتَه. فليس ذلك وقفاً على الدجّال بعد أن أصبح يمارسه أحقرُ الرجال!. ورُوي عنه أيضاً في حديث)
- ... وهو يعطي من يقرّ له بالربوبية، ويتبعه من أصفهان سبعون ألفاً، ويتبعه أسوأ الناس!(2). (ثم جاء عنه (ع) قولُه:)
- القائم يقتل الدجّال، ويصلبه على كِناسة الكوفة (وهذا يعني أنه يقتله في العراق! وقد ورد عنه أيضاً:)
- يومُ النَّيروز هو اليوم الذي يظهر فيه قائمنا أهل البيت ووُلاة الأمر، ويظفره الله تعالى بالدجّال فيصلبه على كِناسة الكوفة!(3) (ثم جاء عنه مكرَّراً:)
- يقتله صاحب الأمر لثلاث ساعات مضت من يوم الجُمعة. (والله هو الكفيل بحصحصة الحق من مثل هذه الروايات المدخولة المشوّشة من كثرة ما أدخل فيها مما لم يكن فيها..)
قال جابر بنُ عبدالله الأنصاري:
- مَن كذّب بالدّجال فقد كفر، ومَن كذّب بالمهديّ فقد كفر(4)..
(1) الزام الناصب ص ٢٦١ وغيره من المصادر
(2) أنظر ينابيع المودة ج ٣ ص ٦٦ ومنتخب الأثر ص ٤٨٠ وغيرهما من المصادر
(3) البحار ج ٥٢ ص ٣٠٨ وبشارة الإسلام ص ١٩٣
(4) الحاوي للفتاوي ج ٢ ص ١٦١
٧٢٢
في اعتقاد المسلمين أن من يقتل الدجال نبي الله عيسى ابن مريم عليه السلام..
وما مناسبة يوم المجوس (النيروز)؟

کامل سلیمان

اپنی کتاب "یوم الخلاص" میں

کہتا ہے:

"قائم بامراللہ دجال کو قتل کرے گا اور کوفہ کی گرجوں میں سولی دے گا۔ (یعنی اسے عراق میں قتل کرے گا۔)"

"اور یوم النیر سے وہ دن مراد ہے جس میں اہل بیت اور ولاۃ الامور کا قائم بامراللہ ظاہر ہوگا۔ دجال کو پکڑنے میں کامیاب ہوگا اور کوفے کے کنیسہ میں اسے سولی دے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ دجال کو اللہ کے نبی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قتل کریں گے اور پھر مجوسیوں کے دن (نوروز) سے اس سے کیا مناسبت؟"

الملك في زمانه فيبطىء في دوره حتى يكون اليوم في أيامه كعشرة من أيامكم والشهر كعشرة أشهر والسنة كعشر سنين من سنيكم ، ثم لا يلبث إلا قليلاً حتى يخرج عليه مارقة الموالي برميلة الدسكرة عشرة آلاف شعارهم يا عثمان يا عثمان فيدعو رجلا من الموالي فيقلده سيفه فيخرج اليهم فيقتلهم حتى لا يبقى منهم أحد ثم يتوجه الى كابل شاه وهي مدينة لم يفتحها أحد قط غيره فيفتحها ، ثم يتوجه الى الكوفة فينزلها وتكون داره ويبهرج (١) سبعين قبيلة من قبائل العرب (تمام الخبر) وفي خبر آخر يفتح قسطنطينية والرومية وبلاد الصين .

(عنه) عن عبد الرحمن بن أبي هاشم عن عمرو بن أبي المقدام عن عمران ابن ظبيان عن حكيم بن سعد عن أمير المؤمنين عليه السلام (قال) : أصحاب المهدي شباب لا كهول فيهم إلا مثل كحل العين والملح في الزاد وأقل الزاد الملح .

(عنه) عن أحمد بن عمر بن مسلم عن الحسن بن عقبة النهمي عن أبي اسحاق البناء عن جابر الجعفي (قال) : قال أبو جعفر عليه السلام : يبايع القائم بين الركن والمقام ثلاثمائة ونيف عدة أهل بدر فيهم النجباء من أهل مصر ، والأبدال من أهل الشام ، والأخيار من أهل العراق فيقيم ما شاء الله أن يقيم .

(عنه) عن محمد بن علي عن وهيب بن حفص عن أبي بصير عن أبي عبدالله عليه السلام (يقول) : كان أمير المؤمنين عليه السلام يقول : لا يزال الناس ينقصون حتى لا يقال (الله) فاذا كان ذلك ضرب يعسوب الدين (٢) بذنبه فيبعث الله قوماً من أطرافها

---

(١) ـ يبهرجهم أي يهدر دمهم .

(٢) (في البحار) قال الجزري (أي في النهاية) : اليعسوب السيد والرئيس والمقدم، وأصله فحل النحل ، ومنه حديث علي عليه السلام أنه ذكر فتنة فقال: اذا كان=

وما ذنب العرب ؟ والنبي صلى الله عليه وسلم منهم ، والقرآن بلسانهم ؟

ابو جعفر الطوسی

اپنی کتاب "كتاب الغيبة" میں

ابو عبداللہ علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہے:

"انھوں نے فرمایا:

عرب سے بچو، کیوں کہ ان کی ایک بری خبر ہے کہ قائم بامر اللہ کے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہیں نکلے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"عرب کا کیا گناہ ہے؟ جب کہ نبی ﷺ بھی انھی میں سے ہیں اور قرآن بھی ان کی زبان میں نازل ہوا ہے؟"

العلا عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر (ع) يقول : لو يعلم الناس ما يصنع القائم إذا خرج لأحب أكثرهم الا يروه مما يقتل من الناس اما انه لا يبدأ إلا بقريش فلا يأخذ منها إلا السيف ولا يعطيها إلا السيف حتى يقول كثير من الناس ليس هذا من آل محمد ، لو كان من آل محمد لرحم .

وبه عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن عاصم بن حميد الحناط عن أبي بصير قال : قال أبو جعفر (ع) : يقوم القائم بأمر جديد و كتاب جديد وقضاء جديد على العرب شديد ليس شأنه إلا السيف لا يستتيب أحداً ولا يأخذه في الله لومة لائم .

وبه عن محمد بن علي الكوفي عن الحسن بن محبوب عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبدالله (ع) انه قال : ما يستعجلون بخروج القائم فوالله ما لباسه إلا الغليظ ولا طعامه إلا الجشب وما هو إلا السيف والموت تحت ظل السيف .

أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة قال : حدثنا أحمد بن يوسف بن يعقوب أبو الحسين الجعفي قال : حدثنا اسماعيل بن مهران قال : حدثنا الحسن بن علي ابن أبي حمزة عن أبيه ووهب عن أبي عبدالله (ع) انه قال : إذا خرج القائم لم يكن بينه وبين العرب وقريش إلا السيف ما يأخذ منها إلا السيف ، وما يستعجلون بخروج القائم والله ما لباسه إلا الغليظ وما طعامه إلا الشعير الجشب وما هو إلا السيف والموت تحت ظل السيف .

اخبرنا أحمد بن محمد بن سعيد قال : حدثنا يحيى بن زكريا بن شيبان قال : حدثنا يوسف بن كليب قال: حدثنا الحسن بن علي بن أبي حمزة عن عاصم بن حميد الحناط عن أبي حمزة الثمالي قال : سمعت أبا جعفر محمد بن علي عليه‌السلام يقول : لو قد خرج قائم آل محمد عليه‌السلام لنصره الله بالملائكة المسومين والمردفين والمنزلين والكروبيين يكون جبرائيل امامه وميكائيل عن يمينه واسرافيل عن يساره

كتاب جديد (إلهي سنكر مهدي الشيعة القرآن الذي انزل على محمد صلى الله عليه وسلم بلسان عربي مبين ؟

محمد بن ابراہیم النعمانی

اپنی کتاب ”الغیبة“ میں

ابو جعفر علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہے:

”آپ نے فرمایا:

قائم بامر اللہ نیا حکم لے کر کھڑا ہو گا، نئی کتاب، نیا فیصلہ لے کر عرب پر بہت سخت ہو گا۔ تلوار کے علاوہ بات نہیں کرے گا۔ کسی سے توبہ نہیں کروائے گا اور نہ ہی اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرے گا۔“

صاحب کتاب کہتا ہے:

”نئی کتاب کیا ہے؟ کیا شیعہ کا مہدی اس قرآن کو بدل دے گا جو محمد ﷺ پر عربی زبان میں نازل ہوا؟“

كمال الدين وتمام النعمة | محمد بن علي الصدوق | الأعلمي للمطبوعات - بيروت | الأولى ١٤١٢هـ

وأمّا ظهور الفرج فإنّه إلى الله تعالى ذكره ، وكذب الوقّاتون

وأمّا قول من زعم أنّ الحسين عليه السلام لم يقتل فكفر وتكذيب وضلال

وأمّا الحوادث الواقعة فارجعوا فيها إلى رواة حديثنا فإنّهم حجّتي عليكم وأنا حجّة الله عليهم .

وأمّا محمّد بن عثمان العمريّ - رضي الله عنه وعن أبيه من قبل - فإنّه ثقتي وكتابه كتابي

وأمّا محمّد بن عليّ بن مهزيار الأهوازيّ فسيصلح الله له قلبه ويزيل عنه شكّه

وأمّا ما وصلتنا به فلا قبول عندنا إلّا لما طاب وطهر ، وثمن المغنّية حرام

وأمّا محمّد بن شاذان بن نعيم فهو رجل من شيعتنا أهل البيت

وأمّا أبو الخطّاب محمّد بن أبي زينب الأجدع فملعون وأصحابه ملعونون فلا تجالس أهل مقالتهم فإنّي بريء وآبائي عليهم السلام منهم براء .

وأمّا المتلبّسون بأموالنا فمن استحلّ منها شيئاً فأكله فإنّما يأكل النيران .

وأمّا الخمس فقد أبيح لشيعتنا وجعلوا منه في حلّ إلى وقت ظهور أمرنا لتطيب ولادتهم ولا تخبث .

وأمّا ندامة قوم قد شكّوا في دين الله عزّ وجلّ على ما وصلونا به فقد أقلنا من استقال ، ولا حاجة في صلة الشاكّين

وأمّا علّة ما وقع من الغيبة فإنّ الله عزّ وجلّ يقول : ﴿يا أيها الّذين آمنوا لا تسئلوا عن أشياء إن تُبد لكم تسؤكم﴾[1] إنّه لم يكن لأحد من آبائي عليهم السلام إلّا وقد وقعت في عنقه بيعة لطاغية زمانه ، وإنّي أخرج حين أخرج ، ولا بيعة لأحد من الطواغيت في عنقي .

---

(١) سورة المائدة ، الآية ١٠٢

كيف يشتم الامام القائم آباءه ائمة آل البيت ؟
ويصرح بان ائمة المسلمين السابقين طواغيت عند الشيعة !!

محمد بن علی الصدوق

اپنی کتاب "کمال الدین و تمام النعمۃ" میں

کہتا ہے:

"وہی امام کے غائب ہونے کی علت اور سبب تو فرمان الٰہی میں موجود ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ﴾ (المائدۃ: ۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو جو اگر تمھارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں بری لگیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آباء واجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا کہ جس کی گردن میں اپنے زمانے کے طاغوت کی بیعت نہ ہو، لیکن جب میں نکلوں گا تو اس وقت میری گردن میں کسی طاغوت کی بیعت نہ ہوگی۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"آل بیت کے ائمہ اور آباء کو قائم بامر اللہ کیسے برا بھلا کہہ سکتا ہے؟ اور پھر یہ تصریح کر رہا ہے کہ شیعہ کے ہاں سابقہ مسلمانوں کے ائمہ طاغوت تھے!"

خرج عليٌّ وفي عنقه كعابٌ، قد علّقها وقد ركب قصبة وهو يقول : « أجد منصور بن جهور أميراً غير مأمور» وأبياتاً من نحو هذا فنظر في وجهي ونظرت في وجهه فلم يقل لي شيئاً ولم أقل له وأقبلت أبكي لما رأيته و اجتمع عليَّ وعليه الصبيان والناس ، و جاء حتّى دخل الرحبة وأقبل يدور مع الصبيان والناس يقولون . جُنّ جابر بن يزيد جُنّ ، فوالله مامضت الأيّام حتّى ورد كتاب هشام بن عبدالملك إلى واليه أن انظر رجلاً يقال له: جابر بن يزيد الجعفي فاضرب عنقه وابعث إليَّ برأسه، فالتفت إلى جلسائه فقال لهم : من جابر بن يزيد الجعفي؟ قالوا : أصلحك الله كان رجلاً له علم وفضل و حديث ،وحجّ فجنّ وهو ذا في الرحبة مع الصبيان على القصب يلعب معهم قال : فأشرف عليه فإذا هو مع الصبيان يلعب على القصب، فقال الحمد لله الّذي عافاني من قتله، قال: ولم تمض الأيّام حتّى دخل منصور بن جهور الكوفة وصنع ماكان يقول جابر.

﴿ باب ﴾

☆ (في الأئمة عليهم السلام انهم اذا ظهر أمرهم حكموا بحكم داود وآل داود) ☆
☆ (ولا يسألون البيّنة عليهم السلام [و الرحمة و الرضوان]) ☆

١- عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور ، عن فضل الأعور ، عن أبي عبيدة الحذّاء، قال : كنّا زمان أبي جعفر عليه السلام حين قبض نتردَّد كالغنم لا راعي لها ، فلقينا سالم بن أبي حفصة ، فقال لي . ياأباعبيدة من إمامك؟ فقلت أئمّتي آل محمّد فقال : هلكت و أهلكت أما سمعت أنا و أنت أبا جعفر عليه السلام يقول . من مات وليس عليه إمام مات ميتة جاهليّة ؟ فقلت : بلى لعمري ،ولقد كان قبل ذلك بثلاث أو نحوها دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فرزق الله المعرفة ، فقلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنَّ سالماً قال لي كذا وكذا ، قال : فقال : ياأبا عبيدة إنّه لا يموت منّا ميت حتّى يخلف من بعده من يعمل بمثل عمله ويسير بسيرته و يدعو إلى ما دعا إليه ، يا أبا عبيدة إنّه لم يمنع ما اُعطي داود أن اُعطي سليمان ، ثمَّ قال : يا أبا عبيدة إذا قام قائم آل محمّد عليه السلام حكم بحكم داود وسليمان لا يسأل بيّنة .

٢- محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن أبان قال سمعت

يحكم بحكم داوود ! وأين حكم الإسلام وشريعة القرآن ؟ والله يقول : ﴿ ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون ﴾ وتأمل نجمة اليهود حول العنوان ! !

محمد بن یعقوب الکلینی

اپنی کتاب "الاصول من الکافی" میں

باب قائم کرتا ہے:

"ان ائمہ کے بارے میں بیان کہ جب ان کا معاملہ ظاہر ہو جائے گا تو وہ داؤد اور آل داؤد کے فیصلہ کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور وہ دلیل کا سوال نہیں کریں گے علیهم السلام و الرحمه و الرضوان"

اس کے بعد صاحب کتاب اپنی سند سے ابوعبیدہ الحذاء سے ایک طویل روایت نقل کرتا ہے:

"محمد بن ابراہیم النعمانی اپنی کتاب "الغیبۃ" میں ایک خبر نقل کرتا ہے۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب امام اذان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے عبرانی نام سے پکارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تین سو تیرہ (۳۱۳) ساتھی میسر کر دیتا ہے اور وہ موسم خزاں کے بادلوں کی طرح الگ الگ ہوتے ہیں یہی جھنڈوں والے لوگ ہیں ان میں سے بعض رات کو اپنے بستروں سے گم ہوتے ہیں اور جب صبح کرتے ہیں تو مکہ میں ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو دن کے وقت بادلوں کے ساتھ چلتے ہیں یہ اپنے نام، اپنے والد کے نام، اپنے حلیے اور اپنے نسب سے پہچانے جاتے ہیں۔ مفضل بن عمر کہتا ہے میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں ان میں سب سے بڑھ کر ایمان والا کون ہے؟ فرمایا: جو دن کے وقت بادلوں میں چلتے ہیں اور یہی لوگ گم پائے جاتے ہیں اور انھی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ﴾ (البقرة: ١٤٨)

"تم جہاں بھی ہو تو اللہ تعالیٰ تم سب کو اکٹھا کر کے لے آئے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: "اللہ تعالیٰ کا کون سا نام عبرانی ہے؟ کیا یہاں اس روایت اور یہود کے معتقدات کے درمیان کچھ تعلق ہے؟"

به نحوه ، فلمّا مثّلت بين يدي ابيه وهو على يدي سلّم على ابيه فتناوله الحسن عليه السلام منّي [والطير ترفرف على رأسه] وناوله لسانه فشرب منه ، ثمّ قال : امضي به إلى امّه لترضعه وردّيه إليّ قالت : فتناولته امّه فارضعته ، فرددته إلى أبي محمد عليه السلام والطير ترفرف على رأسه فصاح بطير منها فقال له : احمله واحفظه وردّه إلينا في كلّ اربعين يوماً ، فتناوله الطير وطار به في جوّ السماء واتبعه سائر الطير ، فسمعت أبا محمد عليه السلام يقول : « استودعك الله الّذي اودعته أمّ موسى موسى » فبكت نرجس فقال لها . اسكتي فإنّ الرّضاع محرّم عليه إلاّ من ثديك وسيعاد إليك كما ردّ موسى إلى امه وذلك قول الله عزّ وجلّ : ﴿ فرددناه إلى أمّه كي تقرّ عينها ولا تحزن ﴾[1]

قالت حكيمة : فقلت : وما هذا الطير ؟ قال . هذا روح القدس الموكّل بالأئمة عليهم السلام يوفّقهم ويسدّدهم ويربّيهم بالعلم

قالت حكيمة : فلمّا كان بعد اربعين يوماً ردّ الغلام ووجّه إليّ ابن اخي عليه السلام فدعاني ، فدخلت عليه فإذا أنا بالصبيّ متحرّك يمشي بين يديه ، فقلت : يا سيّدي هذا ابن سنتين؟ فتبسّم عليه السلام ، ثمّ قال : إنّ أولاد الأنبياء والأوصياء إذا كانوا أئمّة ينشؤون بخلاف ما ينشؤ غيرهم ، وإنّ الصبيّ منّا إذا كان أتى عليه شهر كان كمن أتى عليه سنة ، وإنّ الصبيّ منّا ليتكلّم في بطن أمّه ويقرأ القرآن ويعبد ربّه عزّ وجلّ ، [و] عند الرّضاع تطيعه الملائكة وتنزل عليه صباحاً ومساءً .

قالت حكيمة : فلم ازل ارى ذلك الصبيّ في كلّ أربعين يوماً إلى أن رأيته رجلاً قبل مضيّ أبي محمد عليه السلام بأيّام قلائل فلم أعرفه ، فقلت لابن أخي عليه السلام من هذا الّذي تأمرني ان أجلس بين يديه ؟ فقال لي : هذا ابن نرجس وهذا خليفتي من بعدي وعن قليل تفقدوني فاسمعي له وأطيعي .

قالت حكيمة . فمضى أبو محمد عليه السلام بعد ذلك بأيام قلائل ، وافترق النّاس كما ترى ووالله إنّي لأراه صباحاً ومساءً وإنّه لينبئني عمّا تسألون عنه

(١) سورة القصص ، الآية : ١٣

(٢) فيه غرابة لأن كل من رآه عليه السلام في ايام ابيه رآه وهو صبي

وهل كلف هذا وهو جنين في بطن امه ؟! قال تعالى : ﴿والله اخرجكم من بطون امهاتكم لا تعلمون شيئا﴾

محمد بن علی الصدوق

اپنی کتاب "کمال الدین وتمام النعمة" میں
ایک حکایت نقل کرتا ہے:

"ایک عورت حکیمہ نے ائمہ سے مختلف سوالات کیے بیان کرتی ہے: چالیس دن کے بعد (امام نے) غلام کو واپس بھیج دیا اور میرے بھتیجے کو مجھے بلانے بھیجا، میں آپ کے پاس آئی تو ان کے سامنے ایک بچہ حرکت کر رہا تھا۔ میں نے کہا: اے میرے سردار! یہ تو دو سال کا بچہ ہے؟ آپ (ابو محمد) علیہ السلام مسکرائے پھر فرمایا: انبیاء اور اوصیاء کی اولاد جب وہ ائمہ ہوں تو وہ اس کے برعکس پرورش پاتے ہیں جو ان کا غیر پرورش پاتا ہے اور ہمارا بچہ جب ایک ماہ کا ہو تو وہ اس طرح ہوتا ہے جیسے اس پر ایک سال گزر چکا ہے۔ اور ہمارا بچہ ماں کے پیٹ میں بات کرتا ہے، قرآن کی قراءت کرتا ہے اور اپنے رب عز وجل کی عبادت کرتا ہے اور دودھ پینے کے وقت تو فرشتے بھی اس کی اطاعت کرتے ہیں اور صبح وشام اس پر نازل ہوتے ہیں۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا ماں کے پیٹ میں بھی کوئی مکلف ہوتا ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے:

﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا﴾ (النحل: ٧٨)

"اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔"

عن محمد بن سنان عن أبي سلام عن سورة بن كليب عن أبي جعفر الباقر عليه السلام في قوله «يوم القيامة ترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة أليس في جهنم مثوى للمتكبرين» قال : من قال : إنّي إمام وليس بإمام ، قلت . وإن كان علوياً فاطمياً ؟ قال : وإن كان علوياً فاطمياً قلت : وإن كان من ولد عليّ بن أبي طالب ؟ قال : وإن كان من ولد عليّ بن أبي طالب (١)

نى : الكليني عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن محمد بن سنان مثله (٢)

١٥ ـ نى : عبد الواحد بن عبدالله عن أحمد بن محمد بن رباح عن محمد بن العبّاس عن الحسن ابن أبي حمزة عن أبيه عن مالك بن أعين عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال : كلّ راية ترفع قبل راية القائم عليه السلام صاحبها طاغوت (٤)

١٦ ـ نى : عبدالواحد عن ابن رباح عن أحمد بن علي الحميري عن الحسن بن أيّوب عن عبدالكريم الخثعمي عن أبان عن أبي الفضل قال : قال أبوجعفر عليه السلام : من ادّعى مقاما يعني الإمامة (٥) فهو كافر ، أو قال : مشرك . (٦)

١٧ ـ نى : عليّ بن الحسين عن محمد العطّار عن محمد بن الحسن الرازي عن محمد بن علي الكوفي عن علي بن الحسين عن ابن مسكان عن مالك الجهني عن أبي جعفر عليه السلام قال : كلّ راية ترفع قبل قيام القائم صاحبها طاغوت (٧)

(١و٢) غيبة النعماني : ٥٦ .

(٣) في المصدر : احمد بن محمد بن رباح الزهري قال : حدثنا محمد بن العباس بن عيسى الحسيني .

(٤) غيبة النعماني ٥٦ .

(٥) في نسخة من المصدر : من ادعى مقاما ليس له .

(٦) غيبة النعماني : ٥٦ و ٥٧ .

(٧) غيبة النعماني : ٥٧ . و رواه ايضا عن علي بن احمد البندنيجي عن عبد الله بن موسى العلوي عن ابراهيم بن هشام (علي بن ابراهيم بن هاشم . ظ) عن ابيه عن عبد الله بن المغيرة عن عبد الله بن مسكان .

مجلسی

اپنی کتاب "بحار الانوار" میں

ابو جعفر علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہے:

"ہر جھنڈا جو قائم بامر اللہ کے جھنڈے سے پہلے بلند کیا جائے تو جھنڈے والا طاغوت ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"یہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے حکام کی تکفیر کرنا اور انھیں طاغوت قرار دینا۔ کیا یہ اپنے حکام کی آیات کے حکم کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟"

مفاتيح الجنان — عباس القمي — دار ومكتبة الرسول الأكرم — بيروت — الأولى ١٤١٨ هـ

زيارة السيد محمد (رض) وآداب السرداب الطاهر

زيارة السيد محمد ابن الإمام عليّ النقيّ عليهما السّلام

واعلم أيضاً أنّ للسيّد محمّد ابن الإمام عليّ النقي عليه السّلام مزاراً مشهوراً قرب قرية «البلد» وهو معروف بالفضل والجلال وبما يُبديه من الكرامات الخارقة للعادات، ويتشرّف بزيارته عامّةُ الخلائق يندرُون لهُ النُّذور ويهدون إليه الهدايا الكثيرة ويسألون عنه حوائجهم. والعرب في تلك المنطقة تهابه وتخشاه وتحسب له الحساب. وقد برز منه كما يُحكى كرامات كثيرة لا يسع المقام ذكرها ويكفيه فضلاً وشرفاً أنّه كان أهلاً للإمامة وكان أكبر أولاد الإمام الهادي (ع) وقد شقّ جيبه في عزائه الإمام الحسن العسكري عليه السّلام. وكان شيخنا ثقة الإسلام النوري نوّر الله مرقده يعتقد في زيارته اعتقاداً راسخاً وهُو قد سعى لتعمير بقعته الشّريفة وضريحه وكتب على ضريحه الشّريف هذا مرقد السيّد الجليل أبي جعفر محمّد ابن الإمام أبي الحسن علي الهادي عليه السّلام عظيم الشّان جليل القدر كانت الشّيعة تزعم أنّه الإمام بعد أبيه عليه السّلام فلمّا توفّي نصّ أبوه على أخيه أبي محمّد الزكيّ عليه السّلام، وقال له: أحدِث لله شكراً فقد أحدَث فيك أمراً. خلّفه أبوه في المدينة طفلاً وقدم عليه في سامراء مشتداً ونهض إلى الرّجوع إلى الحجاز ولمّا بلغ «بلد» على تسعة فراسخ مرض وتوفّي ومشهده هناك. ولمّا توفّي شقّ أبو محمّد (ع) عليه ثوبه وقال في جواب من عابه عليه: قد شقّ موسى على أخيه هارون وكانت وفاته في حدود اثنتين وخمسين بعد المائتين.

المقام الثّاني:

وصفة زيارة حُجّة الله على العباد وبقيّة الله في البلاد الإمام المهدي الحجّة ابن الحسن صاحب الزّمان صلوات الله عليه وعلى آبائه

وعلينا أن نصدّر المقصد بالتنبيه على أمر تحدّثنا عنه في كتاب الهدية نقلاً عن كتاب التحيّة وهو أنّ هذا السّرداب الطّاهر هُو قسم من دارهما عليهما السّلام وقبلما يُشيّد هذا البناء الحديث (الصحن والحرم والقبّة) كان المدخل إلى السّرداب خلف القبر عند مرقد السيّدة نرجس (نرجس خاتون) ولعلّه الآن واقع في الرّواق

وهل لا يزال الشيعة الآن يعتقدون بوجود (مهديهم ومخلصهم) في هذا السرداب؟؟

عباس القمی

اپنی کتاب "مفاتیح الجنان" میں

باب قائم کرتا ہے:

"المھدی ابن الحسن جس نماز میں روپوش ہیں اس کے آداب کا بیان"

پھر اس غار کے متعلق کہتا ہے:

"وہ پاکیزہ سرداب ہے (سرداب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں ٹھنڈا پانی یا برف رکھی جائے)۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا شیعہ ابھی تک اپنے مہدی اور نجات دہندہ کے وجود کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اس سرداب میں ہے؟"

مفاتيح الجنان لعباس القمي دار ومكتبة الرسول الأكرم بيروت الأولى ١٤١٨ هـ

أعمال ليالي القدر المشتركة ٣٠٢

لَيْلَةَ بَدْرٍ مَدَداً أُنْزِلُوا كَأَنَّهُمْ طَيْرٌ أَبَابِيلُ

أعمال ليالي القدر

الليلة الأولى

الليلة التاسعة عشرة هي أوّل ليلة من ليالي القدر، وليلة القدر هي ليلة لا يضاهيها في الفضل سواها من اللّيالي، والعمل فيها خير من عمل ألف شهر، وفيها يُقدّر شؤونُ السنة وفيها تنزّل الملائكة والرّوح الأعظم بإذن الله، فتمضي إلى إمام العصر عليه السّلام وتتشرف بالحضور لديه فتعرض عليه ما قدّر لكلّ أحد من المقدّرات. وأعمال ليالي القدر نوعان: فقسم منها عام يؤدّى في كلّ من اللّيالي الثّلاث، وقسم خاص يؤتى فيما خصّ به من هذه اللّيالي. والقسم الأوّل عدّة أعمال:

الأوّل: الغسل، قال المجلسي رحمه الله: الأفضل أن يغتسل عند غروب الشمس ليكون على غسل لصلاة العشاء

الثاني: الصّلاة ركعتين يقرأ في كلّ ركعة بعد الحمد التوحيد سبع مرات ويقول بعد الفراغ سبعين مرة: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

وفي النّبويّ مَنْ فعل ذلك لا يقوم من مقامه حتّى يغفر الله له ولأبويه (الخبر).

الثّالث: تأخذ المصحف فتنشره وتضعه بين يديك وتقول: اَللّٰهُمَّ إِنّي أَسْأَلُكَ بِكِتابِكَ الْمُنْزَلِ وَما فيهِ، وَفيهِ اسْمُكَ الْأَكْبَرُ، وَأَسْماؤُكَ الْحُسْنىٰ، وَما يُخافُ وَيُرْجىٰ، أَنْ تَجْعَلَني مِنْ عُتَقائِكَ مِنَ النّارِ.

وتدعو بما بدا لك من حاجة.

الرّابع: خذ المصحف فدعه على رأسك وقل: اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْقُرْآنِ، وَبِحَقِّ مَنْ أَرْسَلْتَهُ بِهِ، وَبِحَقِّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مَدَحْتَهُ فيهِ، وَبِحَقِّكَ عَلَيْهِمْ فَلا أَحَدَ أَعْرَفُ بِحَقِّكَ مِنْكَ.

ثم قل عشر مرّات: بِكَ يا اَللّٰهُ. وعشر مرّات: بِمُحَمَّدٍ. وعشر مرّات: بِعَلِيٍّ. وعشر مرّات: بِفاطِمَةَ. وعشر مرّات: بِالْحَسَنِ. وعشر مرّات:

هكذا يعتقدون ان الملائكة وجبريل والاعمال تعرض على مهديهم المزعوم !!

عباس القمی

اپنی کتاب "مفاتیح الجنان" میں

لیلۃ القدر کے اعمال ذکر کرتا ہے، کہتا ہے:

"اس رات فرشتے اور روح الاعظم اللہ کے اذن سے نازل ہوتے ہیں تو امام العصر علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں اور وہاں حاضر ہو کر شرف حاصل کرتے ہیں تو اس پر وہ تمام تقدیریں پیش کرتے ہیں جو ہر کسی کے مقدر میں لکھی جا چکی ہیں۔"
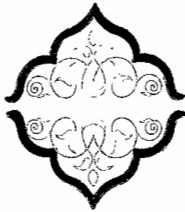
صاحب کتاب کہتا ہے:

"اس طرح یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ فرشتے، جبریل اور اعمال وہ ان کے مذموم مہدی پر پیش ہوتے ہیں!"

اللقاء مع الامام صاحب الزمان ، السيد حسن الأبطحي ، ترجمة السيد نادر سليماني ، موسسة البلاغ بيروت ، الاولى ١٤١١ ه

الحكاية العشرون

كما نقل الحاج السيد جواد رحيمي الحكاية الثانية التالية عن المرحوم آية الله قاضي فقال :

في أحد مجالسنا في خدمة الإمام الحجة (ع) أعطاني أحد الأخوة الأفاضل قصيدة في مدح صاحب الزمان (ع) لاقرأها له . وكانت القصيدة مليئة بالعواطف الجياشة والإحساسات العميقة في حب وعشق المهدي المنتظر (عج) الله فرجه القريب، ولكنني وأثناء قراءتي لتلك القصيدة ، نسبت معانيها الكبيرة والعظيمة إلى نفسي بهدف إظهار مشاعري تجاه بقية الله (ع)، وبعد لحظة انتهيت وإذا الحجة (ع) غائب عن المكان فعلمت بأنه ـ روحي له الفداء ـ ، قد استاء من عملي هذا .

* * *

الحكاية الحادية والعشرون

كما نقل الحاج السيد جواد رحيمي الحكاية الثالثة التالية عن المرحوم آية الله قاضي، حيث قال :

كنت ليلة العشرين من شهر جمادى الثاني وهي ليلة ميلاد الحجة (ع) في عام ١٩٦٩ في مسجد جمكران حيث شاهد الناس وأنا واحد منهم أنواراً تتلألأ في كبد السماء في مسجد جمكران .

وفي الليلة نفسها نقل أحد الموثقين والقريبين للسيد قاضي بأن أحد أولياء الله نقلني من مسجد مسگر آباد من طهران إلى مسجد جمكران في هذه الليلة عن طريق بركة طي الأرض ، حيث تم عقد المجلس الحسيني في أحد زوايا المسجد .

ولاحظت منذ الوهلة الأولى عند دخولي إلى مراسم التعزية الحسينية بأن بقية الله ـ أرواحنا له الفداء ـ، جالس حيث يشارك في

٥٩

(إذا كان (مهدي الشيعة) موجود الآن فلم لا يعينهم على أعدائهم ! وهو المخلص لهم ؟

سید حسن الابطحی

اپنی کتاب "اللقاء مع الامام صاحب الزمان" میں
ایک حکایت نقل کرتا ہے:

''مرحوم آیۃ اللہ قاضی نے امام الحجہ علیہ السلام کی خدمت میں قائم کی گئی مجلس میں کہا: ہمارے ایک فاضل بھائی صاحب الزمان علیہ السلام کی مدح میں قصیدہ دیا تا کہ میں اس کے لیے پڑھوں: اس میں انتہائی جوش، گہرے احساسات مہدی منتظر کے عشق اور محبت میں بھرے پڑے تھے۔ میں نے پڑھنے کے دوران اس کی عظیم معانی کو اپنی طرف اس لیے منسوب کیا تا کہ میں مہدی منتظر کے متعلق اپنے احساسات کا اظہار کروں، کچھ دیر بعد میں مجھے ہوش آیا کہ اچانک آپ علیہ السلام اپنی جگہ سے غائب تھے مجھے پتا چل گیا۔ میری روح اس پر فدا ہو۔ کہ اس کو میرا یہ عمل ناگوار گزرا ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے:

''جب شیعہ کا مہدی ابھی تک موجود ہے تو یہ لوگ اپنے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کیوں حاصل نہیں کرتے اور وہ ان کے لیے خلاصی کیوں نہیں پا لیتے؟''

(الفضل بن شاذان) عن عثمان بن عيسى عن صالح بن أبي الأسود عن أبي عبد الله ﷺ (قال) ـ ذكر مسجد السهلة ـ فقال له : أما إنه منزل صاحبنا إذا قدم بأهله .

(عنه) عن موسى بن سعدان عن عبد الله بن القاسم الحضرمي عن أبي سعيد الخراساني (قال) : قلت لأبي عبد الله ﷺ : المهدي والقائم واحد ؟ فقال : نعم فقلت : لأي شيء سمي المهدي ؟ قال : لأنه يهدي الى كل أمر خفي ،وسمي القائم لانه [illegible] إنه يقوم بأمر عظيم (١) .

(عنه) عن ابن محبوب عن عمرو بن شمر عن جابر عن أبي جعفر ﷺ (قال) : من أدرك منكم قائمنا فليقل حين يراه : السلام عليكم يا أهل بيت النبوة ومعدن العلم وموضع الرسالة .

(عنه) عن عبد الرحمان بن أبي هاشم عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبدالله ﷺ (قال) : إن أصحاب موسى ابتلوا بنهر ،وهو قول الله عزوجل: (إن الله مبتليكم بنهر) ، وإن أصحاب القائم يبتلون بمثل ذلك .

(عنه) عن عبد الرحمان عن ابن أبي حمزة عن [illegible] عن أبي عبدالله ﷺ (قال) : [illegible]

(عنه) عن علي بن الحكم عن سفيان الجريري عن أبي صادق عن أبي جعفر ﷺ (قال) : دولتنا آخر الدول ، ولم يبق أهل بيت لهم دولة إلا ملكوا قبلنا لئلا يقولوا اذا رأوا سيرتنا إذ ملكنا سرنا مثل سيرة هؤلاء ، وهو قول الله عز وجل (والعاقبة للمتقين) .

(عنه) عن عبدالرحمان بن أبي هاشم والحسن بن علي عن أبي خديجة

(١) ـ هذا الخبر مع بعض نظائره وبيان المراد من موته قد تقدم (ص ٢٦٠) .

يقول الله تبارك وتعالى : ﴿ إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر وأقام الصلاة وآتى الزكاة ولم يخش إلا الله فعسى أولئك أن يكونوا من المهتدين ﴾ ومهدي الشيعة يهدم المساجد !!

ابو جعفر الطوسی
اپنی کتاب "الغیبۃ" میں
نقل کرتا ہے:

"قائم بامر اللہ کا نام (قائم) اس لیے ہے کہ وہ مرنے کے بعد کھڑا ہو جائے گا۔

دوسری روایت نقل کرتا ہے:

"ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

" قائم بامر اللہ مسجد حرام کو گرا دے گا، یہاں تک کہ اس کی بنیادوں پر دوبارہ کھڑا کرے گا، اور مسجد رسول کو بھی ڈھا دے گا پھر اس کی بنیادوں پر تعمیر کرے گا اور بیت اللہ کو بھی ڈھا دے گا پھر اس کی بنیادوں پر کھڑا کرے گا اور بنوشیبہ کے چوروں کے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کعبہ پر لٹکا دے گا۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ تو یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والوں سے ہوں گے۔" (التوبۃ: ۱۸)

اور شیعہ کا مہدی مساجد کو منہدم کر دے گا!

مراسلة الإمام المهدي عليه السلام

إذا اردت استغاثة بالإمام المهدي عليه السلام تكتب ماستذكره في رقعة وتطرحها على قبر من قبور الأئمّة المعصومين عليهم السلام أو فشدّها واختمها واعجن طيناً نظيفاً واجعلها فيه واطرحها في نهر أو بئر عميقة أو غدير ماء فإنّها تصل إلى مولانا صاحب الأمر عليه السلام وهو يتولّى قضاء حاجتك بنفسه انشاء الله[1].

تكتب:

بسم الله الرّحمن الرحيم

كتبت يا مولاي صلوات الله عليك مستغيثاً، وشكوت مانزل بي مستجيراً بالله عزّ وجلّ ثمّ بك، من أمر دهمني وأشغل قلبي، وأطال فكري وسلبني بعض لبّي، وغيّر خطير نعمة الله عندي، أسلمني عند تخيّل وروده، الخليل، وتبرأ منّي عند ترائي إقباله إليّ الحميم، وعجزت عن دفاعه حيلتي، وخانني في تحمّله صبري وقوّتي، فلجأت فيه إليك، وتوكّلت في المسئلة لله جلّ ثنائه عليه وعليك في دفاعه عنّي، علماً بمكانك من الله ربّ العالمين وليّ التدبير ومالك الأمور، واثقاً بك في المسارعة في الشفاعة إليه جلّ ثناءه في أمري، متيقناً لإجابته تبارك وتعالى إيّاك بإعطاء سؤلي، وأنت يا مولاي جدير بتحقيق ظنّي وتصديق أملي فيك في أمري كذا وكذا ـ وتذكر حاجتك ـ فيما لا طاقة لي بحملة، ولا صبر لي عليه، وإن كنت مستحقاً له ولا ضعافه بقبيح أفعالي وتفريطي في الواجبات الّتي لله عزّ وجلّ فأغثني يا مولاي صلوات الله عليك عند اللّهف وقدّم المسئلة لله عزّ وجلّ في

١ ـ المصباح للكفعمي: ٤٠٤، والبلد الأمين: ص ١٥٧.

شیخ محمود شریعہ الخراسانی

اپنی کتاب "الحکومۃ العالمیۃ للامام المھدی فی القرآن والسنۃ" میں امام مہدی علیہ السلام سے خط و کتابت کا طریقہ بیان کرتا ہے:

"جب آپ امام مہدی علیہ السلام سے مدد حاصل کرنا چاہو تو وہ رقعہ لکھو جو آگے ہم بیان کریں گے پھر اسے ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبروں میں سے کسی کی قبر پر پھینک دو یا اسے بند کر کے اس پر مہر لگا کر پھر صاف مٹی کو گوندھ کر اس میں ڈھانپ دو اور اسے کسی نہر، یا گہرے کنویں یا پانی کے تالاب میں پھینک دو تو وہ مولانا صاحب الامر علیہ السلام تک پہنچ جائے گا اور وہ بذات خود ان شاء اللہ تمھاری ضرورت پوری کریں گے۔"

پھر ایک لمبی دعا تحریر کی ہے۔

اس کے بعد کہتا ہے: "پھر کسی نہر یا تالاب پر چڑھ جاؤ اور پھر بعض دروازوں کا ارادہ کرو یا عثمان بن سعید العمری، یا اس کے والد محمد بن عثمان، یا حسین بن روح، یا علی بن محمد السمری کے دروازے کا قصد کرو کیوں کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کے دروازے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ منادی کروائے فلاں بن فلاں تجھ پر سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری موت اللہ کی راہ میں ہے اور تو اس کے ہاتھ زندہ رزق دیا جاتا ہے...... الخ (آخر تک دعا ذکر کرتا ہے پھر کہتا ہے۔)"

پھر اس پرچی کو نہر، کنویں یا تالاب میں ڈال دو تو ان شاء اللہ تمھاری حاجت پوری ہو گی۔

صاحب کتاب کہتا ہے: "کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا؟ "اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھے ایک پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔" (فاطر: ۱۴)

نویں فصل

نکاح متعہ

مقدمہ

اسلام پاکیزہ، پاک دامن، اعلیٰ اخلاق اور ارتقاء والا دین ہے، اسلام تو شرم گاہوں اور عزتوں کا محافظ ہے اس معاملے میں بڑی سختی برتی ہے۔ زنا کو حرام کیا، اس کی سخت سزا بیان کی، اس کے تمام راستوں کو بند کیا اور غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے بھی روک دیا، بلکہ زنا کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے شرعی نکاح کے دروازے کو کھولا ہے، اس پر ابھارا اور اس کے متعلق ترغیب دی اور اس میں بڑی عظیم مصلحتیں پنہاں ہیں۔ نفس کو سکون میسر ہوتا ہے، رحمت اور مودت پیدا ہوتی ہے، تناسل کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اور عزتوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور اس شرعی نکاح کے لیے شروط بھی رکھ دیں جیسے ولی، گواہ اور مہر ہیں اور اسلام نے محرم سے وطی کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس کے بارے میں سخت احکامات جاری کیے ہیں نیز عزتوں سے کھیلنے والوں یا عزتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والوں کا رڈ کیا ہے۔

چنانچہ نکاح متعہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرام کر دیا تھا۔ جب کہ پہلے کسی زمانے میں حلال

تھا اور اس نکاح سے منع کرنے میں اس بات کی ترغیب ہے کہ مسلمان ایسا نکاح کرے جو ہمیشگی پر قائم ہو، کیوں کہ اسی میں محبت ومودت اور تناسل کا سلسلہ ہے۔

نکاح متعہ کی حرمت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جیسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے آپ سے بیان کیا ہے اگر چہ شروع شروع میں بعض صحابہ سے یہ مخفی رہ گیا تھا یہاں اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کرنے کا مقام نہیں ہے۔ آپ قرآن مجید میں اس نکاح کی اباحت نہیں پائیں گے اس کی تفصیل یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اہل ایمان کا ذکر خیر کیا تو فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝﴾ (المومنون: ٦،٥)

''اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں، یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں نکاح متعہ کا ذکر نہیں کیا گیا اور یہی بات قرآن میں دو جگہ بیان ہوئی ہے۔ ہمارے لیے نکاح متعہ کی حرمت میں مصلحت یہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی بجا آوری لانا ہے اور وہ صرف سمع واطاعت ہے۔ بلاشبہ رسول اور اہل ایمان اس پر ایمان لے آئے ہیں جو ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے انھوں نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

مزید برآں یہ کہ جو لوگ نکاح متعہ کی حلت کے قائل ہیں وہ اپنی بیٹی، بہن یا اپنی ماں سے تمتع پر راضی نہیں ہوتے ان کے لیے پسند نہیں کرتے آخر کیوں؟ تاہم دل جس بات پر غم زدہ ہوتا ہے وہ یہ کہ جو لوگ نکاح متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں انھوں نے اس کی اباحت میں توسع اختیار کیا ہے حتی کہ متعہ، عزتوں سے کھیلنے اور ان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ایک حیلہ بن چکا ہے۔ ہم اس سے زیادہ آپ کے لیے مثالیں پیش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ ان کی معتبر کتب سے لی گئی تصاویر میں ان کا کلام آپ تک نقل کر دیں، تاکہ عقل والے کوئی فیصلہ کر لیں۔

زواجها كان سلسلة من الأحداث المحزنة. فبسبب طيشها وقلة حرصها، كشفت أمام جيرانها، انتماء زوجها السياسي. «كان زوجي من مؤيدي مصدّق (رئيس الوزراء الايراني الاسبق الذي حاول إطاحة الشاه محمد رضا بهلوي في الخمسينات، المترجم)، وكان يشتم الحكومة والشاه. كنت شابة وجاهلة، أتحدث عن حياتنا الخاصة والجنسية وأي شيء آخر، من دون تحفظ». ونتيجة ذلك، عرفت استخبارات الشاه «السافاك» بأمر زوجها، وأقنعت رب عمله بطرده. ومن شدة غضبه على «مهواش»، طلقها زوجها واحتفظ بأولادها الثلاثة، ولم يسمح لها برؤيتهم، على حد قولها. فقد أصبحت مطلقة وهي في الحادية والعشرين من العمر، وعندما أجريت معها المقابلة، كانت في الرابعة والاربعين، وأخبرتني انها لا تعلم شيئاً عن مصير أولادها.

بعد طلاقها بفترة وجيزة، ذهبت «مهواش» الى مدينة النجف في العراق، والتي تشتهر بأنها مدينة تمارس فيها «المتعة»، على غرار مدينة قم. وهناك تزوجت رجلاً عراقياً زعمت انه عاجز جنسياً. وتقول انه بسبب خيبة أملها على الصعيد الجنسي لجأت «الى ممارسة العادة السرية بكثرة، الى درجة كدت أن أجرح نفسي». وأسوأ

شہلا حائری

اپنی کتاب "المتعه (الزواج الموقف عنه الشعیه)" میں
کئی ایسی عورتوں کا تذکرہ کرتی ہے جو متعہ کی خوگر تھیں

ان میں سے ایک عورت "مہواش" ہے، اس کے تذکرے میں یہ بات ذکر کرتی ہے:

"یہ اپنی طلاق کے کچھ عرصہ بعد عراق کے شہر نجف چلی گئی، جس شہر کے متعلق مشہور تھا کہ جہاں کثرت سے متعہ کیا جاتا ہے یہ "قم" جیسا شہر تھا وہاں ایک عراقی شخص نے اس سے نکاح کیا جس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ جنسی اعتبار سے وہ نامرد تھا اور کہتی کہ وہ جنسی خواہش پوری نہ کر سکنے کی رسوائی کے سبب اس نے سری عادت (استمناء بالید) اپنا لی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ قریب تھا کہ میں اپنے آپ کو زخمی کر لیتی۔

آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۱٦٦ پر اسی عورت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "اس عورت سے کسی عورت نے جنسی تعلقات کے متعلق سوال کیا وہ عورت کہتی ہے: میں نے مہواش سے اس اسالیب کے متعلق سوال کیا کہ جنھیں استعمال کر کے تناسلی امراض سے بچا جا سکتا ہے۔ نظافت اور صحت کے حوالے سے بھی چند باتیں پوچھیں۔ تو مہواش نے مجھے جواب دیا کہ وہ صرف وقتی نکاح (یعنی نکاح متعہ) کرتی ہے اور وہ صرف ایک ہی وسیلہ جانتی ہے جس کے ذریعے سے حمل کو روکا جا سکتا ہے کہ کنڈم استعمال کیا جائے۔ لیکن وہ اپنے شریک کے لیے کنڈم استعمال کرنے کو پسند نہیں کرتی تھی، کیوں کہ یہ اسے لذت سے محروم کر دیتا تھا۔ چہ جائیکہ مثال میں کہا جاتا ہے کہ پودوں کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے: فرمان الٰہی ہے: "اور اس کے اہل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی۔" یہ ایک ایرانی عورت ہے جوان کے بڑے علامہ کی پوتی ہے جس نے خود ہی اپنی قوم کو رسوا کر دیا کہ متعہ کے پیچھے کیا ہے؟"

ومما زاد في نقمة عائلة «شاهين» عليها، انها كانت مخطوبة لابن عمها. برأيها، فان ابن عمها شاب لطيف، لكنه يكبرها باعوام عديدة وهي تحبه «مثل أخي تماماً». لكن «شاهين» لم تكن واثقة تماماً من طبيعة مشاعر والدتها، حيال خطيبها السابق. وتصف علاقة والدتها بابن عمها، بأنها «افتتان بالشبان. اعتقد بأن أمي كانت مغرمة بابن عمي. فقد كانت تمطره بالقبلات، كلما جاء لزيارتنا. وكانت تقبله ايضاً في شفتيه. كنت أشعر بخجل شديد بسبب مغازلتها ومداعباتها له».

كانت حياة «شاهين» مع زوجها، هانئة في البداية. لكنها اصبحت تدريجياً مريرة، مع تحولها الى زوجة متملكة ومسيطرة، كانت تعتبره رجلاً وسيماً، ولم تكن ترغب في أن يكون ودوداً مع غيرها من النساء. تقول إنها أحبت زوجها كثيراً، وإنها كانت مزاجية جداً في التعامل معه. استمر زواجهما عشرة أعوام. وبرايها، فان قرارها باستئناف دراستها للحصول على الشهادة الثانوية، كان القشة التي قصمت ظهر البعير. رفض زوجها الفكرة لانه «كان خائفاً من أن أعثرعلى عمل، فلا يعود

١٨٣

مزید اسی کتاب میں صفحہ ۱۸۳ میں ایک شاہین نامی عورت کا تذکرہ کرتی ہے:

''شاہین کو اپنے خاندان پر اس وجہ سے بھی غصہ آیا کہ اس کے اپنے چچا کے بیٹے سے منگنی ہوگئی، اور اس کے چچا کا بیٹا نوجوان تھا لیکن وہ شاہین سے عمر میں بڑا تھا مگر وہ اس سے محبت بھی کرتی تھی۔ لیکن شاہین اس پر مکمل طور پر اعتماد اس لیے بھی نہیں کرتی تھی کہ اس کے بارے میں اس کی والدہ بھی جذبات رکھتی تھی اور وہ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ اپنی والدہ کے تعلق کو یوں بیان کرتی تھی:

''یہ ایک جوان لڑکے کے فتنے میں پڑی ہوئی ہے میرا یہ خیال ہے کہ میری ماں میرے چچازاد سے عشق میں مبتلا ہے، کیوں کہ یہ اسے بہت زیادہ چومتی ہے، چناں چہ جب بھی وہ ہماری زیارت کے لیے آئے تو وہ بھی اس (میری ماں) کے ہونٹوں کو بوسہ دیتا ہے اور میں ان کی کھیل کود دیکھ کر بہت شرم ساری محسوس کرتی۔''

«توبة»

«توبة» من مدينة «كاشان» وفي أواخر العشرينات من العمر. التقيتها مرتين، الأولى لبضع ساعات، وفي المرة الثانية أمضينا نهاراً كاملاً سوية، تسوقنا وطبخنا وتقاسمنا الخبز والملح وتحدثنا خلاله.

ولدت «توبة» في عائلة فقيرة لها سبعة أولاد. والدتها في الخامسة والخمسين من العمر. وتؤكد «توبة» ان والدتها حملت ثلاثاً وعشرين مرة، ولم يبلغ سن الرشد، سوى سبعة من أولادها، في حين توفي الباقون. «توبة» هي خامس ولد وثالث بنت في العائلة. لم تذهب الى المدرسة يوماً، وبقيت مع شقيقاتها في المنزل لمساعدة والدتها في حياكة السجاد.

عقد زواجها الأول وهي في السادسة عشرة من العمر، وانتهى بالطلاق بعد ستة أشهر، لأن زوجها يصر على ان يأتيها من الخلف. كان شوطياً من احدى القرى القريبة من مدينة «كاشان». تقول «كان يسيء معاملتي، ويضربني ولا يعطيني نقوداً الا اذا تركته يفعل ما يريد (أي ان يأتيها من الخلف). اقام معي أول ليلتين فقط، ولم يرد بعدها ممارسة الجنس بانتظام». وتدعي «توبة» أنها بقيت عذراء.

١٩١

مزید اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۱ پر توبہ نامی لڑکی کا تذکرہ کرتی ہے:

''اس لڑکی کی سولہ سال کی عمر میں پہلی شادی ہوئی اور چھ ماہ بعد طلاق ہوگئی، کیوں کہ اس کا خاوند کہتا تھا کہ وہ دبر میں جماع کرے اور وہ قریب ہی ''کاشان'' نامی بستی میں پولیس مین تھا۔ کہتی ہے: میرے ساتھ بداخلاقی والا معاملہ کرتا، مجھے مارتا اور پیسے نہ دیتا۔ الا یہ کہ جب وہ مجھ سے جیسے کرنا چاہے تو میں کرنے دوں یعنی پیچھے دبر میں جماع کرے وہ پہلی دو راتیں میرے ساتھ ٹھہرا رہا اس کے بعد کبھی بھی اس نے میرے ساتھ اچھے طریقے سے جماع نہیں کیا۔ اور توبہ (نامی عورت) کا دعویٰ تھا کہ وہ ابھی تک اسی طرح کنواری ہے۔''
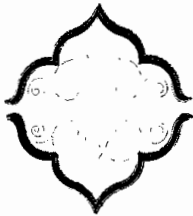
صاحب کتاب کہتا ہے:

''گھر کے ایک فرد نے ہی گواہی دے دی۔''

مسألة ١٧ - يستحب أن تكون المتمتع بها مؤمنة عفيفة ، والسؤال عن حالها قبل التزويج وأنها ذات بعل أو ذات عدة أم لا ، وأما بعده فمكروه ، وليس السؤال والفحص عن حالها شرطاً في الصحة.
[illegible] على كراهية خصوصاً لو كانت من العواهر والمشهورات بالزنا ، وإن فعل فليمنعها من الفجور .

القول في العيوب الموجبة لخيار الفسخ والتدليس

وهي قسمان : مشترك ومختص . أما المشترك فهو الجنون ، وهو اختلال العقل . وليس منه الاغماء . ومرض الصرع الموجب لعروض الحالة المعهودة في بعض الأوقات . ولكل من الزوجين فسخ النكاح بجنون صاحبه في الرجل مطلقاً سواء كان جنونه قبل العقد مع جهل المرأة به أو حدث بعده قبل الوطء أو بعده . نعم في الحادث بعد العقد إذا لم يبلغ حداً لا يعرف أوقات الصلاة تأمل وإشكال . فلا يترك الاحتياط . وأما في المرأة فنيها إذا كان قبل العقد ولم يعلم الرجل دون ما إذا طرأ بعده . ولا فرق في الجنون الموجب للخيار بين المطبق والأدوار وإن وقع العقد حال إفاقته ، كما أن الظاهر عدم الفرق في الحكم بين النكاح الدائم والمنقطع .

وأما المختص فالمختص بالرجل ثلاثة : الخصاء ، وهو سلّ الخصيتين أو رضهما . وتفسخ به المرأة مع سبقه على العقد وعدم علمها به .

والجب . وهو قطع الذكر بشرط أن لا يبقى منه ما يمكن معه الوطء ولو قدر الحشفة . وتفسخ المرأة فيها إذا كان ذلك سابقاً على العقد ، وأما اللاحق به ففيه تأمل ، بل لا يبعد عدم الخيار في اللاحق مطلقاً سواء

والله يقول : « الزاني لا ينكح إلا زانية أو مشركة والزانية لا ينكحها إلا زان أو مشرك وحرم ذلك على المؤمنين »

روح اللہ خمینی

نے اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں

مسئلہ نمبر ۱۱ ذکر کیا ہے:

''مشہور اور سب سے قوی بات یہی ہے کہ بیوی کے دبر میں وطی کرنا جائز ہے لیکن شدید مکروہ ہے تاہم احوط یہی ہے کہ اسے چھوڑ دینا چاہیے خاص کر جب عورت رضامند نہ ہو۔''

پھر مسئلہ نمبر ۱۲ ذکر کرتا ہے:

''بیوی کی نو سال عمر مکمل ہونے سے پہلے جماع کرنا ناجائز ہے خواہ نکاح دائمی ہو یا منقطع (یعنی نکاح متعہ)۔ باقی رہے استمناعات جیسے شہوت کے ساتھ چھونا، یا گلے لگا لینا یا رانوں میں کچھ کرنا تو اس میں کوئی حرج نہیں، حتی کہ دودھ پیتی بچی کے ساتھ بھی کرنا جائز ہے اور اگر نو سال عمر کو پہنچنے سے پہلے کسی لڑکی سے جماع کرلے اور اس کی پردہ بکارت نہ پھٹے تو اس پر گناہ کے سوا کوئی چیز (حد وغیرہ) مرتب نہ ہوگی سب سے قوی بات یہی ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے: ''اس پر کیا کہیں؟''

الشرط لازم عليها وهل من حقه أن يلزمها بالتنفيذ ؟ .

ج نعم يكون الشرط بعد القبول لازماً عليها وله إلزامها بالوفاء به .

...

س فيما لو نفذت تهديداً هل العقد الثاني باطل ؟ .

ج لو نفذّت صح .

...

س إذا طلب منها أن توكله أمرها بالتزويج منه نفسه قبل أن يهبها تلك المدة وكان التوكيل شرطاً منه وعندما وهبها المدة هل من حقها أن تسحب الوكالة وهل يجوز أن يزوجها نفسه من جديد بحسب الشرط ؟ .

ج بعد قبولها الشرط ليس لها أن تسحب ولكن لو سحبت وعقد عليها بغير إذنها لم يصح العقد . والله العالم .

...

س هل يجوز نكاح الكتابية متعة أو المخالفة إذا كانت لا تعتقد حليتها ولكن استحابت طمعاً في المال ؟ .

ج نعم يجوز .

...

س هل يجوز التمتع بالخادمة الكتابية المخصصة لتنظيف المنزل وغسل الملابس وطهي الطعام أم لا ؟ . وهل يفرّق إذا كانت على كفالتي أو كفالة غيري ؟ . وهل هناك فرق بين الخادمة المربيّة للأطفال والمذكورة أعلاه في حكم التمتع بها ؟ .

ج أما الإزدواج مع الكتابية فجائز حتى دائمياً وأما ما يرتبط بالطهارة والنجاسة فالأحوط وجوباً الإجتناب مما تمسه برطوبة مسرية كسائر النجاسات ، ولا فرق فيما ذكر بين أن تكون بكفالته أو كفالة الغير ولا بين الخادمة والمربيّة .

...

١٠٠

حتى الخادمة ! طالتها فتاوى الجنس المحلل بالمتعة

موسی مفید عاصی

اپنی کتاب "منية المسائل" (فتاویٰ الخوئی) میں

ایک سوال و جواب ذکر کرتا ہے:

سوال:......گھر کی ایسی کتابی خادمہ جو کپڑے دھوتی ہے، گھر کی صفائی کرتی ہے اور کھانا پکاتی ہے اس سے تمتع (نکاح متعہ) جائز ہے یا نہیں؟

کیا یہ فرق کیا جائے گا جب وہ کسی کی کفالت میں ہو یا دوسرے کی کفالت میں ہو؟ اور کیا بچوں کی تربیت کرنے والی خادمہ اور گھر کے کام وکاج کرنے والی خادمہ میں فرق ہوگا؟

جواب:......رہا کتابیہ عورت سے نکاح کرنے کا معاملہ تو یہ جائز ہے یہاں تک کہ دائمی نکاح بھی ہو سکتا ہے اور رہا وہ جو طہارت ونجاست سے تعلق رکھتا ہے تو اس میں احوط یہی ہے کہ ایسی نجاست سے اجتناب ہی ضروری ہے کہ جس سے رطوبت پہنچتی ہو جیسے تمام نجاستیں ہیں۔

اس میں اس کی کفالت اور غیر کی کفالت میں کوئی فرق نہیں ایسے ہی خادمہ اور مربیہ (تربیت کرنے والی) میں کوئی فرق نہیں۔

صاحب کتاب کہتا ہے:

''حتی کہ خادمہ کو بھی اس جنسی فتوے نے آلیا ہے جس کا تعلق متعہ کے ساتھ ہے!''

تهذيب الاحكام - محمد الطوسي - الاضواء بيروت - الثالثة ١٤٠٦ هـ

﴿ ١٨٤٠ ﴾ ٤٨ — وعنه عن أحمد بن محمد عن الحسن عن الحسين أخيه عن ابيه علي بن يقطين عن ابي الحسن الماضي عليه السلام انه سئل عن المملوك أيحل له ان يطأ الامة من غير تزويج إذا احل له مولاه ؟ قال : لا يحل له .

﴿ ١٨٤١ ﴾ ٤٩ — وعنه عن معاوية بن حكيم عن معمر بن خلاد عن الرضا عليه السلام انه قال : أي شيء يقولون في اتيان النساء في اعجازهن ؟ فقلت له : بلغني ان اهل الكتاب لا يرون بذلك بأساً فقال : ان اليهود كانت تقول : إذا أتى الرجل المرأة من خلفها خرج الولد احول فانزل الله تعالى : ﴿ نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم ﴾ قال : من قُبل ومن دبر خلافاً لقول اليهود ولم يعن في ادبارهن .

وهذا الخبر قد قدمناه وليس فيه تناف لجواز ما قدمناه في هذه المسألة ، لأنه انما تضمن ان تأويل الآية على ما ذكر ، وليس فيه ان من فعل الفعل المخصوص فقد ارتكب محظوراً والذي يكشف عن جواز ذلك ايضاً ما رواه :

﴿ ١٨٤٢ ﴾ ٥٠ — محمد بن أحمد بن يحيى عن ابي اسحق عن عثمان بن عيسى عن يونس بن عمار قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أو لأبي الحسن عليه السلام : اني ربما أتيت الجارية من خلفها يعني دبرها ونذرت فجعلت على نفسي ان عدت الى امرأة هكذا فعليّ صدقة درهم وقد ثقل ذلك علي قال : ليس عليك شيء وذلك لك .

* - ١٨٤٠ - الاستبصار ج ٣ ص ١٣٧
- ١٨٤١-١٨٤٢ - الاستبصار ج ٣ ص ٢٤٤ بتفاوت في الاول وقد تقدم الاول بتسلسل ١٦٦٠

؟؟

محمد الطوسی

اپنی کتاب "تهذيب الاحكام" میں

ایک قول نقل کرتا ہے:

"ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

"جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے دبر میں جماع کرے اور اس کی بیوی روزے سے ہو تو اس کا نہ روزہ ٹوٹے گا اور نہ ہی اس پر غسل واجب ہوگا۔"
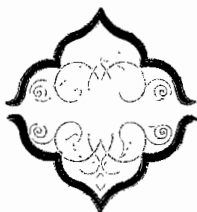
صاحب کتاب کہتا ہے:

"کس شریعت اور دین میں ایسی بات ہے؟"

مستدرك الوسائل للطبرسي مؤسسة آل البيت لإحياء التراث بيروت الثانية ١٤٠٨ هـ

[١٧٢٥٦] ٢ ـ وبهذا الإسناد : عن أحمد بن محمد ، عن ابن أشيم ، عن مروان بن مسلم ، عن اسماعيل بن الفضل الهاشمي ، قال . قال لي أبو عبدالله (عليه السلام) : « تمتعت منذ خرجت من أهلك ؟»قلت : لكثرة من معي من الطروقة أغناني الله عنها ، قال :«وإن كنت مستغنياً ، فإني أحب أن تحيي سنة رسول الله (صلى الله عليه وآله) » .

[١٧٢٥٧] ٣ ـ وبهذا الإسناد : عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن الحسن ، عن محمد بن عبدالله ، عن صالح بن عقبة ، عن أبيه ، عن الباقر (عليه السلام) ، قال : قلت : للمتمتع ثواب ؟ قال : « إن كان يريد بذلك الله عز وجل ، وخلافاً لفلان ، لم يكلمها كلمة إلّا كتب الله له حسنة ، وإذا دنا منها غفر الله له بذلك ذنباً ، فإذا اغتسل غفر الله له بعدد ما مر الماء على شعره » قال : قلت : بعدد الشعر ! قال :«نعم ، بعدد الشعر » .

[١٧٢٥٨] ٤ ـ وبهذا الإسناد عن أحمد بن محمد ، عن الحسن ، عن موسى بن سعدان ، عن عبدالله بن القاسم ، عن عبدالله بن سنان ، عن الصادق (عليه السلام) ، قال : « إن الله عز وجل حرم على شيعتنا المسكر من كل شراب ، وعوضهم عن ذلك المتعة » .

[١٧٢٥٩] ٥ ـ وبهذا الإسناد : عن أحمد بن محمد ، عن . . . . [(١)] علي ، عن الباقر (عليه السلام) ، قال . « قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : لما أسري بي إلى السماء لحقني جبرئيل ، فقال . يا محمد ، إن الله عز وجل يقول : إني غفرت للمتمتعين من النساء » .

٢ ـ رسالة المتعة : عنه في البحار ١٠٣ ص ٣٠٦ ح ١٦
٣ ـ رسالة المتعة . عنه في البحار ١٠٣ ص ٣٠٦ ح ١٩ .
٤ ـ رسالة المتعة . عنه في البحار ١٠٣ ص ٣٠٦ ح ٢٠
٥ ـ رسالة المتعة . عنه في البحار ١٠٣ ص ٣٠٦ ح ٢١
(١) بياض في الأصل

تأمل أخي الكريم في هذه الوثيقة جيدا ! واحكم أنت !!

طبرسی

اپنی کتاب ''مستدرك الوسائل''
اپنی سند سے نقل کرتا ہے:

''باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ متعہ کرنے والے کو ثواب ملے گا؟ فرمایا: اگر وہ اس کے ذریعے اللہ عزوجل (کے قرب) کا ارادہ کرتا ہے، فلاں کے خلاف کرتا ہے اور وہ اس دوران کوئی بات نہیں کرتا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتا ہے اور جب وہ غسل کرتا تو اللہ تعالیٰ اتنے گناہ معاف کرتا ہے جتنے بالوں پر اس نے پانی بہایا ہو۔ سائل کہتا ہے میں نے کہا: بالوں کی تعداد کے برابر؟ فرمایا: ہاں بالوں کی تعداد کے برابر (گناہ معاف ہوتے ہیں)۔

دوسری روایت بیان کرتا ہے:

''صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ہمارے شیعہ پر ہر پینے والی چیز سے نشہ آور کو حرام کر دیا ہے اور ان کے عوض یہ متعہ دے دیا ہے۔''

تیسری روایت نقل کرتا ہے:

''باقر علیہ السلام نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کروائی گئی تو جبریل مجھے ملے انھوں نے کہا: اے محمد! اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے عورتوں سے متعہ کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔''

صاحب کتاب کہتا ہے: ''اے میرے بھائی! اس دستاویز پر اچھی طرح غور کرو اور خود ہی فیصلہ کرو۔''

تهذيب الاحكام — محمد الطوسي — الكتب ببيروت — الثالثة ١٤٠٦ هـ

﴿ ١١٠٢ ﴾ ٢٨ — روى أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن علي ابن فضال عن بعض اصحابنا عن ابي عبدالله عليه السلام قال: لا بأس أن يتمتع الرجل باليهودية والنصرانية وعنده حرة .

﴿ ١١٠٣ ﴾ ٢٩ — وعنه عن محمد بن سنان عن ابان بن عثمان عن زرارة قال : سمعته يقول : لا بأس بان يتزوج اليهودية والنصرانية متعة وعنده امرأة .

﴿ ١١٠٤ ﴾ ٣٠ — وعنه عن اسماعيل بن سعد الاشعري قال : سألته عن الرجل يتمتع من اليهودية والنصرانية قال: لا ارى بذلك بأساً قال: قلت بالمجوسية؟ قال : واما المجوسية فلا .

قوله عليه السلام : واما المجوسية فلا. ورد مورد الكراهية ، وعند التمكن من غيرها ، فاما في حال الاضطرار فليس به بأس روى ذلك :

﴿ ١١٠٥ ﴾ ٣١ — أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن سنان عن الرضا عليه السلام قال: سألته عن نكاح اليهودية والنصرانية ؟ فقال : لا بأس فقلت : فمجوسية ؟ فقال : لا بأس به يعني متعة .

﴿ ١١٠٦ ﴾ ٣٢ — وعنه عن ابي عبدالله البرقي عن ابن سنان عن منصور الصيقل عن ابي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس بالرجل ان يتمتع بالمجوسية .

﴿ ١١٠٧ ﴾ ٣٣ — وعنه عن البرقي عن فضيل بن عبد ربه عن حماد بن [illegible] عن بعض اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام [illegible]

والتمتع بالمؤمنة افضل على كل حال روى ذلك :

﴿ ١١٠٨ ﴾ ٣٤ — أحمد بن محمد بن عيسى عن معاوية بن حكيم عن

* - ١١٠٢ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٦ الكافي ج ٢ ص ٤٦ الفقيه ج ٣ ص ٢٩٣
- ١١٠٣ - ١١٠٤ - ١١٠٥ - ١١٠٦ - ١١٠٧ - ١١٠٨ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٤

مجوسیہ (والله يقول : ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم

محمد الطوسی

اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں

نقل کرتا ہے:

"محمد بن سنان نے رضا علیہ السلام سے یہودی اور نصرانی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں میں نے کہا: مجوسی عورت سے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں یعنی متعہ میں۔"

دوسری روایت نقل کرتا ہے:

"ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد مجوسیہ سے متعہ کرے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کیا مجوسی عورت سے متعہ جائز ہے؟

جب کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں کہتا ہے:

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایک مومن لونڈی کسی بھی مشرک عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ تمھیں اچھی لگے۔" (البقرۃ:۲۲۱)

افتقارها إلى الزواج.

: هل يجوز التمتع بالهاتف حتى يمكن للرجل التخاطب مع امرأة أجنبيّة في التلفون، ويأخذ الرجل حريته وراحته في التخاطب معها كيفما شاء، بعد إجراء صيغة العقد فيه؟.

الخوئي : إذا عقد عليها له فلا بأس.

التبريزي : إذا عقد عليها مع سائر الشرائط فلا بأس.

: هل يجوز للإنسان أن يرى البنات بغير شهوة ليتكلم معهن ويتعرف عليهن ليفاتحن بالمتعة؟.

الخوئي : نعم يجوز إذا لم يستلزم ارتكاب محرّم من إثارة شهوة أو ما شاكل ذلك.

التبريزي : إذا كان النظر التذاذياً فلا يجوز.

: إذا تعرّف شخصٌ على فتاة غير مسلمة ولم يشرح لها قضية المتعة في ديننا بل كل ما قاله: أن أعطيني وكالة عنك فهل يصح هذا العقد أم لا؟.

الخوئي : لا بد أن تعرف هي أنه عقد متعة وأنه علقة خاصة بين الزوجين.

: هل يجوز التمتع بالخادمة الكتابية المخصصة لتنظيف المنزل وغسل الملابس وطهي الطعام أم لا؟. وهل يفرّق بينما إذا كانت على كفالتي أو كفالة غيري؟. وهل هناك فرق بين الخادمة المربيّة

ابو القاسم الخوئی

اپنی کتاب "صراط النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات" میں

کئی سوالات کا جواب دیتا ہے:

سوال نمبر ۸۴۴:

"کیا ٹیلی فون پر تمتع جائز ہے جب کہ مرد کے لیے ممکن ہے کہ ٹیلی فون پر کسی اجنبی عورت سے مخاطب ہو اور آزادی اور خوشی سے اس سے جیسے چاہے بات چیت کرے پھر اس کے بعد عقد نکاح کا صیغہ جاری ہو جائے؟"

خوئی کہتا ہے:

"جب اس نکاح (متعہ) کے لیے اس پر عقد ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"

تبریزی نے کہا:

"جب تمام شرائط کے ساتھ یہ عقد طے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

سوال نمبر ۸۴۵:

"کیا کسی انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ لڑکیوں کو بغیر شہوت کے دیکھے تاکہ یہ ان سے بات کرے اور تعارف وغیرہ ہو پھر یہ متعہ کی بات کرے؟"

خوئی نے کہا:

"ہاں جائز ہے جب کسی حرام کام کا ارتکاب لازم نہ آئے جیسے شہوت وغیرہ ہے۔"

تبریزی نے کہا:

"جب نظر میں تلذذ ہو تب جائز نہیں ہے۔"

صراط النجاة في أجوبة الاستفتاءات - لزعيم الحوزة العلمية أبو القاسم الخوئي - مكتبة الفقيه الكويت - الطبعة الثالثة ١٤٢١ هـ

للأطفال والمذكورة أعلاه في حكم التمتع بها؟.

الخوئي : أما الازدواج مع الكتابية فجائز حتى دائمياً، وأما ما يرتبط بالطهارة والنجاسة فالأحوط وجوباً الاجتناب عما تمسه برطوبة مسرية كسائر النجاسات، ولا فرق فيما ذكر بين أن تكون بكفالته أو كفالة الغير ولا بين الخادمة والمربيّة.

التبريزي : نعم يصح التمتّع بها، ولا فرق بين الخادمة والمربيّة وبين ما كانت بكفالته أو غيرها، وإذا كانت كتابية كما هو المفروض فلا يجب الاجتناب عنها إلا إذا علم تنجسها نجاسة عرفية فيجتنب عما تباشره مما يتعلق بالطهارة والنجاسة.

: هل يجوز التمتع بالبنت البكر من دون إذن وليها بشرط عدم الدخول؟.

الخوئي : لا يجوز على الأحوط.

: فيما لو اشترطت قبل العقد عدم الدخول، ودخل بها رغماً عنها هل يعتبر هذا الأمر زناً؟

الخوئي : لا يُعتبر زناً وإن فعل حراماً لمخالفته الشرط رغماً وبغير رضاها

: إذا بقي من مدة العقد فترة قصيرة فهل يجوز تجديد مدة أخرى ضمن المدة الباقية؟

الخوئي : يجوز بعد بذل المدة، ولا يصح في أثنائها، والله العالم.

هل رأيت فتاوى تشاركهم ؟!! وكل هذا عندهم باسم الدين وتحت ستار المتعة !!

سوال نمبر ۸۴۶:

''جب کوئی شخص کسی غیر مسلم لڑکی سے جان پہچان کرے اور اسے اپنے دین میں متعہ کے متعلق خبر نہ دے، بلکہ کہے مجھے اپنی وکالت دے دو تو کیا اس طرح عقد درست ہے یا نہیں؟''

خوئی نے کہا: ''اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ اسے بتائے کہ یہ عقد متعہ ہے اور یہ میاں بیوی کے درمیان ایک خاص (وقت کے لیے) عقد ہے۔''

سوال نمبر ۸۴۸:

''کیا کنواری لڑکی سے اس کے ولی کی اجازت کے بغیر تمتع جائز ہے بشرط کے دخول نہ کیا جائے؟'' خوئی نے کہا: ''احوط یہی ہے کہ جائز نہیں ہے۔''

سوال نمبر ۸۴۹:

''اگر عقد سے پہلے عورت شرط لگا لے کہ دخول نہ کیا جائے گا اور آدمی زبردستی دخول کر لے تو کیا اسے زنا اعتبار کیا جائے گا؟'' خوئی نے کہا: ''اسے زنا نہیں شمار کیا جائے گا اگرچہ اس نے شرط کی مخالفت کرتے ہوئے حرام کام کیا ہے کہ اس کی رضا کے بغیر زبردستی جماع کیا ہے۔''

سوال نمبر ۸۵۰:

''جب عقد کی مدت سے کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو تو کیا مدت کو مزید بڑھایا جا سکتا ہے؟''

خوئی نے کہا: ''پچھلی مدت گزر جانے کے بعد مدت بڑھانا جائز ہے۔ لیکن پچھلی مدت کے دوران مدت بڑھانا درست نہیں۔'' واللہ أعلم

صاحب کتاب کہتا ہے:

''کیا تم اس قسم کے فتوے دیکھ رہے ہو؟ یہ سب ان کے ہاں دین کا نام اور متعہ کی چھتری تلے ہیں!''

مسألة ١٧ - يستحب أن تكون المتمتع بها مؤمنة عفيفة ، والسؤال عن حالها قبل التزويج وأنها ذات بعل أو ذات عدة أم لا ، وأما بعده فمكروه ، وليس السؤال والفحص عن حالها شرطاً في الصحة.

على كراهية خصوصاً لو كانت من العواهر والمشهورات بالزنا ؛ وإن فعل فليمنعها من الفجور .

القول في العيوب الموجبة لخيار الفسخ والتدليس

وهي قسمان : مشترك ومختص . أما المشترك فهو الجنون . وهو اختلال العقل . وليس منه الاغماء ، ومرض الصرع الموجب لعروض الحالة المعهودة في بعض الأوقات . ولكل من الزوجين فسخ النكاح بجنون صاحبه في الرجل مطلقاً سواء كان جنونه قبل العقد مع جهل المرأة به أو حدث بعده قبل الوطء أو بعده . نعم في الحادث بعد العقد إذا لم يبلغ حداً لا يعرف أوقات الصلاة تأمل وإشكال . فلا يترك الاحتياط . وأما في المرأة فبها إذا كان قبل العقد ولم يعلم الرجل دون ما إذا طرأ بعده . ولا فرق في الجنون الموجب للخيار بين المطبق والأدوار وإن وقع العقد حال إفاقته ، كما أن الظاهر عدم الفرق في الحكم بين النكاح الدائم والمنقطع .

وأما المختص فالمختص بالرجل ثلاثة : الخصاء ، وهو سل الخصيتين أو رضهما . وتفسخ به المرأة مع سبقه على العقد وعدم علمها به .

والجب : وهو قطع الذكر بشرط أن لا يبقى منه ما يمكن معه الوطء ولو قدر الحشفة . وتفسخ المرأة فيها إذا كان ذلك سابقاً على العقد ، وأما اللاحق به ففيه تأمل ، بل لا يبعد عدم الخيار في اللاحق مطلقاً سواء

والله يقول : الزاني لا ينكح الا زانية او مشركة والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وحرم ذلك على المومنين

روح اللہ خمینی
اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں
مسئلہ نمبر ۱۷ ذکر کرتا ہے:

"یہ مستحب ہے کہ جس عورت سے تمتع کیا جا رہا ہے وہ ایمان دار اور پاک دامن ہو اور شادی سے پہلے اس سے پوچھا جائے کہ وہ شوہر والی ہے یا عدت والی ہے یا نہیں، شادی کے بعد سوال کرنا مکروہ ہے، نیز سوال کرنا اور تحقیق کرنا یہ نکاح کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

"زانیہ عورت سے بھی نکاح متعہ کرنا جائز ہے۔ اگرچہ یہ مکروہ ہے بالخصوص جب وہ عورت زنا کرنے میں مصروف ہو اور وہ اس سے نکاح کرلے تو پھر بدکاری کے کاموں سے منع کرے۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "زانی نکاح نہیں کرتا مگر کسی زانی عورت سے، یا کسی مشرک عورت سے، اور زانی عورت، اس سے نکاح نہیں کرتا مگر کوئی زانی یا مشرک۔ اور یہ کام ایمان والوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔" (النور: ۳)

[١٧٢٧٩] ٣ ـ فقه الرضا (عليه السلام) : « وروي لا تمتع بلصة ولا مشهورة بالفجور ، وادع المرأة قبل المتعة إلى ما لا يحل ، فإن أجابت فلا تمتع بها ، وروي أيضاً رخصة في هذا الباب » .

[١٧٢٨٠] ٤ ـ أحمد بن محمد بن عيسى في نوادره : عن محمد بن الفضل ، عن أبي الحسن (عليه السلام) ، قال : سألته عن المرأة اللخناء[1] الفاجرة ، أتحل للرجل أن يتمتع بها يوماً أو أكثر ؟ فقال : « إذا كانت مشهورة بالزنى ، فلا ينكحها ولا يتمتع بها » .

٨ ـ ﴿ باب عدم تحريم التمتع بالزانية وإن أصرت ﴾

[١٧٢٨١] ١ ـ الشيخ المفيد في رسالة المتعة : عن الحسن بن حريز قال : سألت أبا عبدالله (عليه السلام) ، في المرأة تزني عليها أيتمتع بها ؟ قال : « أرأيت ذلك ؟ » قلت : لا ، ولكنها ترمى به ، قال : « نعم ، تمتع بها على أنك تغادر وتغلق بابك » .

---

٣ ـ فقه الرضا (عليه السلام) ص ٣٠ .
٤ ـ نوادر أحمد بن محمد بن عيسى ص ٧١ .
(١) اللخناء : هي الأمة التي لم تختن (القاموس المحيط ج ٤ ص ٢٦٨) .
الباب ٨
١ ـ رسالة المتعة : وعنه في البحار ج ١٠٣ ص ٣٠٩ ح ٤١
الباب ٩
١ ـ رسالة المتعة : عنه في البحار ج ١٠٣ ص ٣١٠ ح ٤٩ .

في أي دين يتزوج الرجل بمتزوجة ؟؟

طبرسی

اپنی کتاب "مستدرك الوسائل" میں

باب قائم کرتا ہے:

"زانیہ سے تمتع کی عدم حرمت کا بیان اگر چہ وہ بار بار زنا کرتی ہو۔" پھر شیخ مفید کے رسالہ متعہ سے حسن بن حریز سے نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو زانیہ ہے کہ کیا اس سے تمتع کیا جا سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: ہاں تم اس سے تمتع کر سکتے ہو کہ تم اسے چھوڑ دو گے اور تم دروازے بند کر لو گے۔"

پھر باب قائم کیا:

"جب عورت خاوند اور عدت وغیرہ کی نفی کر دے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اس سے سوال اور چھان پھٹک نہیں کیا جائے گا۔" پھر شیخ مفید کے رسالہ المتعہ سے ابان بن تغلب سے بیان کیا کہ وہ کہتا ہے۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایسی خوب صورت عورت کے بارے میں فرمایا: جو راستے میں ہو اور تمھیں پتا نہ ہو کہ وہ شوہر والی ہے یا بدکار ہے تو فرمایا: ایسی عورت کے بارے میں تم پر کوئی حرج نہیں تم اسے حق مہر دے دو۔"

صاحب کتاب کہتا ہے:

"کس دین میں ہے کہ شادی شدہ عورت سے نکاح کر لے۔"

خاتمہ

ان دستاویزات کے سفر کے بعد ہم یہاں توقف کرتے ہیں، اب مزید لمبی تعلیقات لگانے کی ضرورت نہیں تم نے خود ہی ان اوراق اور صاحب اوراق کو پڑھ لیا ہے۔ یہ دستاویزات اپنے زمانے اور جگہ کے اعتبار سے مختلف متعدد موضوعات پر تھے۔

لہٰذا منصف، قاری خود ہی غور وفکر کرے کہ کیا ایسی باتیں اہل بیت رضی اللہ عنہم سے صادر ہو سکتی ہیں؟

ہم سب اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یہی اہل السنہ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور انحراف اور غلو سے پہلے اوائل میں شیعہ کا یہی عقیدہ تھا۔

ہم شیعہ کے اہل بیت میں غلو کرنے، ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے اور ان عقائد کو ان کی طرف منسوب کرنے پر تنقید کرتے ہیں جو ان کے (عقائد) تھے ہی نہیں۔ جیسے شرک، غلو، خود کو مارنا، نوحہ کرنا، ناحق خمس لینا اور اس طرح کے دیگر عوامل۔ اسی طرح تو نصاریٰ میں ہوا جنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو بدل دیا اور گمان کیا یہ ان کے متبعین ہیں۔

ہم شیعہ کی اہل بیت سے محبت کرنے پر تنقید نہیں کرتے لیکن ہم اس وجہ سے ان پر تنقید کرتے ہیں جو انھوں نے باطل عقائد اہل بیت کی طرف منسوب کیے ہیں۔ جب کہ وہ ان سے بری ہیں۔

اے قاری کریم! ہم آپ کو صدق دل سے دعوت دیتے ہیں کہ آپ اپنی عقل کو کھلا چھوڑ دیں تا کہ وہ غور وفکر کرے۔ اسی بات کی قرآن کی ترغیب دی ہے۔ اور اہل بیت کے ائمہ نے دعوت دی ہے چناں چہ اپنی عقل کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں مت دیں۔

اور اس کام سے بچ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں صحیح اور سقیم میں تمیز کرنے کے لیے عقل دی ہے اور تم اندھی تقلید والا راستہ اختیار کرلو اور دلیل لو کہ قرآن مجید ہے:

﴿إِنَّا وَجَدْنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٍ﴾ (الزخرف: ٢٢)

''بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا ہے۔''

چناں چہ آپ ان میں سے ایک طالب علم کو پاؤ گے کہ وہ پختہ علم پا لینے کے بعد بھی اپنی مرجع کے ساتھ مقید رہتے ہیں۔ شیعہ کے ہاں اسلام کی حجت آیۃ اللہ العظمی کی طرف لوٹتی ہے۔ اس پر تقلید کے وجوب کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور اس سے ان کو مراد مطلق اتباع ہے کہ جس میں انسان اپنی عقل کو معطل کر دے تم اللہ کی طرف اٹھو اور اس جنت کی طرف مسابقہ کرو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور خود سے خواہشات اور اپنے آباؤ اجداد کے لیے تعصب کو اتار دو جو قیامت کے دن تمھیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ ہم ہر اس قاری اور زندہ ضمیر مسلمان کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ تقویٰ کو لازم کریں اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لیں، بیماری کی حقیقت کو پہچانیں اور علاج کے لیے حریص بن جائیں، سب وشتم اور نقد وطعن کو چھوڑ دیں اور اپنے غیر کے ساتھ اچھا معاملہ کریں۔ اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس نے اپنی رضا کے بجائے رضائے الٰہی کو مقدم کیا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید
www.kitabosunnat.com

اعداد

مرکز احیاء تراث آلِ البیت